کرشمۂ قدرت

مع جدید اضافہ

افعال وخواص، سنگ وجواہر مثلاً فیروزہ، عقیق، دُرِ نجف،

نیلم، ہیرا اور قیمتی پتھروں کے اثرات پر مُفید ودلچسپ کتاب

مؤلفہ: ہمایوں مرزا لکھنوی

اضافی تصانیف وناشر: ایم. اخلاق حسن لکھنوی

کرشمۂ قدرت مع جدید اضافہ

اضافی تصانیف وناشر: ایم. اخلاق حسن لکھنوی

کرشمۂ قدرت مع جدید اضافہ

"ROLE OF PRECIOUS STONES IN HUMAN LIFE"

عقیقِ سلیمانی کی تختی، عقیقِ یمنی، دہانہ فرنگ، پکھراج زرد، فیروزہ، اُوپَل، لاجورد،

عقیقِ کھمباتی، یاقوت، سنہلا، زمرّد، مَرجان، تامڑہ، ترمُری، بروج، زَبرجَد وغیرہ

پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتیں جھٹلاؤ گے۔ (القرآن)

بعون خالق کون و مکان و فیض توفیق ہادیِ دین و ایمان

نسخۂ عجائباتِ عالم

موسوم بہ

کرشمۂ قدرت

جس میں تاثیرات و افعال و خواص اور اثرات جمادات فیروزہ عقیق و یاقوت، نیلم، ہیرا، پکھراج، دہانہ فرنگ، سنگ سلیمانی، زبرجد، بلور مع معدنیات، سونا، چاندی، تانبہ، جستہ، سنگریزہ وغیرہ کا تذکرہ ہے

بکمال محنت و تحقیق

عالیجناب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی مرحوم نے تصنیف و تالیف فرمائی

تحریر، تحقیق و ناشر

ایم۔ اخلاق حسن لکھنوی فرزند ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی

مکان ۴ اے، بلاک ۱۰، اسٹریٹ ۱۰، گلشن اقبال کراچی ۴۷ پاکستان

بلاوجہ دوسروں کی کھوج میں رہنے والا حاسد ہوتا ہے۔ (ناشر)

عظیم تحقیقی گراں قدر علمی مفید و کار آمد

سترہواں (17) ایڈیشن : (مع مزید اہم اضافے) 2012ء

پہلا ایڈیشن : پیر الٰہی بخش کالونی کراچی ۱۹۵۵ء
دوسرا ایڈیشن : پیر الٰہی بخش کالونی کراچی ۱۹۶۳ء
تیسرا ایڈیشن : رضویہ سوسائٹی کراچی ۱۹۶۷ء
چوتھا ایڈیشن : ناظم آباد نمبر ۲، کراچی ۱۹۷۳ء
پانچواں ایڈیشن : گلشن اقبال کراچی ۱۹۸۰ء
چھٹا ایڈیشن : گلشن اقبال کراچی ۱۹۸۳ء
ساتواں ایڈیشن : گلشن اقبال کراچی ۱۹۸۵ء
آٹھواں ایڈیشن : گلشن اقبال کراچی ۱۹۸۹ء
نواں ایڈیشن : گلشن اقبال کراچی ۱۹۹۲ء
دسواں ایڈیشن : گلشن اقبال کراچی ۱۹۹۶ء
گیارہواں ایڈیشن : گلشن اقبال کراچی ۱۹۹۹ء
بارہواں وتیرہواں ایڈیشن : گلشن اقبال کراچی ۶-۲۰۰۵ء
چودہواں ایڈیشن : گلشن اقبال کراچی ۲۰۰۷ء
پندرہواں ایڈیشن : گلشن اقبال کراچی ۲۰۰۹ء
سولہواں ایڈیشن : گلشن اقبال کراچی ۲۰۱۰ء

تحریر، تحقیق وناشر

حبیب حسن: 0333-2298151
شاداب حسن: 0321-8203268

ایم. اخلاق حسن لکھنوی

مکان ۴۔اے، بلاک ۱۰، اسٹریٹ ۱۰، گلشن اقبال کراچی، پاکستان۔

سب سے بخیل وہ شخص ہے جو دُعا بھی نہ دے سکے۔ (ظہیر حسن)

آہ --- اخلاق حسن لکھنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں ایک مقرر وقت کے لئے بھیجا اور ایک موقع فراہم کیا کہ وہ اپنی پیدائش کے مقصد کو سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ زندگی کو نہ صرف اپنے لئے بلکہ مخلوق خداوندی کے لئے بھی مفید بنا سکے۔

کامیاب لوگ وہ ہی ہیں جو اس فلسفہ حیات کو سمجھتے ہوئے زندگی ہی میں اپنی ابدی حیات کیلئے سامان اکٹھا کرتے ہیں اور ساتھ ہی ایسے اعمال اپنے پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں جو ان کی یادگار بن جائیں اور ثواب جاریہ کا ذریعہ ہوں۔

والد بزرگوار جناب اخلاق حسن لکھنوی (مرحوم) کی تمام زندگی اسی فلسفہ حیات کا نمونہ تھی آپ روز وشب اپنے مشن کے حصول کیلئے سرگرداں رہے والد صاحب تمام زندگی اپنی اصول پسندی، انسانیت کی بے لوث خدمات انتھک محنت، مذہب سے لگاؤ اور خدمت خلق کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول پر کاربند رہے۔ آپ کا سب سے انمول خزینہ لاکھوں چاہنے والوں کی دعائیں ہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ بروز جمعرات ۱۳ شوال بمطابق **23** ستمبر **2010**ء والد صاحب انتہائی پرسکون انداز میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

والد صاحب اپنی زندگی میں بہت سے پودے لگا گئے جن کے ثمرات خلق خدا کے لئے تادیر فائدہ کا ذریعہ بنیں گے ''**کرشمہ قدرت**'' اس کا ایک بہترین نمونہ ہے یہ کتاب والد صاحب کی شب و روز محنت کا نتیجہ ہے جو کہ تمام دنیا میں مشہور ہے ہزاروں لوگ اس کتاب سے مُستفید ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمتوں کے بارے میں علم حاصل کر کے خود بھی فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور دوسروں کیلئے بھی فائدوں کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق عطاء فرمائے اور ہم والد صاحب کے اس مشن کو جاری رکھ سکیں۔ (آمین)

پسران اخلاق حسن لکھنوی (مرحوم)
جنوری ۱۰۔ ۲۰۱۲ء

۷۸۶

﴿سپاسِ حقیقت و تعزیت﴾

حُسنِ اخلاق کا نمونہ تھے
گویا کہ اسم بامُسمّیٰ تھے
اتنے حساس و زود رنج تھے وہ
صورتِ مثلِ آبگینہ تھے
باپ اِن کے ہمایوں مرزا
پوری علم و عمل کی دنیا تھے
اس کو کہیے کرشمۂ قدرت
کاشفِ سنگ اور نگینہ تھے
حق میں شاداب اور حبیب کے وہ
تربیت کا حسین قرینہ تھے
اتنے پرہیز گار تھے اخلاق
گویا وہ مجتہد کا سفینہ تھے
نور چہرے کا عمر بھر نہ گیا
غمگسار شہہ مدینہ تھے
ایسے مومن کہ لوگ کہتے تھے
حُسنِ کردار کا سفینہ تھے
پاس آئی منافقت نہ کبھی
قاتلِ بُغض اور کینہ تھے
چند امراض کے معالج بھی
اور دُعاؤں کا اک خزینہ تھے
ہے یہی حرفِ تعزیت ریحانؔ
مرگئے وہ جو چشمِ بینا تھے

تعزیت گزار
ڈاکٹر ریحان اعظمی

جس کی نیت اچھی اُس کی زندگی اچھی جس کی نیت خراب اس کی زندگی خراب (ناشر)

ضروری انتباہ

جیسا کہ آپ نے اس کتاب "کرشمۂ قدرت" میں ملاحظہ فرمایا کہ سنگ و جواہر اور نگینوں سے متعلق افعال و خواص اور اثرات انتہائی مستند کتب کے حوالے اور تحقیقی تجربات و تاریخی واقعات کا ذکر کیا گیا ہے اس کی ابتدا لکھنؤ ۱۹۴۲ء میں قیمتی پتھروں کے سلسلے میں ڈائری کی صورت میں ہوئی اور تقسیم ہند کے بعد اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۵ء میں کراچی میں شائع ہوا۔ پہلے ایڈیشن سے لے کر تا ہنوز اس کی ترتیب و تیاری میں انتھک کاوش، سخت محنت، جانفشانی اور عرق ریزی کی گئی۔ اس کتاب کی شہرت، افادیت و مفید معلوماتی ہونے کی وجہ سے مقبولِ عام ہے۔ ملک کے مشہور اخبارات و رسائل کی رائے کے علاوہ اکابرِ ملت نے میری ہمت افزائی اور "کرشمۂ قدرت" کی بہت تعریف کی۔ چند مخلص و صاحبِ علم ناظرین نے بعض ایسے مضمون کی طرف توجہ دلائی جن میں اس کتاب کے مضامین کے عنوان تبدیل کر کے بطریقِ چربہ نقل تو کر دی گئی لیکن "کرشمۂ قدرت" کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ یہ طریقہ اخلاقی و ادبی اصول میں زیب نہیں دیتا جب کہ "کرشمۂ قدرت" کے مالکانہ حقوق گورنمنٹ آف پاکستان سینٹرل کاپی رائٹ نمبر COPR-2854 کے تحت بنام ایم۔ اخلاق حسن مکان نمبر ۴-اے، بلاک نمبر ۱ گلشن اقبال کراچی پاکستان رجسٹرڈ ہیں اور یہ ایک "ریسرچ بک" ہے۔

ہم نے نا کسی فرد، شخص یا ادارہ کو "کرشمۂ قدرت" کی کسی طرز پر نقل یا اصل شائع کرنے کی تحریری یا زبانی اجازت دی ہے نہ ہی آئندہ ارادہ یا خیال ہے لہٰذا بغیر اجازت شائع کرنے والے قانونی چارہ جوئی کا ذمہ دار ہوگا۔

اخلاق حسن لکھنوی۔ ناشرِ کتاب ہٰذا

: ہمارا حق خواہ کسی طرز پر ہو، کتنا کھاؤ گے اور کب تک کھاؤ گے۔

تصدیقِ متن آیاتِ قرآنیہ

"کرشمۂ قدرت"

میں نے 'کرشمۂ قدرت' میں شامل
آیاتِ قرآنیہ کو حرفاً حرفاً
بغور پڑھا۔ ان میں کسی قسم کی کوئی
غلطی نہیں ہے۔

حافظ محمد یٰسین سندیلوی
(امام نایاب جامع مسجد)
ڈاکخانہ "نمبر ۱" لیاقت آباد
کراچی

۲۵ نومبر ۱۹۸۸ء

سرٹیفکیٹ رجسٹریشن آف کاپی رائٹ گورنمنٹ آف پاکستان

Registration No. 2854-Copr بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

GOVERNMENT OF PAKISTAN

COPYRIGHT OFFICE

Certificate of Registration of Copyright

Certified that the Copyright in the work entitled کرشمۂ قدرت by Mr. Humayun Mirza and published by Mr. M. Akhlaq Hasan Karachi in the year 19.. has been registered in the Register of Copyrights in the name of Mr. M. Akhlaq Hasan, House A-4 Block I, Gulshan-e-Iqbal Karachi under No. 2854—Copr

Given under my hand and seal on this Twenty first day of January 1989.

Registrar of Copyrights

بنیلے رقومات ہنر چاہیئے اس کو ــــ سودا ہے جواہر کا نظر چاہیئے اس کو

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ

انسان کا ضمیر زندہ ہے تو انسان زندہ ہے۔ (ناشر کتاب ہذا)

بیماری انسان کو موت کی یاد دہانی کراتی ہے۔ (ناشر کتاب ہذا)

رُوح ایک قوّت حکمتِ ربّ ہے

دھوکا کھانا انسانیت ہے ۔ دھوکا دینا شیطانیت (ناشر کتاب ہٰذا)

جس کام کو اپناؤ اس میں عبور حاصل کرو (ناشر کتاب ہٰذا)

بدی پہ غیر کی تیری نظر ہے ۔ مگر اپنی بدی سے تو بے خبر ہے ۔

پریشانی میں زیادہ پریشان ہونا پریشانی بڑھانا ہے۔ (حضرت علیؑ)
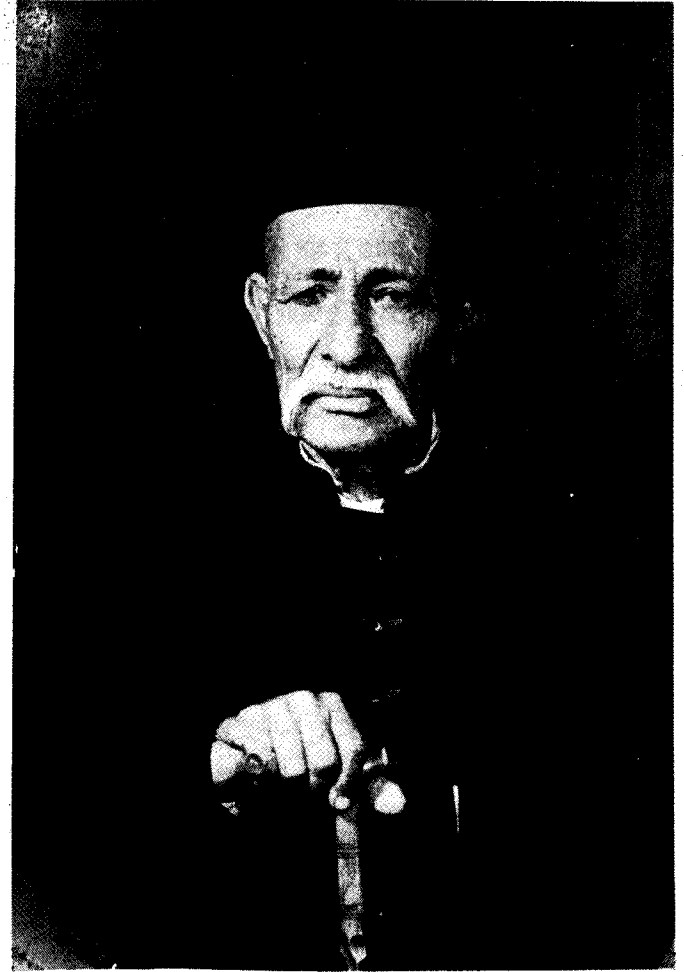
ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی

قدیم تہذیب کی وضعدار شخصیت

(آپ کی انگلی میں ایک نادر و نایاب "عقیق یمنی" کی انگوٹھی نظر آ رہی ہے)

سادگی ایمان کی نشانی ہے۔ (ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عرضِ مؤلف

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔
اسی کی ذات حمد و ثناء کے قابل ہے جس نے ایک لفظ (کُن فیکون) سے متعدّد عالم پیدا کر دیئے جن کی ہر چیز نمونۂ قدرتِ الٰہی ہے دُنیا کے ذرّہ ذرّہ کی صنعت جداگانہ اور ان کے اثرات مختلف رکھے، آفتاب، ماہتاب، ستارے، زمین، ابر، دَریا، پہاڑ، پانی، ہوا، معدنیات وغیرہ وغیرہ ایک دلکش تماشا ہیں۔ بجائے خود مظہرِ صنعتِ خالقِ اکبر ہیں۔ انتظامِ عالم پر غور کیا جائے اور انقلاباتِ عالم کو نظرِ بصیرت سے دیکھا جائے تو ان تمام چیزوں میں کم سے کم ایک قوّت کا اِدراک ہر فرد و بَشر کو ہوگا اور یہ معلوم ہوگا کہ اِسی قوّت سے چیزوں کا وجود قائم ہے، سوچنے والے ذرا غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام چیزیں ایک ذاتِ بے ہمتا سے وابستہ ہیں جو خالقِ عالمین ہے۔ یہ ذاتِ واحد خالقِ کونین ہے۔ اس کی وحدت کی طرف سب سے پہلے اسلام نے دعوت دی اور ایک مکمّل نظریۂ توحید پیش کیا جس کی روشنی میں خالق اور مخلوق کے درمیان ایک روشن خطِ امتیاز قائم ہوا اِسی سے خدا اور کائنات کا رشتہ بنا۔

اِسلام پہلے یہ سکھاتا ہے کہ مختلف قوّتوں کو تم اللہ نہ کہو اور نہ مختلف اسباب کو تم خالق سمجھو۔ اسلام یہ نہیں تسلیم کر سکتا کہ خالقِ مطلق نے عالم اور مختلف چیزوں کو پیدا کر کے اپنے اختیار میں کچھ نہ رکھا کائنات کی ہر چیز کا علم تو صرف اِسی ذاتِ واحد کو ہے بنی نوعِ اِنسان میں سے کسی کو اس تک رسائی نہیں۔

ہاں جن نفوسِ قدسیہ کو رَبّ العالمین نے تعلیم فرمایا ان کو واقفیت ہوئی۔
بالآخر مشیّتِ ایزدی نے حضرت ختمی مرتبت مُحمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بصورت رحمۃ للعالمین مبعوث بہ نبوّت کیا اور بعد ازاں اِن کی اولادِ اطہار آئمہ معصومین علیہم السلام

مبعوث بہ امامت و علومِ دنیا اور عجائباتِ عالم ارض و سما تعلیم دے کر معزز و ممتاز فرمایا۔
ان نفوسِ قدسیہ کی جس قدر تعریف و توصیف کی جائے کم ہے۔ اس واسطے کہ انہیں ذواتِ مقدسہ نے انسان کو خلاقِ عالم کی قدرتِ کاملہ سے آگاہ فرمایا اُنکو اپنا ممنونِ احسان بنایا۔ یہ نفوس قدسیہ صفاتِ حمیدہ و کردارِ پسندیدہ اور بلند درجات کے حامل اور تمام تر احکاماتِ خداوندی کے پابند تھے جن کا احاطہ معرضِ تحریر سے باہر ہے۔ اس خلاق عالم نے منجملہ دیگر عجائبات کے نباتات، جمادات، معدنیات اور دوسرے خطوں میں اپنی قدرتِ کاملہ سے وہ اثرات ودیعت فرمائے جو لوازم حیات انسانی میں بہت کچھ ممد و معاون بلکہ بعض پر تو حیاتِ انسانی کا دار و مدار ہے۔ بنا بر آں اس خادم المومنین نے آئمہ معصومین علیہم السلام اور حکمائے متقدمین کے جتنے بھی اقوال اور افعال و خواص و اثرات، جمادات، معدنیات، مثلاً عقیق، فیروزہ، درِ نجف، یاقوت، دانۂ فرنگ، ہیرا، پنا (زمرد)، پکھراج، نیلم، موتی، حتّٰی کہ سنگریزہ اور سونا، چاندی، جستہ، تانبا وغیرہ کے متعلق دستیاب ہو سکے ان کو یک جا کر کے بصورتِ کتاب موسوم بہ "کرشمۂ قدرت" تصنیف و تالیف کیا۔

اُمید ہے کہ جن مومنین و ناظرین کو اس سے مستفید ہونے کا موقع ملے گا اس احقر کو دعائے خیر سے فراموش نہ کریں گے۔ آخر میں چند طریقے جن میں علاجِ شمسی (سورج کی کرنوں سے علاج) فوائد چاندنی ماہتاب انسانی زندگی سے متعلق مجرب آزمودہ چٹکلے اور آئمہ معصومین علیہ السلام کے اقوال، حل مشکلات اور حصولِ قبولیتِ دعا تحریر کئے گئے ہیں یہ کار آمد اصول زمانۂ قدیم کی نایاب و نادر قلمی کتب سے حاصل ہوئے ہیں۔
قوی اُمید ہے ان پر عمل کرنے سے وہ ضروریات زندگی جو خلافِ شریعت نہ ہوں ضرور پوری ہوں گی۔

خادم المومنین
ہمایوں مرزا لکھنوی عفی عنہٗ

* جس سرزمیں کے تھے وہیں کے نہیں رہے ــ پہچان کھو گئی تو کہیں کے نہیں رہے

تعارف مؤلف و مصنف

مختصر

ہمارے مورث ایران سے ہندوستان آئے اور (یو پی) اُتر دیش میں سکونت اختیار کی۔ ہمارا سابق وطن لکھنؤ محلہ فاضل نگر وارڈ سعادت گنج (بنگلہ پنج بھیاں) تھا۔ ستمبر ۱۹۵۰ء میں بمبئی کے راستے خداداد پاکستان کراچی آگئے۔
جد محترم خان بہادر مرزا علی حسن صاحب (یہ خطاب بہ عہد محمد علی شاہ بادشاہ اودھ عطا کیا گیا تھا) اسم والد ماجد حکیم مرزا عابد حسین لکھنؤ کے معروف اطبا میں تھے۔ وزیر حسین عرف ہمایوں مرزا (راقم الحروف مصنف و مؤلف کتاب ہٰذا)

تعارف نانہال

سید ابو جعفر حسین صاحب مرحوم۔ آپ کو بہ عہد بادشاہ نصیر الدین حیدر اودھ شاہی زمانہ میں مبلغ پانچ ہزار روپے سالانہ اور دو خلعت تا عہد امجد علی بادشاہ اودھ بوجہ عزت و وقار ملتے رہے۔
بزمانہ برٹش بموجب لیٹر ۔ ۲ جولائی ۱۸۵۶ء معرفت کیپر صاحب رقم مذکور دی گئی۔ بعدہٗ بموجب روبکار از محکمہ برٹش لکھنؤ اجلاسی اکسٹرا کمشنر صاحب بہادر قسمت لکھنؤ نمبری ۶۹۶۔ تاریخ یکم اگست ۱۸۶۶ء بہ قائم مقام صاحب سکریٹری چیف کمشنر بہادر لیٹر ۱۹۰۷ حسب الحکم گورنمنٹ برطانیہ چھٹی نمبری ۱۸۴۳ء رپورٹ نمبری ۲۵۲۴

نیک کاموں میں اعانت اور تعاون کرو ۔ (لارڈ بری)

بنام سید ابوجعفر حسین صاحب موصوف کو پولیٹیکل اعزاز مادام الحیات جاری کیا گیا۔
صوبہ یوپی میں آپ کے ۲۔ گاؤں (سانڈی دیالی) گاؤں اور شہر میں اراضیات
وجائیداد کے مالک تھے چنانچہ خسرہ بند دبست سابق پختہ نمبری ۳۲۴ بموجب اندراج
رجسٹر میونسپل بورڈ لکھنؤ مرتبہ ۱۸۷۴ء بہ نمبر ۱/۱۱ بنام
سید ابوجعفر حسین صاحب مرحوم ومغفور بحیثیت ملکیت کاغذات سرکاری میں
اب تک اندراج ہیں۔

سلطان جہاں بیگم صاحبہ مرحومہ

وزیر حسن عرف ہمایوں مرزا راقم الحروف

۱۔ ڈاکٹر ایم خلیق حسن OPTI (ہومیو) رجسٹرڈ بی۔ایم۔بی۔ ایچ۔ایم۔بی لکھنؤ۔
۲ بی۔اے (آنرز) ایل ایل۔بی ایڈوکیٹ ہائیکورٹ، ایم۔اے، اردو، ایم اے
تاریخ اسلام۔ ایم اے اسلامیات، ایم اے سیاسیات، ایم اے فارسی
۲۔ ایم ظہور حسن OPTI (ریٹائرڈ اسٹور انچارج ٹی آئی پی (مرحوم)
۳۔ ایم اخلاق حسن طابع وناشر کتاب "کرشمۂ قدرت"
۴۔ ایم ظہیر حسن ۔ ایم اے ریٹائرڈ ڈپٹی کنٹرولر پروگرام (پی۔بی۔سی)
صدر دفتر اسلام آباد۔
۵۔ ایم سعید حسن ۔ بی ایس سی۔
۶۔ دختر یوسف جہاں بیگم (مسز افضل حسین صاحب قزلباش)
۷۔ دختر انور جہاں بیگم (مسز سید حسین رضا صاحب) کینیڈا
۸۔ دختر سرور جہاں بیگم (مسز مرزا حامد حسین صاحب) انگلینڈ

مختصر تعارف ہذا بہ دعائے زیادہ عمر و ترقی درجات برخورداران دلپسران اور
نور چشمی و دختران تحریر کردیا۔ خادم المومنین ۔ ہمایوں مرزا عفی عنہ

سچے تاجر پر جنت کے دروازے بند نہیں کئے جائیں گے۔ (ارشاد رسول ﷺ)

عظیم تحقیقی معلومات و تجربات کے ساتھ

کتاب کا نیا ایڈیشن

یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۵۵ء میں میرے والد ماجد جناب ہمایوں مرزا صاحب
مرحوم ومغفور نے اپنی انتھک کوششوں اور سالہا سال کی تحقیق و تجربات سے عام فہم
اردو زبان میں مرتب کر کے ۴۹۷/۱۷ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی سے شائع فرمائی۔ جو مختصر تھی
اس کتاب میں مرحوم نے مختلف جواہرات کے پراسرار افعال وخواص پر نہایت مفید انداز
میں روشنی ڈالی اور اس نہاں خانۂ قدرت کے بہت سے اسرار کھولنے کی سعی فرمائی۔
حقیقت یہ ہے کہ جوں جوں ہم جواہرات کے اثرات کی تحقیق کرتے رہے ہماری جستجو
اور بڑھتی گئی کہ ان میں قدرت نے کیا کیا خوبی اور اثرات عطا کئے ہیں۔

قدرتی قیمتی خوشنما پتھروں وجواہرات سے متعلق معلوماتی شوق وجستجو کی وجہ
سے دنیا کے مشہور سائنسداں، ڈاکٹر، پروفیسر کی مختلف ریسرچ کتب کا مطالعہ
ہی نہیں کیا بلکہ تقسیم ہند سے قبل تا ہنوز اس موضوع سے متعلق اہم تجربات وافعال
وخواص اور اثرات پر انتہائی ذمہ دارانہ طریقہ سے "کرشمۂ قدرت" کو عظیم تحقیقی
اصول پر پیش کیا۔ پتہ چلا کہ ان میں بعض تو مخصوص اوصاف کے حامل ہوتے ہوئے
پُرکشش ومعاون ہیں۔ اس دنیا میں ایک ذرہ بھی اپنے اوصاف میں اصلیت سے
کم وبیش نہیں۔ قدرتی نظام کے تحت جواہرات کی پیدائش اس وضع پر ہے۔ کہ
بارش کا پانی پہاڑوں کے مسامات میں جا کر آفتاب کی شعاع وکرنوں کی حرارت سے
لطیف بخارات میں تبدیل ہو کر جب دہانوں سے نکلنا چاہتا ہے اور کوئی راہ نہیں
پاتا تو کیف ہو کر ایک عرصہ میں خاص قسم سے آہستہ آہستہ سیماب کے مشابہ ہوجاتا ہے۔

اسلام یہ ہے کہ لوگ تمہارے ہاتھ اور زبان سے صحیح وسالم رہیں۔ (ارشادِ رسول ﷺ)

کانوں کی حرارت وگرمی ان کو پکاتی اور مزید گاڑھا کرتی ہے پھر اجزار کی آمیزش کے سبب صدیوں میں پتھر کے رنگ برنگ جواہر میں تبدیل ہوتا ہے۔ یہ جواہر اختلاف رنگ ہر علاقہ کی سرسبزی وشادابی، آب وہوا اور زمین کے تاثر سے متاثر ہو کر بنتے ہیں دراصل جواہرات ذرات کی ترقی یافتہ حالت کا نام ہے یہ قدرت کی صناعی اثرات سے پیدا ہو کر دلفریبی اور خوبصورتی اختیار کرتا ہے جس کی وجہ سے بااثر ہو جاتا ہے۔ پتھر جن کا تعلق پہاڑوں سے رہے ان میں نشو ونما کا سلسلہ جاری رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ جن پتھروں میں رگیں جیسی معلوم ہوتی ہیں وہ صدیوں میں بڑھتے ہی رہتے ہیں۔ فطرت کے راز وقوانین اور قدرت کے کرشمے پتھروں میں عجیب حیرت انگیز ہیں۔ انسان جتنی معلومات بڑھاتا ہے۔ اُسی قدر نادانی کے بھنور میں پھنستا جاتا ہے۔ علم کی وسعت بیشک ترقی کرتی ہے مگر ساتھ ساتھ لاعلمی کا دریا اور بھی طغیانی پر آجاتا ہے

بقولِ ذوقؔ؛ ہم جانتے تھے علم سے کچھ جانیں گے
جانا تو یہ جانا کہ نہ جانا کچھ بھی

انسان نے ابتدائی دور میں حسن وجمال کی آرائش کے لئے خوشنما گھانس کے نازک پتّوں، بیلوں اور پرندوں کے خوبصورت پروں کا استعمال کیا مگر جوں جوں انسان تہذیب کے قریب آتا گیا پرانی طرزِ زندگی کو خیرباد کہتا رہا یہاں تک کہ مردوں نے عورتوں کو پُرکشش اور خوبصورت بنانے کے لئے زیورات سے آراستہ کیا۔ اب سے ڈھائی ہزار سال قبل مسیح عورتیں بناؤ سنگھار اور آرائش کے لئے زیورات استعمال کرتی تھیں تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ زیورات میں عقیق، سنگِ سلیمانی، سنگ یشب بھی استعمال میں آیا۔ ہند کی قدیم ترین کتب میں زیورات کا تذکرہ ملتا ہے۔ مثلاً قدیم رتن شاستر میں طلسماتی طرز میں پتھروں کے متعلق تحریر ہے کہ نورتن انگوٹھی اس خیال سے استعمال کی جاتی تھی کہ نو اجتماع سیارگان رہے اس کا ثبوت عہد گپتا و شہر متھرا کے مجسّموں اور

لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ (ارشادِ رسول ﷺ)

دیوی دیوتاؤں سے بھی ملتا ہے۔ پتھروں کے افعال وخواص اور اثرات کی وجہ سے ان میں مذہبی حیثیت غالب رہی۔ جس کی وجہ سے بعض جواہرات اور پتھر دیوتاؤں سے منسوب ہیں۔ ترقی یافتہ سائنس کا دعویٰ ہے کہ دُنیا کی ہر چیز میں قوتِ جاذبہ نہاں ہے اور عناصر ایک دوسرے سے پیوست ہونے پر ایک تیسری چیز کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی لئے اثرات میں مزید اضافہ اور مستحکم تاثرات پیدا ہو جاتے ہیں بعض پتھروں کے اثرات آپس میں نہایت درجہ جاذبیّت اور کشش رکھتے ہیں۔ لیکن کچھ کے اثرات مخالف ہیں اور ان میں شعاعی قوّت موجود ہے۔ مثلاً جس طرح بلور سے سورج کی کرنوں کے ذریعہ زمانہ قدیم میں آگ پیدا کر لیتے تھے۔ اب موجودہ زمانہ میں اسی شعاعی قوت سے مختلف امراض کا علاج ہو رہا ہے یہاں تک کہ جنگ کے موقع پر دشمن کی فوج اور ہتھیاروں کو شعاعی قوّت سے تباہ کرنے کی صورتیں حاصل کی جا رہی ہیں۔

زمانہ قدیم سے لوگوں کا عقیدہ چلا آرہا ہے کہ قیمتی پتھروں میں قدرت نے اثرات وقوّتیں پوشیدہ رکھی ہیں۔ ان کے استعمال سے صلاحیتیں یقینی طور پر اُبھرتی اور روحانی وجسمانی تقویت ملتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ حکمائے قدیم نے بھی فوائدِ جواہرات تحریر کئے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے سائنسداں نے تائید کی ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ ہم نے اس میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی۔ اس طرف توجہ بھی نہ دی کہ قدرت کی اس تخلیق کا انسان سے کیا واسطہ ہے آج اہلِ مغرب اِن پر ریسرچ کر کے علم وہنر کے آسمان پر آفتاب بنے ہوئے ہیں۔ سائنس کی کامیابیاں قدرتی خوشنما پتھروں میں پوشیدہ اثرات کے وجود خدا کی موجودگی ثابت کرتی ہیں امریکی سائنسداں کارل فیٹ نے ثابت کیا ہے آپ صرف غور وفکر کریں تو آپ کا ذہن خدا کی موجودگی کا قائل ہو جائے گا۔ ایران کے مشہور طبقاتی سائنسداں مہدی گل شانی نے قرآن کے

حوالہ سے بتایا کہ کائنات میں قدرت کی نشانیاں جگہ جگہ موجود ہیں۔ جس میں قیمتی پتھر و جواہرات ایک مقام رکھتے ہیں۔

قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اس نے زمین و آسمان کی ساری چیز تمہارے لئے مسخر کر دیں اس میں بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرنے والے ہیں (الجاثیہ - ۱۳)

خالقِ کائنات نے قرآنِ مجید میں یہ بات بار بار زور دے کر بیان کی ہے کہ انسان کو چاہیئے وہ غور فکر کرے۔ صانعِ کائنات کو پہچانے۔ دوسرے یہ کہ اشیائے کائنات کا علم حاصل کرے۔ بہتر طریق پر اس سے استفادہ کرے۔ بعض حضرات قیمتی پتھروں کے بیرونی اثرات سے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ قدرتی جڑی بوٹیوں اور جواہرات میں اندرونی و بیرونی اثرات اپنی جگہ مُسلّمہ ہیں۔ انسان دیکھے اور سمجھے پھول کی خوشبو اعضائے رئیسہ کو متاثر کر دیتی ہے۔ بہت مشہور اور عام بات ہے کہ خسرہ کے مریض کے لئے صرف اس کے بستر پر خاکسی ڈالنے سے مریض کے جسم پر خسرہ کے دانے جلد ظاہر ہو جاتے ہیں۔ دہانہ فرنگ کی انگوٹھی درد گردہ مریض کے لئے مفید ہے۔

بہر حال دُنیا کے بیشتر ممالک میں قیمتی جواہرات کی مانگ زیادہ ہے اور استعمال میں سنگ و جواہر کو ترجیح دی جا رہی ہے اس میں سرمایہ کاری بھی محفوظ رہتی ہے۔ نیوز لیٹر نے لکھا ہے کہ کچھ عرصہ میں قیمتی جواہرات نئی بین الاقوامی کرنسی ہوں گے۔ چونکہ قیمتی جواہرات کی مانگ میں اضافہ ہو رہا ہے ہماری حکومت کو چاہیئے کہ ان قدرتی عطیات پر خصوصی توجہ دے، ملک میں ارضیات و معدنیات سے متعلق تعلیم و تربیت کو بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ اِن سے متعلق آلات اور مشینوں کو ملک میں ہی تیار کرنے کا منصوبہ بنائے تاکہ مادی خزانوں سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جا سکے۔

صورت تو یہ ہو۔ کہ قیمتی پتھروں کے ذخائر بتانے والے اور مشورہ دینے والے اشخاص کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ اس طرح حکومت سے تعاون میں اس شخص کو اس کی محنت کا حق مل جائے گا اور معیشت میں بھی کافی مدد ملے گی، قدرتی خزانے جو پوشیدہ ہیں ظاہر ہو جائیں گے۔

بحمد للہ ہماری یہ علمی تحقیقی کاوش مقبول ہوئی اور عوام و خواص نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ جو رائیں اکابرِ قوم اور اہلِ علم نے ظاہر کیں وہ آغاز کتاب میں درج کر دی گئیں تاکہ ناظرین کو "کرشمۂ قدرت"، کی اہمیت کا اچھی طرح اندازہ ہو سکے۔ اس کے بعد مرحوم نے بہت کچھ اضافے فرمائے لیکن دوسرا ایڈیشن قبلہ والد صاحب کی زندگی میں ممنون اشاعت نہ ہو سکا۔ اس لئے دوسری بار ۱۹۶۳ء سے ناچیز نے یہ کام سرانجام دینا شروع کیا۔ یہ دوسرا ایڈیشن پہلے سے بھی زیادہ مقبول مفید ثابت ہوا۔ ملک کے کراچی سے لے کر پشاور تک ستائیس (۲۷) اخبارات و رسائل میں کتاب کی اہمیت و افادیت کے بارے میں اکابر ملت اور کرم فرماؤں، قدر دانوں کے خطوط اور تبصرے اس کثرت سے آئے کہ مزید ایڈیشن کی ہمت ہوئی۔

میرے محترم بزرگ پروفیسر کرار حسین صاحب قبلہ نے فرمایا کہ اس کتاب نے قیمتی پتھروں اور جواہرات سے متعلق پاکستان میں سب سے پہلے اس موضوع پر اہم باب کی بنیاد رکھی۔ والد بزرگوار کے علمی ذخیرے سے بہت سی باتیں ان سے متعلق تلاش کر کے موقع اور محل کے لحاظ سے کتاب میں شامل کیں۔ اب یہ دلچسپ، مفید و معلوماتی اور معیاری قادرِ مطلق کی بے انتہا صفتوں کا ایک مختصر سا روشن آئینہ بن کر ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔ "کرشمۂ قدرت" کو کارآمد اور اس کی قدر و منزلت کو مدنظر رکھتے ہوئے کئی جگہ محکمۂ تعلیم و جنرل ہیڈ کوارٹر راولپنڈی (آرمی) کے حکام اور اساتذہ نے مندرجہ ذیل سرکلر کے ذریعے اسکولز لائبریری و تقسیم انعامات میں منظور

فرمایا، جس کے نتیجے میں اس کی مقبولیت روزافزوں ہے۔

۱۔ بموجب سرکلر نمبر 04/458/74/EDN-4 تاریخ ۱۷ ستمبر ۱۹۷۴ء جنرل
ہیڈ کوارٹر۔ جی۔ ایس برانچ (A-EDTE) راولپنڈی (آرمی)
(برائے یونٹ لائبریری)

۲۔ بموجب سرکلر 1459/7500 تاریخ ۴۔ اپریل ۱۹۵۵ء
جناب ڈائریکٹر صاحب محکمۂ تعلیم بھاولپور۔

۳۔ بموجب چٹھی E/1613 تاریخ ۱۸۔ جولائی ۱۹۵۵ء
(جناب ڈائریکٹر صاحب محکمۂ تعلیم خیرپور میرس)

۴۔ بموجب سرکلر ٹیکسٹ (P.T-B) 3076 تاریخ ۲۳۔ نومبر ۱۹۵۶ء
(جناب ڈائریکٹر صاحب محکمۂ تعلیم حیدرآباد سندھ)

۵۔ بموجب سرکلر 55/42257-306/15G/E.D تاریخ ۳۔ دسمبر ۱۹۵۵ء
(جناب ناظم صاحب تعلیمات کراچی)

ارشاد الحق صاحب قدوسی

مبدائے علم و منبعِ حکمت
منفعت بخش و باعثِ عظمت
ہیں مکرم ھمایوں مرزا
کارنامہ "کرشمۂ قدرت"

یہ کائنات چھپاتی نہیں ضمیر اپنا
کہ ذرہ ذرہ میں ہے ذوقِ آشکارائی

مؤلف کی مختصر سوانح حیات

قدیم لکھنؤ جہاں اور علوم و فنون کا مرکز رہا ہے وہاں قیمتی سنگ و جواھر کا استعمال بھی عروج پر تھا۔ شاہان مغلیہ، رئیس، نوابین، شرفاء اور متوسط حال بھی پتھروں کے شوقین تھے۔ ہر شخص کے پاس اپنی حیثیت کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ جواہرات و نگینے محفوظ ہوتے تھے۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کو قیمتی نگینوں کی تمنا نہ ہو۔ نیز یہ شہر فنِ طب میں بھی اپنا ایک مقام رکھتا تھا۔ صاحبِ کمال حکماء سے سرزمین لکھنؤ خالی نہیں رہی چنانچہ ہمارے دادھیال میں مشہور حکماء گزرے ہیں۔ میرے جدِ محترم جناب حکیم مرزا عابد حسین مشہور و معروف ہستیوں میں تھے۔ قومی کاموں میں بھی بہت پیش پیش رہتے، اور خدمتِ خلق کو اپنا مقصدِ حیات سمجھتے تھے۔

والد ماجد جناب ہمایوں مرزا صاحب کو معدنیات و قدرتی، قیمتی جواہرات کا شوق تھا ان کی ماہیت و تحقیق میں منہمک رہتے۔ موصوف ماہر اراضیات بھی تھے مختلف مقامات کی زمین و مٹی کی پہچان میں ایک امتیاز حاصل رہا۔ اور قابل کاشت اراضی کی خریداری میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ لکھنؤ میں اپنی زیرِ کاشت اراضیات پر ایک کنواں کھدوانے کی ضرورت پیش آئی۔ مرحوم نے جگہ مقرر کرنے کے لئے زمین پر پیپل کے درخت کا پتہ رات بھر اوس (شبنم) میں رکھا، مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ اس جگہ کنوئیں کا پانی میٹھا ہوگا یا کھاری؟ آپ نے یہ عمل کئی جگہ دوہرایا اور پھر ایک مقام پر اپنی چھڑی سے زمین پر کنواں کھودنے کا نشان بنا دیا۔ اب جو کنواں کھُد کر تیار ہوا اور پانی چکھا

موت سے قبل اس کی خواہش کرنا گناہ ہے۔ (ارشادِ رسول ﷺ)

گیا تو نہایت شیریں نکلا۔ لوگ قبلہ مرحوم کی فنی مہارت دیکھ کر حیران رہ گئے اور ان کے کمالِ فن کی دل سے داد دی۔

ہیرا دریافت کرنے کا طریقہ یہ بتاتے تھے کہ زمین میں سوراخ کر کے پانی بھر دیا جائے اگر طلوعِ آفتاب کے وقت زمین کے اس حصّے میں آفتاب کی شعاعوں سے چمک پیدا ہو تو اس جگہ ہیرا نکلنے کا امکان رہتا ہے۔

مرحوم و مغفور کو قانونِ دیوانی میں بھی بڑی مہارت تھی، پیچیدہ مقدمات کے نقائص کی اصلاح کر دیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس ضرورت مند حضرات آتے تو آپ کی مفید رائے سے فیض یاب ہوتے تھے۔ مقدمات کے سلسلے میں کاغذات دیکھ کر جو پیشین گوئی کر دیتے وہ صحیح ثابت ہوتی تھی۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے آپ نے لکھنؤ ۱۹۴۲ء میں ایک قانونی ڈائری مرتب فرمائی جس کو محلہ رکاب گنج (گنگا پرشاد روڈ) کے ایک مطبع نے شائع کیا۔ اس ڈائری میں قانونی نکات تھے۔ ڈائری کے آخر میں معدنیات اور جواہرات کے افعال و خواص پر مفید روشنی ڈالی تھی۔ یہ ڈائری عوام میں بہت مقبول ہوئی ڈائری کا یہ حصّہ گویا معدنیات کے موضوع پر مرحوم کی پہلی کاوش تھی۔

کچھ عرصہ تک یہ ڈائری برابر چھپتی رہی۔ اس کے بعد آپ نے ایک تقویم مرتب فرمائی۔ آپ کے فنی مضامین لکھنؤ کے اخبارات میں بھی اکثر شائع ہوتے رہتے تھے آپ بھی قبلہ جدّ امجد کی طرح قومی خدمت بڑی تندہی سے انجام دیتے رہے تھے۔ اکثر لکھنؤ کے رفاہ عام کلب میں ملکی اور قومی جلسوں اور تحریکوں میں آپ کو خصوصیات کے ساتھ شریک کیا جاتا تھا موصوف نے بنی نوع انسان کی تکالیف کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بہت سی ضخیم کتابوں کا مطالعہ کیا اور پتھروں میں پوشیدہ قدرت کے خزانوں کے راز افشاں کئے۔

مصائب و آلام اور راحت میں اللہ کو یاد رکھو۔ (ارشادِ رسول ﷺ)

اور ان "نمونۂ قدرت" میں عقل سلیم رکھنے والوں کے لئے ایک حقیقت تحریر کی۔

والد مرحوم کی علمی و عملی خدمات اور تحقیقات سے اس کتاب کے ذریعے ناظرین کو جس قدر فائدہ پہنچا ہے خداوند عالم اس کا اجرِ خیر مرحوم کو عالمِ باقی میں بیش از بیش عطا فرمائے، افسوس ہے کہ زندگی نے دفا نہ کی۔ ہم نے جو کچھ بھی حاصل کیا اِس میں رہنمائی والد بزرگوار کی مشعلِ راہ رہی۔

قارئینِ محترم سے التماس ہے کہ ہمارے والدین و برادر اور ہمشیرہ مرحومین کے لئے سورۂ فاتحہ کی تلاوت و دعا فرمائیں کہ مالک دو جہاں انہیں جنتِ فردوس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔

تاریخِ وفات

والد ماجد نے مورخہ ۱۲، ذی الحجہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۸، جون ۱۹۶۰ء بروز بدھ بوقت ۶½ بجے شام بمقام ۷، ۱/۹۷، پیر الٰہی بخش کالونی کراچی، اس دارِ فانی سے ۷۷، سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ مرضیٔ معبود میں کس کا بس چلا ہے۔ خدا مرحوم کو جنت میں اعلیٰ درجے مرحمت فرمائے۔ آمین۔

قطعۂ تاریخِ وفات جناب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی

جناب سید شہنشاہ حسین صاحب ارم لکھنوی

دید ساقی کے لئے تشنہ جو تھے شدّت سے — آپ میں یوں نہ رہے آج ہمایوں مرزا
جوش پر آئی مئے حبِ علیؑ کی جو طلب — حوضِ کوثر کو گئے آج ہمایوں مرزا

۱۹۶۰

(یہ تاریخِ وفات سنگِ مزار "حیدری باغ"، میوہ شاہ میں کندہ ہے)

ایک آدمی اپنے اخلاق سے وہی درجہ حاصل کر سکتا ہے جو ایک عابد پوری رات عبادت سے (ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ازجناب محمدّ زکریا صاحب مائل (انجمن ترقی اُردو بورڈ۔ کراچی۔)

هُوَالْغَفُور ذُوالرَّحمة

وہ ھمایوں مرزا مردِ نیک سیرت خوش خصال — چھوڑ کر دنیا ہوئے وہ عازم ملکِ بقا
جن کو قدرت نے عطا کی تھیں بہت اعلیٰ صفات — بسکہ فانی ہے جہاں اور اس کی ساری کائنات

دائمی فرقت سے ان کی دل کو صدمہ ہے بہت — تھی دُعائے مغفرت منظور جو اُن کے لئے
اب میسر ہوگا کیوں کر ان کا ایسا التفات — ہے "ہمایوں داخلِ خلد" ان کی تاریخ وفات

۱۳۷۹ھ

دیگر۔ ازجناب محمدّ زکریا صاحب مائل

باقی ہیں کہاں اب دنیا میں ایسے خوش اوقات بزرگ
کم ہے ان کے گزرنے کا دل پر جتنا صدمہ ہے
مرحوم کی فکرِ وفات میں تھی جو طبع حزیں کو حیرانی
ہاتف نے کہا سالِ رحلت "داغِ ہمایوں مرزا ہے"

۱۳۷۹ھ

شاید یہ لکھنا مناسب نہ ہوگا کہ والدۂ شفیقہ کا بھی سایہ اُٹھ جانے سے زندگی میں جو خلا پیدا ہو گیا تھا اس کی وجہ سے ایک مدت تک اس سلسلے میں کسی جدوجہد کا حوصلہ نہ ہوا اور یہی امر تیسرے ایڈیشن کی تکمیل میں تاخیر کا باعث ہوا۔

مرحومہ انتہائی عبادت گزار وضع دار، پُرخلوص اور دُور اندیش پرانی طرزِ زندگی کا نمونہ تھیں۔ پروردگارِ عالم مرحومہ کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

تاریخ وفات

والدہ صاحبہ معظمہ نے تاریخ ۳ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۹۔اپریل ۱۹۶۲ء بروز دوشنبہ پانچ بجے سہ پہر بمقام ۱۷/۷۹۔ پیر الٰہی بخش کالونی رحلت فرمائی۔

قطعۂ تاریخ وفاتِ والدہ صاحبہ معظمہ مرحومہ

(ازجناب شائق صاحب)

زوجۂ مرزا ہمایوں بنتِ نادر مرزا آج — تیسری ذی قعدہ نو اپریل دوشنبہ کے دن
ہیں جلیسِ دخترِ فخرِ رسولاں خلد میں — پہنچیں وہ عفت مآب و پاک داماں خلد میں

سالِ رحلت کیلئے اے شائقِ خستہ جگر
کہہ "کنیزِ فاطمہ ہیں آج شاداں خلد میں"

۱۳۸۱ھ

(یہ تاریخ وفات سنگ مزار "حیدری باغ میوہ شاہ" میں کندہ ہے)

قیمتی و دلکش، پُرکشش خوبصورت پتھر ربِّ کائنات کی عطا کردہ نعمت

سائنسی اصول و تجربات سے ثابت ہے کہ تراشیدہ رنگین نگینوں کے اثرات انسان کے اعصاب پر اثر انداز ہوتے ہیں جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہر شخص اپنی نیک آرزو، ترقی روزگار، کامیابی انکے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حاصل کر سکتا ہے یہ ساکھ، بھرم عزت و صحت میں معاون و مبارک اور کٹھن و مشکل اُمور میں ہمت پیدا کرتے ہیں۔ چند قدرتی پتھر انتہائی سُودمند اور کارآمد ہوئے۔

ہمیں خوشی ہے کہ "کرشمۂ قدرت" کیلئے ہماری محنت، تحقیق و تلاش اور کاوش کامیاب رہی پروردگارِ عالم کا شکر ادا کرنے کے بعد اُن کرم فرماؤں کیلئے دُعا گو ہوں جنکے پرخلوص خطوط و تشریف لانے والے حضرات کی دعاؤں نے ہمیں نوازا۔ اللہ تعالیٰ اُن تمام مہربان حضرات کو تندرستی و خوشیوں سے مالا مال رکھے۔ آمین۔

اِس کتاب کی قیمت ہم نے حتی الامکان مناسب اور کم رکھی ہے تاکہ عوام تک مفید معلومات فراہم کی جائیں۔ ہماری کتاب حقیقت میں "کرشمۂ قدرت" مستند، مفید، کارآمد مشہور و مقبولِ عام ہے۔

جھگڑالو اور کج بحث شخص اللہ کو سخت ناپسند ہے ۔ (ارشادِ رسول ﷺ)

کرشمۂ قدرت

(جناب راغب مرادآبادی)

مرحبا، اے ہمایوں مرزا — دیدنی ہے "کرشمۂ قدرت"
پتھروں میں بھی ہیں خواص عجب — کیوں نہ اہل نظر کو ہو حیرت
ہو عقیق یمن کہ دُرِ نجف — ہیں باوصاف، باعثِ برکت
سنگِ اسود پہ غور فرمائیں — بن گیا ہے حرم کی جو زینت
خواہ نیلم ہو، خواہ ہیرا ہو — دونوں اپنی جگہ ہیں، اک دولت
چشمِ اخلاق سے کوئی دیکھے — ان کے اوصاف، ان کی کیفیت

الغرض یہ کتاب ہے راغب
اہل دانش کے واسطے نعمت

سنگ و جواہر کی اہمیت

"STONE POWER"
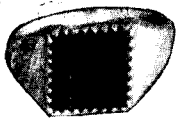
تخلیق کائنات میں انسان کو افضلیت کی برتری حاصل ہے اور دُوسری مادی اشیا اس کے ماتحت ضروریات کے لئے پیدا کی گئیں ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے پندرہ جواہر و معدنی اشیاء پر گفتگو کی ہے۔ (نہج البلاغہ)۔ ان ہی مادی اشیاء میں پتھر انسان کی ضروریاتِ زندگی میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ قدرت کی دلچسپ اور اہم حقیقتیں سنگ و جواہر میں پوشیدہ ہیں۔ ہر نگینہ و قیمتی جواہر میں کچھ نہ کچھ علیحدہ خصوصیت نظر آتی ہے۔ جو راز کا ایک اہم باب رہتا ہے۔ جس طرح

کنجوسی سے بڑا مرض کوئی نہیں۔ (ارشادِ رسول ﷺ)

لاکھوں انسانوں میں ہر ایک جدا نظر آتا ہے اور فطرت بھی الگ ہوتی ہے۔ یہی طریقہ جواہرات میں ہے انسان اور پتھر ساتھ ساتھ ہیں۔

زمانہ قدیم کا انسان سنگ و جواہر سے متعلق بڑی معلومات و دلچسپی رکھتا تھا۔ اور ان ہی کے تعاون سے مشکل امور میں کامیابی حاصل کر لیا کرتا تھا۔ ان کے اثرات وافعال و خواص آج بھی وہی ہیں، جو ہزارہا سال قبل تھے۔ جو حضرات جانتے ہیں وہ آج بھی ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔ جب سے زمین کا آغاز ہوا ہے۔ اس وقت سے لے کر اب تک یہی پتھر نہ جانے کتنے ہی مدارج میں تبدیل ہو چکا ہے۔ یہ اگر زمین کے اندر دھکتا ہوا شعلہ ہے تو اس کی سطح پر برف کی مانند ٹھنڈا ہے۔ زمین کے اندر خزانوں کا مدفن ہے تو اس کے اوپر محافظ، اسی طرح سمندر کے اندر سمندری مخلوق کی رہائش گاہ ہے تو سطح زمین پر جانوروں اور چرند و پرند کی پناہ گاہ، جس کو کوہ یا غار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ غاروں اور پہاڑوں کا روحانیت سے بڑی حد تک تعلق رہا ہے۔ بڑے بڑے عابدوں اور زاہدوں نے ہمیشہ عبادت گزاری کے لئے پہاڑ اور غاروں کا انتخاب کیا۔ جہاں سکون میسر ہوتا عبادت کرتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کوہ طور پر شرف کلام و دیدار تجلّی سے نوازہ گیا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں کوہ زیتون کے ایک غار میں قیام پذیر رہے وہیں تبلیغ دین بھی فرماتے تھے۔

تاریخی حیثیت سے ہزاروں سال قبل بنی نوع انسان جب کچھ نہ جانتا تھا تو اسی کی مدد سے آگ حاصل کرتا، جانوروں کا شکار کرتا تھا جس کو پتھر کا عہد (زمانہ) کہا گیا۔ رہائش کے لئے مکان اور جسم کی خوبصورتی کے لئے زیور وغیرہ کا رواج ان ہی پتھروں سے اپنایا گیا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اس کے بغیر انسان کی زندگی محال تو کیا ناممکن ہو جاتی۔ تمام ضروریاتِ زندگی اسی پتھر سے پوری ہوتی تھیں۔

حسنِ اخلاق اللہ کی رحمت کی باگ ڈور ہے۔ (ارشادِ رسول ﷺ)

اس کی معلومات سے انسان قدیم زمانے سے روشناس ہوا جس کی واضح مثال موہنجوداڑو اور ہڑپہ کے آثارِ قدیمہ ہیں۔ قومی عجائب گھر پاکستان (کراچی) میں پتھر کے مختلف طرز کے اوزار محفوظ ہیں، جو موہنجودارو سے دستیاب ہوئے۔ یہ تقریباً پانچ ہزار سال قدیم ہیں۔ ان جواہرات کا تعلق معاشرتی ہی نہیں بلکہ مذہبی اعتبار سے بھی انسان کے ساتھ گہرا رہا ہے۔ محمد بن قاسم نے منجنیق (پرانے زمانے میں پتھر کے گولے پھینکنا) کے ذریعہ قلعہ راجہ داہر کو فتح کیا۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ فیل میں پتھر کے متعلق ذکر کیا ہے کہ ابراہہ کی فوج کو کنکریوں کے ذریعہ چڑیوں نے نیست و نابود کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی پتھر کی سطح پر کھڑے ہو کر خدا کا جلوہ دیکھا اور وہ پہاڑ خدا کے نور کی تاب نہ لا کر سرمہ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ پھر پروردگارِ عالم نے اس کو معراجی حیثیت بھی بخشی۔ جس کا واحد ثبوت حجرالاسود ہے اور جسے کروڑوں انسان فریضۂ حج کی نیت سے بوسہ دیتے ہیں۔

منیٰ میں تین نشانات بنے ہوئے ہیں یہ نشان پتھر کے سنگ میل کے مشابہ ہیں ان کا آپس میں ایک دوسرے سے فاصلہ تیس گز سے زیادہ نہیں۔ ان پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ مقام ابراہیمؑ بھی پتھر ہی ہے جس پر خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیمؑ کھڑے ہوئے تھے اس کے آس پاس کی جگہ بھی مقام ابراہیم کہلاتی ہے۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم کے پائے مبارک کے نشان موجود ہیں۔

پتھر ہی انسان کی آخری آرام گاہ کے ساتھی ہے۔ جو انسان کے مرنے کے بعد بھی اس کی نشان دہی کرتا ہے۔ لوگ اس کو ترشوا کر حروف کندہ کرا کے اور قبر کے سرہانے بطور یادگار لگا دیتے ہیں۔ الغرض قدرت نے انسان کی ترقی و زوال کے بڑے حصہ کو اسی پتھر کی ذات سے وابستہ کیا ہے۔ پتھر مختلف زاوے اور رنگ کے ہوتے ہیں۔

دُنیا کی محبت تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔ (ارشادِ رسول ﷺ)

قدیم زمانے کے ماہرین اور علمائے نے اسکی بڑی اہمیت بتائی ہے۔ اس کے خواص و اثرات لامتناہی ہیں۔ ہر پتھر اپنی خاصیت کے اعتبار سے مختلف مزاج اور کیفیت رکھتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ قدرت نے ہمارے ملک کی سرزمین میں ایسے بیش بہا خزانے چھپا رکھے ہیں جن خزانوں سے ہم خاطر خواہ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ محنت اور دیانتداری کریں، ہمارا ملک پوری دنیا میں ایسا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ جو اپنی خصوصیت میں منفرد ہے۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں قیمتی پتھروں کی کانیں ہیں۔ ان میں مہمند ایجنسی، گندھاب، باجوڑ، باورخیل، موتنگ، پٹرانگ غار، نوائے رند، پنج شیر اور پاراچنار وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ سوات میں زمرد کی بیش بہا کان ہے۔ یہ جواہر دُنیا کے دوسرے پتھروں سے رنگ ڈھنگ میں زیادہ معیاری، شفاف اور پختہ و بہتر ہے۔ اسی خطے میں اور بھی اعلیٰ قسم کے پتھر دریافت کئے جا سکتے ہیں۔ جن سے کروڑوں روپیہ کا زرِ مُبادلہ کمایا جا سکتا ہے۔ جبکہ جواہرات کی تراش، خراش، کٹاؤ اور بناوٹ میں بھی یہاں کے خاندانی کاریگر فنکارانہ صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ یہ قدیم اور جدید سنگ تراشی سے خوب واقف ہیں مزید اس فن کو سائنسی طریقہ سے ترقی دی جا سکتی ہے۔

بعض حضرات نقلی اور امی ٹیشن نگینہ جن میں مصنوعی چمک دمک اور نمائشی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ استعمال کر کے دل خوش کر لیتے ہیں یہ بے سود رہتے ہیں۔ اصلی اور صحیح سنگ و جواہر کے اثرات سے انسان تندرستی سکون، قلب اور ترقی روزگار حاصل کر سکتا ہے۔ معاون و مُبارک نگینہ ہمیشہ مددگار رہتا ہے۔

اِس کتاب کی مزید جدید ترتیب میں کچھ عرصہ محنت نہ کر سکا۔ میرے حقیقی برادر محترم ایم ظہور حسن صاحب جو ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ میں بحیثیت اسٹور انچارج تھے۔ ریٹائرڈ ہونے پر بغرض ملازمت ۱۰ جنوری ۱۹۷۷ء کو کراچی سے دبئی روانہ ہوئے۔ وہاں ملازمت کے دوران صرف بیس یوم قیام میں بروز بدھ بتاریخ یکم فروری ۱۹۷۷ء

خدا تمہاری شکل و صورت اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے (ارشادِ رسولؐ)

اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے سے انتقال کیا۔ مرحوم کی میت تیسرے روز جمعہ کو کراچی آسکی۔ حیدری باغ میوہ شاہ میں والد بزرگوار کی قبر سے متصل سپردِ خاک کئے گئے اس حادثہ سے زندگی میں جو خلا پیدا ہوا ایک عرصہ تک کتاب کی تکمیل میں کسی قسم کی جدوجہد کا حوصلہ نہ رہا۔ یہی اہم امر کرشمۂ قدرت کے پانچویں ایڈیشن میں تاخیر کا باعث ہوا۔ مرحوم انتہائی خوش مزاج، ملنسار، ذمہ دارانہ زندگی اور عبادت گزار تھے۔ موصوف نے پانچ بچے، تین لڑکیاں، دو لڑکے اور اہلیہ (بیوہ) چھوڑے، ربّ العزت سے دُعا ہے کہ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور خاندان کے ہر شخص خاص طور پر صاحبزادی و صاحبزادوں و اہلیہ صاحبہ کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین۔ ایک عمدّہ قسم کے فیروزہ کی انگوٹھی مرحوم کے استعمال میں تھی۔ دوبئی جا کر کسی ہمدرد شخص کو بطور تحفہ دے دی۔

بہرحال "کرشمۂ قدرت" کے سابقہ ایڈیشن تک بے شمار قارئین اس کے ذریعہ قدرتی، قیمتی نگینوں کے متعلق مفید و کار آمد معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ "کرشمۂ قدرت" کی شہرت و افادیت کے پیشِ نظر کتاب کی تعریف میں پاکستان اور مختلف ممالک سے لاتعداد خطوط وصول ہوئے۔ خواتین و حضرات خود بھی تشریف لائے اور ہمت افزائی فرمائی میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جن خواتین و حضرات کے لئے میں نے معادن و مبارک نگینے انتخاب کئے انکو قدرت نے حسبِ منشا فائدہ پہنچایا۔

میرے معبود نے مجھے یہ بھی شرف بخشا کہ مزید بہتر ایڈیشن شائع کروں۔ قدرتی و قیمتی پتھروں سے شوق و دلچسپی رکھتے ہوئے انکے افعال و خواص و اثرات سے متعلق اپنی جستجو، کاوش، تحقیق اور خاندانی و ذاتی تجربات سے مفید معلومات کے لئے انتھک کوشش میں ساری زندگی گزاری بلکہ رقم بھی کافی صرف کی تاکہ اصلی نگینوں کے شائقین کے لئے یہ کتاب بے بہا حقائق کا پیش خیمہ ہو۔ اَب "کرشمۂ قدرت" اپنی نوعیت کی پہلی، واحد اور قدیم کتاب ہے۔

زبان کو قابو میں رکھو (ارشادِ رسولؐ)

جو قارئین جدید اضافہ کے ساتھ پڑھنے کے مشتاق ہیں اور اپنی زندگی میں مزید تبدیلیاں لانے کے خواہش مند ہیں۔ اس ایڈیشن سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

موجودہ مہنگائی کے باوجود مفادِ عامہ کے پیشِ نظر کتاب کی قیمت بہت ہی مناسب رکھی گئی ہے۔

آپ کی قدردانی اور ہمت افزائی کے متمنی

مخلص

ایم اخلاق حسن فرزند جناب ہمایوں مرزا لکھنوی مرحوم و مغفور

موجودہ پتہ: مکان نمبر ۴۔ اے، بلاک نمبر ۱، گلشنِ اقبال کراچی کوڈ نمبر ۷۵۳۰۰

وہ بات کیا کریں جس کی کوئی دلیل نہ ہو — وہ حرف کیوں لکھیں جس کی سند نہیں رکھتے

تنبیہہ : کوئی شخص یا ادارہ "کرشمۂ قدرت" میں ناشر کی جگہ میرا نام ہٹا کر یہ کتاب شائع کرنے کی صورت میں غیر قانونی عمل کا مُرتکب ہو گا۔ میرے تمام نقصانات، میری ساکھ، بھرم و ذہنی تکالیف کا ذمہ دار قرار پائے گا۔ کیونکہ یہ کتاب کاپی رائٹ ۱۹۸۸ء گورنمنٹ پاکستان کے تحت رجسٹرڈ ہے میں اس شخص یا ادارہ کے خلاف ہر قسم کی قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق بجانب ہوں گا۔

میرے بعد صرف دونوں فرزند "حبیب حسن"، "شاداب حسن" یہ کتاب شائع کرنے کے مجاز ہیں۔

جس عورت کا خرچ کم ہو وہ سب سے زیادہ مبارک ہے۔ (ارشاد رسول ﷺ)

نگینہ سے متعلق آپ کے تاثرات، تجربات، مشاہدات یا کوئی ذاتی واقعہ

جن حضرات کو انگشتری یا نگینوں سے دلچسپی یا لگاؤ ہے۔ براہِ کرم طابع و ناشر کتاب ہذا کے پتہ پر اپنے تجربات، تاثرات، مشاہدات، تصورات، احساسات اور ایسی یادداشتیں جو آپ کے ذہن میں محفوظ ہوں مفصل تحریر کریں۔ نگینہ سے متعلق آپ کے ذاتی واقعات نام کے ساتھ بلا معاوضہ کتابی شکل میں شائع کئے جائیں گے۔ اس طرز پر کہ مثلاً آپ کی انگلی میں کس نگینہ کی انگوٹھی ہے؟ آپ نے اس نگینہ سے متعلق کیا اثرات محسوس کئے۔ یہ نگینہ آپ نے خود خرید کیا یا موروثی ہے۔ آپ کو اس نگینہ کے سائز، وزن، رنگ اور قیمت کا اندازہ ہے؟ اس سے متعلق کوئی اور تفصیل وخصوصیت معلومات کے ساتھ اگر فوٹو فراہم کر سکیں تو بہتر ہے۔ اس کے علاوہ کسی انگشتری سے متعلق آپ کا یا آپ کے کسی قریبی رشتہ دار کا صحیح اور سچا واقعہ جس کا آپ کو پورا علم ہو۔ جس انگشتری کے لئے یہ تفصیل تحریر کی گئی ہو، ان صاحبِ انگشتری کا نام و پتہ بھی تحریر فرمائیں۔

آپ کا پورا نام .... سابق وطن .... اور موجودہ مکمل پتہ۔

یہ تمام واقعات کتاب "کرشمۂ قدرت" کے آئندہ ایڈیشن میں شائع کئے جا سکتے ہیں۔

انشاء اللہ
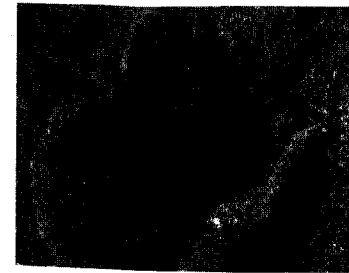
حدید چینی

مردِ کامل وہی ہے جو دشمن کو دوست بنا سکے۔ (حکیم لقمان)

کرشمۂ قدرت

سے متعلق

اہلِ علم کی آراء

عمدۃ العلماء عالی جناب سیّد کلبِ حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر لکھنو

یہ اِسم بامسمیٰ کتاب ہے جس میں فطرت کے ان اثرات کی موشگافی کی گئی ہے جنکو صناعِ قدرت نے عالم کے ذرّہ ذرّہ میں ودیعت کر دیا ہے۔ اِس میں کوئی شُبہ نہیں کہ خالقِ عالم نے جو چیز بھی پیدا کی ہے وہ کسی غرض اور مصلحت سے پیدا کی ہے اور ہر شے میں کچھ نہ کچھ اثرات پیدا کر دیتے ہیں۔ جمادات ہوں یا نباتات حیوانات ہوں یا انسان، ان کے ہر چھوٹے سے چھوٹے اور مختصر سے مختصر اجزا کسی نہ کسی اثر کے حامل ہیں۔ یہاں تک کہ کاغذ کے صفحہ پر ہر ٹیڑھی سیدھی لکیر بھی کوئی نہ کوئی اَثر ضرور رکھتی ہے۔ جسے معلوم کرنے کے بعد تعویذات اور تسلیحات کی بنیاد پڑی۔ اور علمِ کیمیا و سیمیا وغیرہ دُنیا میں پھیلا۔ انہیں اثرات سے غافل انسان عالم کی بے شمار چیزوں کو بے کار محض سمجھ کر قدرت کی کرشمہ سازیوں پر عبث کا الزام لگانے کی جرأت کرتا ہے۔

مگر تحقیقات اور ریسرچ جہالت کے پردے ہٹاتی ہے۔ موجودہ سائنس کے دامن کی وسعت تمام عالم کو محوِ حیرت کر دیتی ہے۔ تنگ نگاہ اِس جدید سائنس

زندگی کا کوئی اعتبار نہیں جس قدر جلد ہو دوسروں کے کام آؤ۔ (حضرت امام حسینؑ)

کا سہرا مغرب کے سر مخصوص کر دینے پر نظر آتے ہیں اور حال کو ماضی پر ترجیح دینے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ دورِ حاضرہ میں سائنس کی بلندیاں وہم و گمان سے بھی آگے نکل چکی ہیں۔ لیکن یہ کہنا بھی غلط ہے کہ سابقین اس سے بالکل بے بہرہ تھے۔

کتاب کرشمۂ قدرت اس بات کا جواب ہے کہ ریسرچ کی راہوں میں سلف صالحین بھی بہت سی منزلیں طے کر چکے تھے اور اس میں تعلیم معصومینؑ بھی بڑی حد تک معاون تھی۔

یقیناً میرے محب قدیم و صادق جناب ہمایوں مرزا صاحب اس تحقیق کے موجد نہیں، مگر یہ کہنا ناگزیر ہے کہ ماضی کے دفن شدہ خزانوں کو منظرِ عام پر لانے میں قابلِ تشکر ضرور ہیں۔

یہ کتاب مختصر ضرور ہے مگر اپنے دامن میں جمادات کی قوتوں کے پوشیدہ خزانے اور وہ بیش بہا جواہرات دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے کہ جو ہر شخص کے واسطے مفید اور مشکل ضروریات میں عقدہ کشا ہے۔

حقیقتاً اعمال و ادعیہ معصومینؑ کا وہ حصہ جو مشکل کشائی میں تیر بہدف اور لاینحل دقتوں میں بہترین ذریعہ فلاح و کامیابی ہے۔ خداوندِ عالم جناب ہمایوں مرزا صاحب کو اس کا اجرِ جمیل اور تمام مسلمانوں کو اس خزانۂ مخفی سے فوائد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سید کلب حسین بقلم خود
۷، اپریل ۱۹۵۵ء (بھارت)

عقیق اپنے پتھر کے ساتھ۔

اللہ کی رحمت کو بری طرح استعمال کر کے اس کو زحمت نہ بناؤ (ناشر)

عالی جناب عماد الملت **السید سبط محمد ہادی** صاحب نقوی انتخاب العلماء
ہائی پریسٹ محکمہ شریعت نظامت آف مرشد آباد (بنگال) بھارت

قلعۂ نظامت

ہائی پریسٹ آف نظامت مرشد آباد

۱۸، مارچ ۱۹۵۵ء

فضائل مآب فواضل القاب خلق مجسم جناب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی میرے بچپن کے مخلص دوست ہیں۔ عنفوانِ شباب ہی سے ان میں خدمتِ خلق کا ایک خاموش جذبہ تھا، یہ ایک خداداد ذہانت اور ایک مستقل صاحبِ رائے تھے، ان کے مزاج کی ساخت میں جمہوریت پسندی مخفی تھی، جو دبی ہوئی چنگاری کی طرح وقتاً فوقتاً اپنی چمک دیتی رہتی تھی اور اس کے آثار ظاہر ہوتے رہتے تھے۔

تقسیم ہند و پاک کے بعد اسلامی آب و ہوا میں رہنے کے شوق نے انہیں کراچی پہنچا دیا۔ مجھے خبر نہ تھی کہ موصوف وہاں کس شغل میں ہیں کہ دفعتاً ایک کتاب جو نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کی گئی ہوگی "کرشمۂ قدرت" میرے سامنے آئی میں نے دیکھا کہ وہ اپنے خاندانی کمالات، طبی اور فطرتی ولولۂ خدمتِ عوام سے اب تک بھی غافل نہیں ہیں۔ قلم ہی سے سہی، لیکن پبلک کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ مَنْ يَّشَاۤءُ ۔ کرشمۂ قدرت کتاب کیا ہے مختلف پھولوں کا سجا ہوا گلدستہ، جس سے بقدر ضرورت یا بمقدارِ ظرف و نظر ہر شخص مستفید ہو سکتا ہے۔

علم طب میں عربی اور فارسی میں سینکڑوں کتابیں ہیں۔ مگر اس تحقیق و اختصار کے ساتھ اتنی مفید کوئی کتاب میری نظرِ حقیر سے نہیں گزری جو سہل اردو میں لکھی گئی ہو اس کے ساتھ میں نے اس کتاب میں وہ بعض چیزیں دیکھیں کہ جو میں نے اب تک نہ دیکھی تھیں۔ جنابِ اقدس اس کے مؤلف کو جزائے خیر دے اور لوگوں کو توفیق

رشتہ داری قدرتی طور پر ہوتی ہے دوستی اپنے معیار پر

دے کہ وہ اس بر وقت تحفہ اور ضرورت زمانہ کے موافق اس جدید تحقیق سے فائدہ اٹھائیں

مجھے کلکتہ بر بھوپال کے ایک مشہور حکیم صاحب نے عربی میں ایک رسالہ دکھایا جس میں جواہرات اور پتھروں سے علاج کی سعی کی جانے کی تحریک تھی۔

خدا کا شکر ہے کہ جناب مؤلف نے پاکستان میں بھی ایک تشنہ عنوان سے ایک طریق علاج کی پہل کر دی۔ یہ کتاب ایک طبّی کتاب ہی نہیں ہے بلکہ اعمال و ادعیہ اور بعض نقوش اور مسنون چیزوں کا ایک نایاب ذخیرہ بھی ہے جس میں اقوالِ آئمہ معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین نقل کر کے اسلامی تعلیم کا اہل بنا دیا ہے۔

کتاب میں ایک مختصر تعارف بھی تحریر کر دیا ہے کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ ان کا سلسلۂ نسب کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی وہ اس سے یہ بتانے کی کوشش نہیں کرتے کہ وہ ایک نسلی عملی انسان ہیں۔ بلکہ اربابِ فہم و دانش خود سمجھ لیں کہ وہ کیا ہیں ؎

قدرِ گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

میں نے تہیہ کیا ہے کہ اس کتاب کو بنگلہ زبان میں حضور (نواب بہادر آف مرشد آباد) سے کہہ کر شائع کراؤں گا۔ انشاء اللہ۔

مجھے اُمید ہے کہ برادرانِ وطن و برادرانِ اسلام اس کتاب کی قدر کریں گے خود اور اپنے ضرورت مند اصحاب و احباب میں اس کی تبلیغ کریں گے

سید محمد ہادی نقوی

(انتخاب العلماء ہائی پریسٹ آف نظامت اسٹیٹ مرشد آباد)

شہرت دُنیا سے لی جاتی ہے۔ کردار دُنیا کو دیا جاتا ہے۔ (ناشر کتاب ہٰذا)

عالی جناب مولانا مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ لکھنوئی

مبلغِ اسلام

یوسفی منزل۔ میانوالی

باسمہٖ سبحانہٗ

کتاب کرشمۂ قدرت مصنفہ عالی جناب فضائل مآب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوئی حال مقیم کراچی میری نظر سے گزری۔ ماشاءاللہ تحقیقات کے دریا بہا دیئے جمادات کے اثرات و خواص اور ثوابات کے متعلق بہت کچھ تحریر کر دیا ہے جس قدر مختصر ہے۔ اسی قدر مفید و کارآمد ہے۔

یہ کتاب ہر گھر میں ہونا چاہیئے۔ میری دُعا ہے کہ خداوند عالم آپ کو جزائے خیر و حریت فرمائے اور آپکو ایسی ہی اور خدمات انجام دینے کی توفیق اور مہلت مرحمت فرمائے

احقر

مرزا محمد یوسف حسین عفی عنہٗ

مبلغِ اسلام، میانوالی

عالی جناب علّامہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی

صدر مرکزی جمعیتہ علمائے اسلام پاکستان

دفتر انجمن تبلیغ الاسلام

پیر الٰہی بخش کالونی۔ کراچی ۵

جناب ہمایوں مرزا صاحب ہندوستان کے اُن علمی اور قابل قدر افراد میں ہیں جنکی حیات کا ہر ایک گوشہ ملّت کی تعمیر اور اہم تحقیقاتی مسائل کے مشاہدے اور تحقیقات میں

آنکھوں والا وہ ہے جو اپنے عیب اور دوسروں کے ہنر دیکھے

گزارتا ہے۔ آپ نے متعدد کتابیں تحریر فرمائیں، جو اپنی انشاء اور معلومات کے لحاظ سے قابل قدر تھیں۔

حال ہی میں آپکی ایک تالیف "کرشمۂ قدرت" میری نگاہ سے گزری ممدوح محترم نے اس تالیف میں تجربات پر ایک بسیط بحث فرمائی اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس عنوان پر پتھروں کے مختلف تاثرات و فوائد کو اس طرح یکجا کر دیا ہے کہ بہ یک نظر پڑھنے والوں کے سامنے ایک بیش بہا خزانہ آجاتا ہے۔ فنی اعتبار سے یہ تالیف اس قابل ہے کہ ہمارے ملک کے احبابِ فن اس سے بہت کچھ استفادہ فرما سکتے ہیں اور ان اہلِ فن حضرات کیلئے یہ کتاب ہر طرح لائقِ تحسین ہو گی۔

۱۰ اگست ۱۹۶۲ء

محمد عبد الحامد القادری

عالی جناب شیخ الحدیث جسٹس (ریٹائرڈ) ڈاکٹر علامہ (مفتی اہلسنت)

سیّد شجاعت علی صاحب قادری کراچی

(انگوٹھی کے بارے میں چند شرعی مسائل)

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کو خطوط لکھے جائیں تو کسی نے عرض کی کہ وہ لوگ بغیر مہر کے خط قبول نہیں کرتے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں یہ نقش تھا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ امام بخاریؒ نے فرمایا پہلی سطر میں مُحَمَّدٌ دوسری سطر میں رَسُوْلُ تیسری میں اللّٰہُ تھا یعنی اس طرح (اللہ / رسول / محمد) (بخاری و مسلم)

رشتہ داری میں درجہ بدرجہ خلوص رکھو عزت رہیگی

۲۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اس کا نگینہ حبشی ساخت کا تھا، انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنتے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھتے (مسلم کی روایت میں ہے کہ بائیں ہاتھ میں پہنی۔ (بخاری)

۳۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیچ والی انگلی اور کلمہ کی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بت کی بو آتی ہے۔ انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو۔ اسے بھی اُن صاحب نے پھینک دیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں، فرمایا، چاندی کی بنواؤ اور ساڑھے چار ماشے سے کم ہو۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

اسلام کی رو سے مسلمان کو سوائے چاندی کے اور کسی دھات کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے۔ البتہ عورت چاندی کے علاوہ سونے کی بھی پہن سکتی ہے۔

۵۔ انگوٹھی کا نگینہ ہر قسم کے پتھر کا جائز ہے۔ (دُرِ مختار)

۶۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا۔

"نِعْمَ الْقَادِر"

۷۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا۔

"کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یَا عُمَرُ"

کتابیں عُلماء کے باغات ہیں۔ (حضرت علیؑ)

حجۃ الاسلام قبلہ وکعبہ مولانا جناب طالب جوہری صاحب مدظلہ العالی

انسانوں میں پتھروں کے استعمال کا شوق غالباً اتنا ہی قدیم ہے جتنا قدیم اُنکا ذوقِ آرائش ہے۔ عہد حجر کے حضریات سے جو زیور برآمد ہوتے ہیں ان میں استعمال ہونے والے پتھر کم و بیش اس عہد کے قیمتی پتھروں سے ملتے جلتے اور قریب ہیں۔ اس بناء پر تہذیبِ انسانی کی تاریخ میں پتھروں کے استعمال یا کثرت استعمال کے آغاز کا عہد تو تعین کیا جاسکتا ہے لیکن اس بات کا تعین ممکن نہیں ہے کہ وہ پہلا انسان کون تھا۔ جس نے پتھروں کے خواص کو دریافت کیا۔ پتھروں کے خواص کسی ایک شخص کی کاوشِ فکر کا نتیجہ ہیں یا صدیوں پر محیط انسانی تہذیب کے تجربات کی میراث ہیں؛ یہ سوال صاحبانِ تحقیق کیلئے ابھی تک سوال ہی ہے۔ البتہ حضرت سُلیمان علیہ السّلام کی انگوٹھی کے حوالے سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ پتھروں کے خواص کا علم کوئی جدید علم نہیں ہے بلکہ اس کی جڑیں بھی انسانیت کے تاریک ماضی میں کسی مقام پر دفن ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "کرشمۂ قدرت"، جو مرزا اخلاق حسن صاحب لکھنوی کے والد مرحوم محقق خبیر جناب ہمایوں مرزا لکھنوی کی تالیف ہے۔ ایک ایسی ہی کتاب ہے جس میں پتھروں کے باہمی امتیازی اوصاف اور ان کے خواص پر بڑی ذمہ دارانہ تحقیق سُپردِ قلم کی گئی ہے۔

پتھروں میں اور انکے خواص میں منطق اور ریاضی کی رُو سے کوئی رشتہ ہو یا نہ ہو لیکن تجربات کی رو سے ان کا درست ہونا ثابت ہے جبکہ آئمہ معصومین علیہم السّلام کے اقوال بھی اس سلسلے میں بکثرت موجود ہیں۔ خود میرے ذاتی تجربے میں بعض پتھروں کے خواص آئے ہیں۔ آج سے دو سال قبل ایامِ محرم میں ایک مشہور و معروف شخصیت نے مجھے سنگ سلیمانی کی ایک انگوٹھی دی۔ پتھر پر پنجتنؑ کے اسماء گرامی کندہ تھے۔ محرم کی ۹ تاریخ کو نشتر پارک کی مجلس کے بعد وہ نگینہ چٹخ گیا جبکہ اس کے چٹخنے کے ظاہری اَسباب وعلل اَب تک پردۂ خفا میں ہیں۔

اطمینان سے بڑھ کر اور کوئی دولت نہیں۔ (حضرت علیؑ)

یہ اور اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جو انسان کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ پتھروں کی خاصیتوں کو بے یقینی کی نگاہ سے نہ دیکھے۔

"کرشمۂ قدرت"، صاحبانِ ذوق اور صاحبانِ تحقیق دونوں کیلئے ایک دلچسپ اور مُفید علمی کاوش ہے جس کا مطالعہ نہ صرف یہ کہ معلُومات میں اضافہ کا سَبب بنے گا بلکہ عملی زندگی میں بھی بعض مقامات پر بہت مُفید و معَاون ثابت ہوگا۔

خداوندِ عَالم ہمایوں مرزا صاحب مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور مرزا مرزا اِخلاق حسن صاحب لکھنوی کو اپنے حفظ و امان میں صحیح و سَالم رَکھے کہ وہ اس علم کی شمع کو جلائے ہوئے اہلِ علم و طلب کی پیاس کو بجھا رہے ہیں۔

مخلص

طالب جوہری
کراچی

اگست ۱۹۸۰ء

مقصدِ حیات کا خیال رکھو۔ زندگی ایک ہی بار ملتی ہے

جناب حکیم مرزا محمّد باقر

ڈی۔آئی۔ایم۔ایس۔ عالم فاضل اَدب (لکھنؤ)
(پروفیسر ہمدرد طبیہ کالج کراچی)

مؤلف کتاب "کرشمۂ قدرت" جناب ہمایوں مرزا صاحب مرحوم میرے جدِّ امجد تاج الحکماء حکیم منّے آغا صاحب فاضل لکھنوی مرحوم کے قریبی احباب میں نمایاں شخصیت تھے۔ شاید دونوں کی قدرِ مشترک جذبۂ تحقیق و مطالعہ و علم دوستی ہی تھی مرحوم کے فرزندِ ارجمند مرزا اخلاق حسن صاحب نے کتاب مذکور کی اشاعتِ ثالثہ پر تحریرِ تفریظ کی خدمت میرے سپرد فرمائی جو میرے لئے اعزاز و مقامِ مسرت ہے۔

میں نے اوّل سے آخر تک کتاب کو بغور پڑھا ہے۔ جدِّ مرحوم کی حیات میں مؤلفِ مرحوم کو اُن سے اکثر اوقات معدنیات و حجریات کے طبی فوائد پر تبادلۂ خیال کرتے بھی سُنا تھا۔ ہماری طب میں نباتاتی ادویہ کے بعد حجریات و معدنی ادویہ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ ان کے استعمال داخلی و خارجی دونوں عظیم نتائج و فوائد کے حامل ہیں۔ اِن میں بالکیف تاثیر کے علاوہ بالخاصہ بھی قوتِ مؤثرہ موجود ہے اس خصوصیت میں نباتاتی ادویہ باوجود کثیر الاستعمال ہونے کے جمادی و معدنی ادویہ سے کمتر ہو جاتی ہیں۔

تالیف مذکور میں مختلف حجریات کے مقامِ پیدائش، مزاج طریقہ دستیابی افعال و خواص کی حدتک جو کچھ قلم بند کیا گیا ہے، وہ طبّی کتبِ مفردات کے عین مطابق اور مبالغہ آرائی سے پاک ہے۔ نجوم و شریعت سے مطابقت کے بارے میں میرے معروضات سند نہیں ہو سکتے لیکن مولانا کلب حسن صاحب مرحوم مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب مرحوم اور مولانا مرزا یوسف حسین صاحب مدظلہ کے تائیدات نا صرف میرے بلکہ ہر مسلم و مومن کے لئے مقامِ تیقن ہیں۔ اشاعتِ اوّل کے نسبت اشاعت دوم بہت وسیع اور مفید

جب تک مشورہ نہ مانگا جائے مشورہ نہ دو۔

اضافات کے ساتھ شائع ہوئی۔ اس کے لئے برادرِ عزیز مرزا اخلاق حسن صاحب مستحقِ ستائش ہیں۔

مختصراً پیشِ نظر کتاب کے باب میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ یہ عوام اور علمی شخصیات کیلئے ایک گراں قدر تحفہ ہے۔ مجھے اُمیدِ قوی ہے کہ اس کی قبولیت و پذیرائی میں انشاء اللہ اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ آمین

محمد باقر
(سابق لیکچرار اسٹیٹ ایڈڈ یونانی کالج لکھنؤ)

جناب رئیس امروہوی

۱۲۹۔ اے، مانک جی اسٹریٹ
گارڈن ایسٹ، کراچی ۳

کسی اُستاد کا شعر ہے ؎

سالہا باید کہ بریک سنگ تابد آفتاب
لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

ہزاروں سال تک آفتاب کسی پتھر پر چمکتا ہے۔ تب کہیں بدخشاں میں لعل اور یمن میں عقیق پیدا ہوتے ہیں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ پتھروں کی یہ تبدیلیٔ نوعیت بلکہ قلب ماہیت قدرت کا ایک ایسا کرشمہ ہے جس کے اسرار و رموز، انسانی فہم سے بالاتر و بلند تر ہیں۔ یہ بات تجرباتی اور سائنسی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ ہزاروں، لاکھوں سال میں قوانینِ فطرت کے تحت کوئلے ہیرے اور سنگریزے جواہر پارے بن جاتے ہیں۔ اِن جواہر پاروں میں

جو جلاتا ہے کسی کو خود بھی جلتا ہے ضرور۔ شمع جل جاتی ہے پروانے جل جانے کے بعد

یقیناً حیرت انگیز تاثیرات ہیں۔ آج سے نہیں صدیوں سے انسان جواہرات کی پُراسرار تاثیرات پر یقین رکھتا ہے اور متواتر ذاتی تجربات سے اِس اَمر کی تصدیق ہوتی ہے کہ پتھر (لعل، زمرد، یاقوت، الماس، فیروزہ اور دوسرے جواہرات) کسی نامعلوم قانونِ فطرت کے تحت انسانوں کے مزاج اور کردار پر منفی اور مثبت اثرات ڈالتے ہیں۔ یہ علم (جواہرات کی تاثیرات) حیرت انگیز ہے اور اس کا تعلق انسان کی رُوحانی صلاحیتوں سے ہے بہت کم افراد جواہر کے مزاج شناس ہوتے ہیں۔ ہمارے عہد میں جناب ہمایوں مرزا مرحوم و مغفور، جواہر شناسی کے فن کے اُستادِ یکتا تھے۔ انہوں نے جواہر شناسی پر جو کتاب "کرشمۂ قدرت" کے نام سے لکھی ہے وہ اِس فن پر مستند مسبوط اور مکمل کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ کم سے کم میری معلومات کے مطابق اُردو زبان میں جواہرات کی تاثیر کے بارے میں اِس پائے کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ ہمایوں مِرزا صاحب مرحوم کو قدرت نے نادر صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ تبصرانہ نظر۔ حکیمانہ مزاج اور جواہر پاروں کی نسبت ان کے ذاتی تجربات اور شخصی مشاہدات۔ اِن سب خصُوصیات نے انہیں یکتا شخصیت بنا دیا تھا۔ اُن کے صاحبزادے اخلاق حسن لکھنوی اپنے پدر بزرگوار کے سچّے جان نشین ہیں۔ وہی جواہر شناسی کا ذوق۔ وہی علمی مذاق اور وہی ادبی شغف اور علمی رجحان! اَب "کرشمۂ قدرت" کا پانچواں ایڈیشن اشاعت پذیر ہونے والا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "کرشمۂ قدرت" نے عوام و خواص میں کیسی بے مثال مقبولیت حاصل کی ہے

۱۰ / مئی ۱۹۸۰ء رئیس امروہوی
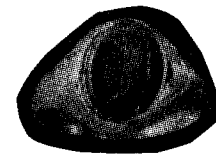
خالص دوستی ایک اچھا رشتہ ہے۔ —— (حضرت علیؑ)

جناب ڈاکٹر ایم۔ خلیق حسن، ہومیو رجسٹرڈ (پاکستان)

بی ایم بی و ایچ ایم بی لکھنؤ۔ بی اے (آنرز)۔ ایل ایل بی (ایڈوکیٹ ہائیکورٹ) ایم اے اُردو ایم اے تاریخِ اسلام، ایم اے اسلامیات۔ ایم اے سیاسیات۔ ایم اے فارسی۔

اس کتاب میں میرے والد بزرگوار جناب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی مرحوم و مغفور نے قریب قریب تمام سنگ و جواہر (نگینہ) اور جمادات و معدنیات کے افعال و خواص اور ان کی ماہیت کے متعلق بتایا ہے بعض قیمتی پتھروں اور معدنیات کے اثرات عام نظریہ سے تعجب خیز معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ قدرت نے اشرف المخلوقات کا شرف عطا کر کے تمام دنیا کی خلق شدہ اشیاء میں جدا جدا تاثرات انسان کے لئے پنہاں کر دیئے ہیں۔ مثلاً دہانہ فرنگ کا ذکر "کرشمۂ قدرت" میں بڑے واضح طور پر کیا ہے کہ اس پتھر کے پہننے سے درد گردہ اور حوالی گردہ کے مریض کو آرام آجاتا ہے۔ ایک عام آدمی جو اس کے تاثرات سے ناواقف ہی نہیں بلکہ یقین بھی نہیں رکھتا ہو لیکن اس تکلیف دہ درد سے بے چین اور بے قرار ہو کر استعمال کرنے پر اس کے تاثرات سے جو قدرت نے اس میں پوشیدہ رکھے ہیں مستفید ہو کر جب شکر خدا ادا کرتا ہے تب مزید ایمان کی پختگی آتی ہے۔

میں نے اکثر احباب کو جو درد گردہ میں مبتلا آئے فوری آرام کے لئے دہانہ فرنگ کا مشورہ دیا اور علاج بھی جاری رکھا۔

یہ حقیقت ہے کہ والد بزرگوار نے "کرشمۂ قدرت" میں دی ہوئی تمام اشیاء کے تاثرات کی تحقیق اور ریسرچ جس عرق ریزی اور محنت کی، پروردگار عالم ان کو جزائے

وہ تعلقات کو توڑے تو تم جوڑو۔ ———— (حضرت علیؓ)

رحمت میں جگہ عطا کرے۔ یہ سب کچھ جذبۂ خدمتِ خلق کے تحت کیا تاکہ دکھی انسان کو تکلیف سے نجات اور آرام وسکون حاصل ہو جائے۔

موصوف نے ناظرین کو اس کتاب میں یہ بتایا کہ قدرت نے اپنی مخلوق کے لئے کن کن قیمتی پتھروں میں کیا کیا اسرار پوشیدہ رکھے ہیں۔ ہم جتنا بھی اس کا شکر ادا کریں کم ہے بس فرق اتنا ہے کہ کافر جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا ہو خلق کی ہوئی دُنیا کی جس چیز سے فائدہ حاصل کرتا ہے تو اس شے کی طرف جھک کر اسی کو خدا تصور کرتا ہے۔

لیکن صاحبانِ ایمان اُسی چیز سے مستفیض ہو کر اپنے ایمان کی مزید پختگی کے تحت پروردگارِ عالم کا شکر ادا کرتا ہے کہ قدرت نے اس نگینہ یا جواہر میں ہمارے لئے یہ اسرار پوشیدہ رکھا ہے۔

ہومیو پیتھک طریقۂ علاج کی کافی کتب زیرِ نظر رہیں۔ یہ علاج آسان اور سستا ہے لیکن تجربہ شرط ہے جیسا کہ اس کتاب "کرشمۂ قدرت" میں والد بزرگوار نے چاندی کے افعال وخواص پر روشنی ڈالی ہے اکثر ہومیو پیتھک کی پرانی کتب میں چاندی کے تاثرات کی تائید ہے اور حکمت میں تو بڑے واضح اثرات اکثر کتب میں لکھے ہیں۔

موجودہ زمانے میں یورپ خاص طور پر لندن میں دل کے مریض اب سنگِ یشب کی تختی استعمال کرنے میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ ہندوستان سے وہاں اس پتھر کی اچھی خاصی مانگ ہے۔ تاریخی لحاظ سے اکثر جواہرات سے زمانۂ قدیم کی تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ شاہی زمانے میں قیمتی سنگ وجواہر کو بڑی اہمیت وفوقیت حاصل تھی بلکہ جواہر ہی سے راجہ مہاراجہ کا بھرم اور وقار مانا جاتا تھا۔ شاہی خزانوں میں سلطنت اور ملک کی اہمیت جواہرات سے ہوتی تھی۔ اکثر شاہ اپنے تخت وتاج میں قیمتی جواہر جڑواتے اور استعمال میں لاتے تھے۔ جن کا ذکر تاریخی کتب میں ایک باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ خداوندِ عالم نے کوئی چیز عبث پیدا نہیں کی۔ ہر چیز کچھ نہ کچھ اثر رکھتی ہے۔

شک شرک پیدا کرتا ہے۔

تحقیق شرط ہے۔ موت تو برحق ہے لیکن ان قدرتی اشیاء سے تکالیف ضرور دور ہو سکتی ہیں۔ اسلامیات کے لحاظ سے سورۂ رحمٰن میں موتی ومرجان کا تذکرہ پروردگارِ عالم نے کیا ہے۔ اسلامی کتب سنگ وجواہر سے متعلق بزرگانِ دین کے اقوال سے پُر ہیں۔ یہاں تک کہ انگوٹھی کا استعمال سنّتِ رسولؐ ہے۔

کرشمۂ قدرت کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا جو بہت مختصر تھا۔ میرے حقیقی برادرِ عزیز ایم۔ اخلاق حسن نے والد مرحوم کی اس محنت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے انتہائی محنت وجانفشانی سے مزید تحقیقی طرز پر اضافے کر کے اپنے ذاتی اخراجات سے تاہنوز "کرشمۂ قدرت" کی طباعت واشاعت کی ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب یہ نیا ایڈیشن زیرِ نظر ہے۔ میرے علم میں ہے کہ اس وقت سے اب تک سیکڑوں حضرات مختلف نگینوں سے مستفیض ہو چکے ہیں۔

بہتر ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد جو صاحب نگینہ استعمال کرنے پر فائدہ حاصل کریں۔ پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ بعد میں مصنف کرشمۂ قدرت کی محنت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے جزائے خیر کی دُعا کریں تب حق ادا ہو گا۔

ڈاکٹر ایم۔ خلیق حسن

۱۷ر مئی ۱۹۸۰ء
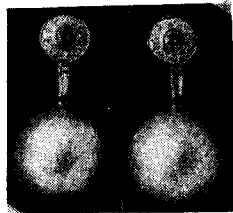
جاہلوں سے دور رہنا عقلمندی ہے۔ (ارشادِ رسولؐ)

قیمتی پتھر استعمال کرنے والے کی یادگار ہے

اچھے لوگوں کے جانے کے بعد ان کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ یہی حال ہمارے سب سے بڑے حقیقی برادر ڈاکٹر ایم خلیق حسن ہومیو۔ ایم اے۔ ایل ایل بی ایڈوکیٹ مرحوم کے ساتھ ہوا۔ تقسیم ہند کے بعد کراچی آ گئے۔ یہاں محکمہ موسمیات سے ریٹائر ہوئے پانچ زبانوں میں ایم اے کیا۔ علم دوست تھے۔ موصوف نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ علم حاصل کرنے میں صرف کیا وہ نااُمید ہونا اور دشواریوں کے سامنے جھکنا نہیں جانتے تھے۔ بلکہ دشواریاں اُن کے لئے باعثِ ہمت اور حوصلہ بلند رکھنے میں مددگار ہوتیں۔ سادہ زندگی خوش مزاج اور عبادت گزار شخصیت تھے۔ ہر ایک کے ساتھ تعاون صحیح مشورہ اُن کی خاص صفت تھی۔ "عمدہ نیشاپوری فیروزہ"، "عقیقِ یمنی" کی انگوٹھی زیرِ استعمال تھی۔ انتقال ۱۴ اگست ۱۹۸۷ء مطابق ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ بروز جمعہ بوقت ۵ بجے شام مکان نمبر ۱۱۳۴ بلاک نمبر ۱۶ فیڈرل بی ایریا کراچی میں ہوا۔ ایک دختر چھوڑی ہے۔

محترمہ ہمشیرہ یوسف جہاں بیگم عرف ذاکیہ بیگم صاحبہ مرحومہ اہلیہ میرزا افضل حسین قزلباش مرحوم کا انتقال ۱۰ جنوری ۱۹۸۹ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ ہوا دونوں بھائی بہن اپنے پدر بزرگوار کی قبر سے ملحق حیدری باغ میں مدفون ہیں۔ "عمدہ سنگِ یشب" کندہ بطور لاکٹ استعمال میں رکھتی تھیں۔

باقی رہنے والی ذات صرف اللہ حیّ القیوم کی ہے جو کچھ ہے فنا کی زد میں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اوقاف

نمبر/پی، ایس/۱۲: ۱/۸۸ء
تاریخ ۲۳/مارچ ۱۹۸۸
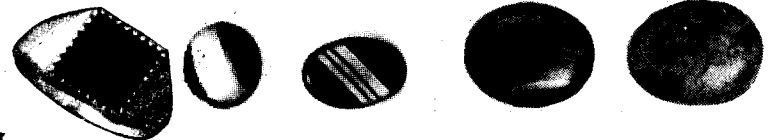
سیّد محمود آزاد

سیکرٹری مجلسِ تحقیق و تصنیف محکمہ اوقاف مظفر آباد آزاد کشمیر

•++++++++++•

بخدمت محترم ایم اخلاق حسن لکھنوی صاحب

السلام علیکم!

آپ کی شائع کردہ کتاب "کرشمۂ قدرت"، جوکہ جواہرات کے بارے میں ہے، میری نظر سے گزری۔ چونکہ میں خود بھی جواہرات سے دلچسپی رکھتا ہوں۔ اس واسطے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ کتاب جوکہ جناب ہمایوں مرزا لکھنوی صاحب مرحوم و مغفور کی تصنیف ہے، اپنے موضوع پر نہایت ہی لاجواب کتاب ہے۔

اس کتاب کی مقبولیت کا زندہ ثبوت تو یہ ہے کہ اس کا ساتواں ایڈیشن ہمارے سامنے ہے۔ ظاہر ہے کہ ۱۹۵۵ء سے لے کر ۱۹۸۵ء تک اگر اس کے ساتھ ایڈیشن شائع ہوئے تو بھی اس کی قبول عام کی سند ہے۔ محترم مصنف نے جس دیدہ ریزی، تحقیق اور جستجو سے جواہرات کے بارے میں معلومات /خلوص ترتیب وار یکجا کئے ہیں یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ جسے خراج تحسین پیش کیا جانا چاہئے۔ آج کل ہمارے جامعات میں جیالوجی کا مضمون پڑھایا جاتا ہے، جس میں علاوہ دیگر معدنیات کے خصوصیت سے جواہرات کے بارے میں بھی پڑھایا جاتا ہے۔ اور طلباء کو جدید سائنسی طریقے سے جواہرات کے بارے میں تعلیم دی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر جامعات میں جیالوجی کے طالب علم اس کتاب کو پڑھیں تو ان کیلئے یہ کتاب بھی نہایت ہی مفید و معاون ثابت ہوسکتی ہے۔

متعصب شخص کے چہرے کی رونق اور نور ختم ہوجاتا ہے۔

بہرحال کتاب " کرشمۂ قدرت،، میرے نزدیک فی الواقع
" کرشمۂ قدرت،، ہے کیوں کہ اس میں پتھروں کے خواص اور اثرات پر
بھی سیرحاصل بحث ہے۔ بعض لوگ پتھروں کو ان کی صوری حثیت
سے پسند کرتے ہیں اور خواتین تو انہیں زیورات میں صرف خوبصورتی
کیلئے استعمال کرتی ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کس پتھر میں کیا اثرات
ہوتے ہیں یہ ساری تفصیل اس کتاب میں بڑی عالمانہ ہے اور جو لوگ
پتھروں کو ان کے اثرات کے نقطۂ نظر سے اور سنت رسولؐ و آئمہ طاہرینؑ
سمجھ کر استعمال کرتے ہیں ان کیلئے بھی یہ کتاب معلومات کا ایک
بیش بہا خزانہ ہے۔

کتاب کرشمۂ قدرت کیا ہے، نہایت ہی مجرب اعمال و ادعیۂ
قرآنی سے سجا ہوا پھولوں کا گلدستہ ہے جس سے بوقت شکل و
ضرورت یا بمقدار ظرف و نظر ہر شخص مستفید ہوسکتا ہے۔

یہ کتاب ہر صاحبان ذوق اور صاحبان تحقیق کو اپنے
پاس رکھنی چاہیئے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ خدا وند عالم بطفیل آئمہ
اطہارؑ مصنف کتاب جناب ہمایوں مرزا لکھنوی مرحوم و مغفور کو
اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور انہیں جوار محمدؐ و آل محمدؐ
میں جگہ عنایت فرمائے۔

اور ناشر کتاب جناب ایم اخلاق حسن لکھنوی صاحب کو
بے مثال اور گران قدر دینی، مذہبی خدمات سرانجام دینے کی توفیق
عطا فرمائے، تاکہ اس علم کی شمع کو جلاتے ہوئے اہلِ علم و طلب کی پیاس
کو جیسے بجھا رہے ہیں، بجھاتے رہیں، اللہ پاک ان کی علم کی شمع

گناہوں سے بچو تاکہ موت تم پر آسان ہو (ارشاد رسولؐ)

اور روشن فرمائے۔

مجھے امید قوی ہے کہ اس کتاب کی قبولیت و پذیرائی
میں انشاءاللہ ہمیشہ اضافہ ہوتا رہے گا۔ آمین۔

والسلام

مخلص
سید محمد آزاد
مدیر اعلیٰ ماہنامہ عزیمت
محکمۂ اوقاف مظفرآباد آزاد کشمیر۔
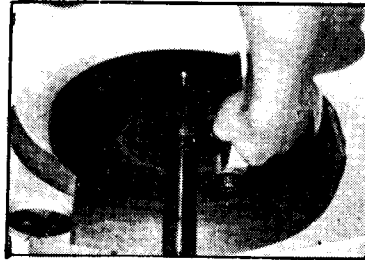
نگینہ بنانے میں ان کی تراش، گھاڑ اور پالش کرنے والی مشین

دولت کی مستی سے خدا کی پناہ مانگو اس سے بہت دیر میں ہوش آتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

عالیجناب مولانا محمد اصغر درس صاحب قبلہ مدظلہ العالی کراچی

کرشمۂ قدرت مطبوعہ ۱۹۵۵ء مؤلفہ و مصنفہ قبلہ همایوں مرزا لکھنوی اعلی اللہ مقامہ ہوش و خرد کی دنیا میں قدم رکھتے ہی پیش نظر رہی اور اب اُن کے لائق و فائق خلف محترم جناب اخلاق حسن مدظلہ کی مزید تعلیقات و علمی و فنی جلالت و مہارت کے جواہر سے مرصع ۱۹۹۶ء کا مطبوعہ نسخہ نظر نواز ہوا۔ "کرشمۂ قدرت" دراصل جواہرات کا تاریخی، تحقیقی اور تعارفی مرقع ہے۔ جسے عطیۂ قدرت و خزینۂ نعمت بھی کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ عروس القرآن سورۃ الرحمٰن میں ارشاد ربانی ہے۔ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ ان دونوں سمندروں سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں پس اے جن و انس تم اپنے رب کے کون کونسے عجائبِ قدرت کو جھٹلاؤ گے۔ چونکہ یہ قیمتی و بیش بہا جواہرات بھی ہمارے حق میں نعمت ہیں۔ لہٰذا لسان قدرت نے جن و انس پر احسان فرماتے ہوئے ان دونوں اشیاء کو اپنی نعمت قرار دیا۔

اور پھر اس پر حضرت قبلہ همایوں مرزا لکھنوی کا قلم جوہر شناس جو لکھنوی تہذیب و ثقافت اور فنی و علمی نزاکتوں کیساتھ ساتھ شاہی مزاج کے حامل تھے۔ اُنہوں نے اِسے ایک ایسا دُرِ نایاب بنا دیا ہے کہ بے ساختہ یہ کہنے کو دل چاہتا ہے کہ

گر تو سنگِ خارہ و مرمر شوی — چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

مجھے ان کے فرزند جلیل محترم جناب اخلاق حسن صاحب کے حسنِ اخلاق اور خاندانی شرافت و نجابت نے مجبور فرمایا کہ میں یہ قلم برداشتہ چند جملے اس نایاب و قیمتی کتاب پر تحریر کردوں

محمد اصغر درس عفی اللہ
۱۴، دسمبر ۱۹۹۸ء

اللہ تعالیٰ رحیم ہے وہ رحم کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (ارشاد رسولؐ)

اوپل

اس کو 'اُوپلو'، انگریزی میں اوپل OPEL اور عربی میں حجر الابیض کہتے ہیں اوپل کا لفظ سنسکرت میں 'آپلا'، سے نکلا ہے۔ جسکا مطلب قیمتی پتھر ہے۔ یہ سفید رنگ کا دودھیا، سرمئی، سیاہی مائل، قدرے سبزی، خاکی اور ہلکا زرد، ہلکا نیلا پتھر ہے اس میں مختلف خوبصورت رنگ کے معمولی نشانات اور ستاروں کی طرح گہری چمک دکھائی دیتی ہے۔ مزاج خوش اور بشاش رکھنے میں اچھا پتھر ہے۔ اسکو پہننے سے طبیعت میں سادگی اور سنجیدگی پیدا ہوتی ہے۔ تجارت کی طرف رجحان پیدا ہوتا ہے۔ محبت کرنے والوں کے لئے خوش قسمتی کا باعث ہے۔ ازدواجی زندگی میں یہ پتھر خاص طور پر معاون ہے۔ اس پتھر میں اچھی خواہشات کی علامت پائی جاتی ہے۔ انگلینڈ میں یہ پتھر زیادہ پہنا جاتا ہے لیکن فرانس میں اس کا استعمال کم ہے۔ زمانۂ قدیم میں اس کو بطریق تعویذ استعمال کرتے تھے اور سترھویں صدی عیسوی سے قبل اس پتھر کی بڑی قدر کی جاتی تھی۔ اس پتھر کے پہننے کا شوق سب سے پہلے روس سے شروع ہوا۔ اس کی چمک دمک اور رنگوں کو منعکس کرنے کی خصوصیات کی وجہ سے اوپل تمام قیمتی نگینوں میں منفرد مقام رکھتا ہے۔ یہ انتہائی نرم پتھر ہے۔ ہاتھ کی انگوٹھی میں کام کرتے وقت ذرا سے ٹکراؤ پر ٹوٹ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے بطور لاکٹ استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اس میں پانی کی موجودگی رہتی ہے۔ سیاہی اور سرمئی رنگ میں چمکدار زیادہ قیمتی مانا جاتا ہے۔ یہ فنی اعتبار سے آتشی کہا جاتا ہے۔ اچھا اور عمدہ اوپل بلجیم۔ آسٹریلیا، زیکوسلاویکیہ، میکسیکو، لیبیا، اور برازیل میں پایا جاتا ہے۔ (مصنوعی اوپل بھی بنایا جانے لگا ہے)

عقلمندی زینت اور حماقت عیب ہے۔ (حضرت علیؓ)

الیگزینڈرایٹ

انگریزی میں ALEXANDRITE کہتے ہیں۔ ایک قسم کا چمکدار گہرا سرخ و سبز رنگ کا پتھر ہے۔ اس کو سورج کی کرنوں میں دیکھیں تو تیز روشنی دیتا ہے۔ اس میں سیسہ اور تانبا کے اجزاء مرکب ہیں۔ جس کی وجہ سے افعال و خواص اور اثرات انہیں دھاتوں سے کسی حد تک ملتے جلتے ہیں۔ سورج کی روشنی میں اس کا رنگ تیز معلوم ہوتا ہے۔ یہ پتھر روس میں زیادہ دستیاب ہے۔

آسمانی جونی

یہ نیلے رنگ کا از قسم پتھر ہے۔ نگینہ تراشتے وقت اس کا برادہ اکثر سیاہ، سفید اور سبز رنگ کا نکلتا ہے۔ سیاہ برادے کا پتھر کامیابی میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ سفید رنگ کے برادے کا پتھر عقل مند و خوش مزاج رکھتا ہے اور سبز رنگ کے برادے کا برادے کا پتھر کامیابی میں معاون ہے۔ اس کو استعمال کرنے والا جس جگہ جو کچھ کاشت کرے وہاں نباتات تیزی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ارسطو نے لکھا ہے کہ زرد رنگ کے برادے کا پتھر اگر کسی کنوئیں میں ڈال دیا جائے تو اس کنوئیں کا پانی کم ہو جاتا ہے۔

اصل فرعون

عربی میں اصابع الفرعون کہتے ہیں۔ یہ ایک انگل کے برابر کھو کھلا پتھر ہے۔
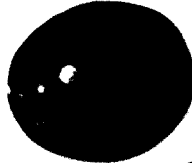
جس کا بھروسا اپنی مغرورانہ باتوں پر ہو اس کا اعتبار نہ کرو۔ (حضرت علیؑ)

چوڑا گرہ دار اور نرم ہوتا ہے۔ مزاج گرم و خشک ہے۔ طبی طریقہ میں اس کا سفوف زخموں کے جاری خون کو بند کرتا ہے۔ ورم میں نافع اور زخموں کے بھرنے میں مفید ہے یہ عربستان میں پایا جاتا ہے۔

بلّور

عربی میں حجر البلور، انگریزی میں کرسٹل CRYSTAL کہتے ہیں۔ یہ مشہور سفید براق اور روغنی چمک کا چمکدار شفاف پتھر ہے۔ مزہ پھیکا اور سرد و خشک ہے تراشنے سے قبل اس کی صفائی اور چمک نمک کے مانند ہوتی ہے۔ بعض میں ہلکا گلابی نیلا اور زرد رنگ معلوم ہوتا ہے۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ یہ تانبہ، لوہا، گندھک اور کوئلہ کے ریزے کی گیس سے بنتا ہے۔ کیمیائی طور پر خالص سیلکا ہے۔ طبی طریقہ میں اس کا نہایت باریک سفوف آنکھ کا جالا کاٹتا ہے۔ اس پتھر کو گھسنے سے طاقت اس کی بڑھ جاتی ہے۔ جو بچے رات کو سوتے میں دانت بجاتے اور چونکتے ہیں۔ ان کے گلے میں پہنانے سے ڈرنا موقوف ہو جاتا ہے۔ بلور مرض رعشہ، بچہ کا رونا اور ڈراؤنے خواب دفع کرتا ہے۔ پاس رکھنے سے درد دندان دفع کرتا ہے۔ بہ طرز لاکٹ عورت کے سینے پر لٹکانے سے دودھ بڑھاتا ہے۔ اس پتھر کے ساتھ پھٹکری سرہانے رکھ کر سونے سے پریشان کن خواب آنا بالکل بند ہو جاتے ہیں۔ اس کی انگوٹھی مرض عسر البول میں مفید ہے۔ بکری کے دودھ میں بھگونے سے شفاف اور چمک دار ہو جاتا ہے۔ اس کی مختلف شعاعوں میں مختلف اثرات ہوتے ہیں۔ بعض مذاہب نے اس پتھر کو بڑی اہمیت دی۔ یورپ کے اونومیکرٹیس مشہور نامی پادری نے ۱۴۵۸ء میں اعلان کیا کہ جو شخص شفاف پوشاک کے ساتھ بلور کو ہاتھ میں لے کر عبادت گاہ جائے گا۔ اُس

خوفِ الٰہی گناہوں سے دور رکھنے کا اچھا ذریعہ ہے۔ (حضرت علیؑ)

کی دُعا ضرور قبول ہوگی۔ زمانہ قدیم میں بلور کے پیالے، جھاڑ فانوس، دوربین اور عینک کے تال بنائے جاتے تھے۔ تھوڑی روئی رکھ کر آفتاب کے رُخ اس کو رکھنے سے روئی میں شعاعوں سے آگ لگ جاتی ہے۔ یہ پتھر آگ پیدا کرنے کے لئے بھی استعمال میں آتا تھا۔

بلور کے ظروف جو معیاری ہوں ان پر ہیرے کے قلم سے دستخط کئے جا سکتے ہیں۔ اچھا بلور شفاف اور بے داغ ایک رنگ میں سفید ہوتا ہے۔ بے عیب چمکدار بلور مختلف ڈیزائنوں کے لئے بہت مناسب اور موزوں ہے۔ اس پر کوئی بھی سین یا منظر کشی پیش کی جا سکتی ہے، شاہی زمانے میں بادشاہوں کے دسترخوان پر اس کے خوبصورت اور نقش و نگار سے مزیّن برتن ہوا کرتے تھے۔

اسکاٹ لینڈ کے باشندے اس پتھر کو زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں امریکی صدر روزویلٹ کی طرف سے شہنشاہِ ایران کو ایک بلور کا "افسانوی پیالہ" بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ اس پیالہ کا ڈیزائن ایک ممتاز امریکی مجسمہ ساز "سڈنی واہ" نے تیار کیا تھا۔ اس پر مقبول ترین امریکی عوامی گیتوں سے متعلق نقوش کندہ تھے۔ ایک اور بلوری پیالہ امریکی صدر آئزن ہاور نے ملکہ ایلزبتھ ثانی اور ڈیوک آف ایڈنبرا کو ان کے دورۂ امریکہ پر بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ اس پیالہ پر انگریزی نو آبادی جو ۱۹۰۷ء میں جیمز ٹاؤن (ورجینا) میں قائم ہوئی تھی۔ اس کی منظر کشی کی گئی تھی، جو قابلِ دید تھی۔ نجفِ اشرف میں حضرت علی علیہ السلام کے خزانہ حیدریہ میں بلوری صناعت کے نادر و نایاب جھاڑ و فانوس محفوظ ہیں۔ ایک تراشیدہ بلوری ہار اور انگشتری اور اسی پتھر کے بندے فیضی آرٹ گیلری (کراچی) اور قومی عجائب گھر پاکستان (کراچی) میں ایک بڑا طرز کا سفید بلور محفوظ ہے۔ یہ تقریباً نو سو سال قدیم ہے۔ اچھا بلور عموماً آزاد حالت میں قلمی اور غیر قلمی دونوں طریقوں سے پتھر کی شکل میں کشمیر، بندھیاچل اور پاکستان کے پہاڑی علاقوں کی چٹانوں میں دستیاب ہے۔

خدا کا خوف عقل کی بنیاد ہے۔ (حضرت علیؑ)

بیجاوہ

یہ پتھر کان سے نکلنے پر سرخ ہوتا ہے۔ ہوا لگتے ہی آہستہ آہستہ سیاہی آجاتی ہے ایک قسم اس کی زرد ہوتی ہے۔ یہ پتھر تنکے کو اٹھا لیتا ہے۔ حکمائے سابقین کا کہنا ہے کہ یہ پتھر پریشان کن خواب سے محفوظ رکھتا ہے۔ سورج کی کرن پڑنے سے یہ سخت چمک دیتا ہے۔ یہ چمک آنکھ کو نقصان دیتی ہے۔

بیروج

از قسم پتھر ہے۔ اس کو انگریزی میں اکومرین AQUAMARINE کہتے ہیں۔ رنگ ہلکا پیلا، سبز، سمندری نیلا، آسمانی نیلا اور سفید ہوتا ہے۔ زیادہ قیمتی نہیں ہوتا۔ بلوری و خوشنما اور چمکدار ہونے کی وجہ سے اکثر لوگ زیورات میں جڑواتے ہیں۔ خواص کسی حد تک بلور سے ملتے جلتے ہیں۔ لیکن مختلف رنگوں کی وجہ سے اثرات میں اہمیت ہے۔ سائنسداں ڈاکٹر کولیس فلپس کا کہنا ہے کہ یہ خوش مزاجی پیدا کرتا ہے۔ اس قیمتی پتھر کو پانی سے بڑی نسبت ہے۔ جس کی وجہ سے اعصابی سکون اور جسم کو آرام پہنچانے میں موثر ہے۔ سمندری سفر کرنے والے افراد کے لئے کارآمد رہتا ہے۔ زمانہ قدیم میں چاقو، خنجر اور تلوار کے دستوں میں آویزاں کیا جاتا تھا۔ یورپ کے ممالک میں اس کا استعمال زیادہ ہے۔ اعلیٰ قسم کا سیلون، ملایا، روس، جنوبی افریقہ، برازیل، بھارت اور پاکستان میں دستیاب ہے۔

علم کو جڑ اور فائدے کو پھل تصور کرو۔ (حضرت علیؓ)

باہیتہ

یہ سفید پتھر چمکدار ہوتا ہے۔ اس میں یہ خاص صفت قدرت نے عطا کی ہے کہ آدمی کی نظر جب اس پر پڑتی ہے تو بے اختیار ہنس پڑتا ہے۔ انسان کے لئے مقناطیسی تاثیر رکھتا ہے۔ افریقہ میں ایک عمارت کے ستون میں پتھر نصب تھا، جو شخص اُدھر جاتا اس کی نگاہ اس پر پڑنے سے ہنسی اس پر غالب آجاتی۔

بل پم

یہ ایک نرم اور شفاف پتھر ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں، مزہ پھیکا، مزاج سرد وخشک ہے۔ طبّی اصول میں یہ پتھر قابض ہے اور جاری خون بند کرتا ہے۔ مرض سیلان الرحم کو نافع ہے اس کا سفوف مسوڑے و دانتوں کو صاف اور مضبوط کرتا ہے بہت باریک سفید چہرے پر ملنے سے رنگ صاف کرتا ہے۔ اس کے استعمال میں وزن کی ہدایت زیادہ سے زیادہ صرف تین ماشہ ہے۔ دافع جریان بھی ہے۔
(بغیر مشورہ و ترکیب کے استعمال کرنا مناسب نہیں)

پکھراج

اس کو انگریزی میں ٹوپاز TOPAZ اور مختلف زبانوں میں منجو سے، ہندی میں پوشپ راگ کہتے ہیں۔ از قسم جواہر ہے۔ سفید، زرد ہلکا نارنجی، ہلکا گلابی

خدا نے عزت واقتدار کے سارے حساب کتاب اصول میں رکھے ہیں۔ (حضرت علیؓ)

پیازی وہلکا رنگ میں قدرتی قیمتی چمکدار پتھر ہے۔ PUKHRAJ پکھراج قدیم نام ہے طبّی اُصول میں مزہ تُرش، مزاج سرد، بہت حد تک سخت، اسکی چمک شفاف بلوری طرز تراش ہیرا جیسی ہو تو خوشنما اور قیمتی ہوتا ہے۔ سفید و زرد رنگ میں بہتر شمار کیا جاتا ہے یہ جواہرات میں شامل وزنی مضبوط نگینہ ہے۔ قدیم کتب میں پکھراج کی بہت تعریف بیان کی گئی۔ قدرت نے انسان کے لئے اس میں بہت فوائد پوشیدہ رکھے ہیں جسم کی حرارت کو برقرار رکھنے، مرض جذام، خرابی خون، زہریلے اثرات کو دفع کرنے، مرض یرقان اور بواسیر میں کارآمد ہے۔ جسمانی قوت، طاقت، ہمت، بلند قوتِ ارادی، عقل اور عُمر اس پتھر کے پہننے سے بڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے جواہرات میں بہت اثرات پوشیدہ رکھے ہیں۔ رب العالمین کی جتنی بھی تعریف اور شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ پکھراج فراخدلی بڑھاتا اور کاروباری الجھنوں کو صاف کرتا ہے مزاج میں انصاف، حق ورحم کیطرف توجہ دلانا، صاحب انگشتری دوسروں سے تعاون و مدد کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ جائز حق کے حصول میں معاون، تقویت قلب و حافظہ بڑھانے میں اچھے اثرات ہیں۔ اس پتھر کو استعمال کرنے والا اچھے اور خوشگوار عادات کا عادی اور سچی محبت کا حامی ہو جاتا ہے اسکا نگینہ غم و غصہ دفع کرتا ہے۔ سحر کا اثر نہیں ہونے دیتا مزاج میں خلوص ومحبت پیدا کرتا ہے۔ انسان کی تندرستی کیلئے اس کے اثرات اچھے رہتے ہیں زندگی میں حسب منشأ جائز مواقع فراہم کرنے میں بڑا معاون پتھر ہے۔ پکھراج کی انگوٹھی بائیں ہاتھ (اُلٹے ہاتھ) کی انگلی میں بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔ اسپر موسمی اور فضائی آلودگی کا اثر نہیں ہوتا۔ پانی میں کام کرنیوالے یا سمندری ملازمت پیشہ حضرات کیلئے زرد رنگ کے پکھراج کی اہمیت ہے ہندوستان کے قدیم بادشاہوں کی تلواروں اور خنجروں میں اعلیٰ قسم کے پکھراج جڑے ہوتے تھے وہ اب بھی قومی اور ملکی عجائب گھروں کی زینت ہے۔

عمدہ قسم کا پتھر سیلون، برازیل، روس، چین، جاپان، آسٹریلیا، سائبیریا، شمالی

انسان کا پیٹ اس کا دشمن ہے ۔ (حضرت علیؑ)

نائیجیریا، جنوبی افریقہ، امریکہ اور ایران میں پایا جاتا ہے۔ ہلکے رنگ میں پاکستان میں دستیاب ہے۔ مزید امید تحقیقات کی محتاج ہے۔

تدمبر

اس سفید رنگ کے پتھر میں قدرت کا عجب کرشمہ ہے۔ اس کو اگر زور سے سونگھ لیا جائے تو جسم کا خون متاثر ہو کر خشک ہو جاتا ہے۔ جو ہلاکت کا باعث ہو سکتا ہے۔ یہ پتھر بڑے دریاؤں کے کنارے صحراؤں میں دستیاب ہوتا ہے۔

ترمری

اس پتھر کا رنگ زرد، سفید، گلابی، سرخ، سبز، بھورا، ہلکا سیاہ اور خاکستر ہوتا ہے۔ یہ بلوری چمک کا خوشنما پتھر ہے۔ مختلف زبانوں میں اس کو ترسین نرمے لینا، کندرب کہتے ہیں۔ کیمیائی طرز میں المونیم کا پیچیدہ بوروسلیکیٹ ہے۔ یہ زیورات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ تبت، بھارت، پاکستان کے سرحدی علاقے کے علاوہ اس کی اعلیٰ قسم امریکہ، روس، برازیل، سری لنکا، مڈغاسکر میں دستیاب ہے۔

تامڑا

انگریزی میں گارنٹ GARNET مختلف زبانوں میں پلک، کریسنٹ، گرسے نٹو کہتے ہیں۔ اس پتھر کا رنگ سیاہی مائل سرخ، زردی مائل سرخ، ارغوانی،

جو ملے اُسی میں سے دو ۔ (حضرت علیؑ)

گہرا کتھئی چمکدار بلوری شکل میں قدرے سخت ہوتا ہے۔ یہ پتھر زرد سے سرخ رنگ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کے نوکیلے اور تیز کنارے بلوری شفاف حالت میں ہوتے ہیں۔ قدرتی طور پر اس میں ابرق و سلیٹ اور لہردار پتھر کے اجزا شامل ہیں۔ توڑنے سے اس کے ٹکڑے علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ یہ آسانی سے تراشنے میں مدد دیتے ہیں۔ زیورات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اثرات اور خواص بہت حد تک بلور سے ملتے جلتے ہیں لیکن رنگ کی وجہ سے اہمیت کا حامل ہے۔ ماہرین سائنس کا خیال ہے کہ یہ پتھر دوسرے پتھروں کے گیس کا مجموعہ ہے۔ جادو کے اثرات کو دفع کرتا ہے۔ شہرت و ناموری کے لئے اچھا پتھر ہے گلے میں بطور لاکٹ استعمال کرنے سے پرانے زکام کو فائدہ رساں ہے۔

خاص طور پر امریکہ، مڈگاسکر، ناروے اور ہندوستان میں دستیاب ہوتا ہے

جالبُ النوم

یہ پتھر بہت سرخ رنگ میں صاف چمکدار ہوتا ہے۔ سورج کی روشنی میں دُور سے اس کو دیکھا جائے تو دھواں سا نکلتا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن رات میں یہ ایسی روشنی دیتا ہے کہ اس پتھر کے قریب کی اشیاء صاف نظر آتی ہیں۔ قدرت نے اس پتھر میں ایک خاص صفت عطا کی ہے کہ اگر کسی سوئے ہوئے انسان کے سرہانے رکھ دیا جائے تو جب تک اس کو سرہانے سے علیحدہ نہ کر لیویں ہرگز بیدار نہ ہو سکے۔ یہ پتھر شب کے وقت صحراؤں میں پیدل سفر کرنے والے حضرات کے لئے پریشانی کا باعث رہتا ہے۔ اندھیرے میں اس کی روشنی دُور سے آبادی کا گماں ظاہر کرتی ہے (جس طرح ریگستان میں سراب)

کمزوروں کا ہتھیار شکایت ہے۔ (حضرت علیؑ)

جزع یمانی

مثل عقیق سلیمانی ہوتا ہے۔ اس میں مختلف رنگ کا جال یا لکیریں معلوم ہوتی ہیں بعض میں سلیٹ کی طرح متوازی پرت بھی رہتی ہے۔ سفید، شربتی، سیاہ اور بھورے رنگ کا پتھر ہے۔ اکثر نگینوں میں دھاریاں نمایاں نظر آتی ہیں۔ یہ ذوقِ عبادت بڑھاتا ہے۔ قدیم چینی باشندے اس کو ناپسند کرتے تھے۔ یہ لوگ اسے انگوٹھی یا بطور لاکٹ استعمال نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ پاس رکھنا بھی اچھا نہیں خیال کرتے۔ جزع یمانی شیاطین کے مکر کو دفع کرتا ہے۔ چھوٹے بچوں کے گلے میں بطور لاکٹ ڈالنے سے رال کثرت سے جاری کرتا ہے۔ ارشاد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ اس نگینے کو داہنے ہاتھ کی انگلی میں پہن کر نماز پڑھنا ستر نمازوں کے برابر ہے۔ یہ نگینہ تسبیح و استغفار کرتا رہتا ہے۔ اس کا ثواب انگوٹھی پہننے والے کے لئے لکھا جاتا ہے۔ حاملہ عورت گلے میں استعمال کرے تو دردِ زہ میں کمی محسوس کرے اور وضع حمل میں آسانی ہو۔ یہ یمن و چین میں اچھا دستیاب ہے۔

حدید

NON MAGNETIC OXIDE OF IRON

اس پر مقناطیس کا اثر نہیں ہوتا۔ عربی میں حجرِ خماہان، فارسی میں سلطان مہرہ یا صندل حدیدی کہتے ہیں۔ یہ نر و مادہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ مزاج سرد و خشک، رنگ بھورا اور سیاہ ہوتا ہے۔ طبی اصول میں حکمائے کے خیال بموجب کمزور عضو پر پیس کر لگانا عضو کو قوی کرتا ہے۔ اس پتھر کو گھس کر جانور کے پر سے ورم، سوزش اور

صبح اٹھو اور سعادت حاصل کرو (حضرت علیؑ)

ٹیس کے مقام پر لگایا جائے تو فائدہ رساں ہے۔ اس میں لوہے کی آمیزش زیادہ ہوتی ہے۔

خفقان دفع کرتا ہے، خارش اور پلکوں کی سوزش میں بھی گھس کر لگانا بہت سودمند ہے۔ یہ سرخی مائل سخت اور تاریک رنگ کے علاوہ سیاہ بھی ہوتا ہے۔ اس پتھر کے متعلق روایت میں مشہور ہے کہ مشکل امور اس کے پہننے سے آسان ہو جاتے ہیں۔ چشمِ بد کے اثرات کو زائل کرتا ہے۔ وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔

جنگ و جدال اور امورِ خوف و دہشت میں مفید ہے۔ نظرِ بد، سحر اور جادو کو دفع کرتا ہے۔ خوف اور ڈر سے محفوظ رکھنے میں اچھا پتھر ہے۔

سید ابن طاؤس سے روایت ہے کہ ایک شخص بخدمت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ حاکم شہر جزیرہ سے مجھے خوفِ جان ہے میرے دشمنوں نے اس کو میرے خلاف بہکا دیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ انگشتری حدید چینی کی بنواؤ۔ اس طریقے سے کہ سطر اول میں اَعُوْذُ بِجَلَالِ اللّٰہِ دوسری سطر میں (اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہ) تیسری سطر میں (اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰہ) اور نگینہ کی دوسری سطر میں نیچے (اٰمنت باللہ وکعبۃ) اوّل سطر میں اور دوسری سطر میں (وَاِنِّیْ وَاثِقٌ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ) اور نگینے کے چاروں کناروں پر (اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ مُخْلِصًا بِہٖ کندہ کرایا جائے۔

(حلیتہ المتقین مطبع مقبول پریس دہلی ۱۳۲۸ھ)

راوی کہتا ہے کہ میں نے تجربہ کیا۔ اثر حسب ارشاد آنحضرتؑ ظاہر ہوئے۔ دشمنوں کے شر اور خوف سے محفوظ رہا اور بہت کچھ پریشانیاں دور ہوئیں۔

سنگ و جواہر میں فوائد بہ اسرارِ حق تعالیٰ ہیں۔ اس نگینہ کی انگوٹھی سے کارِ دشوار اور رسائی میں کامیابی ہوتی ہے۔ دردِ زہ کے وقت اس نگینہ کی انگوٹھی عورت

جواں مرد خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

کے باندھ دی جائے تو بفضلِ خدا جلد اور بآسانی وضع حمل ہو۔

اس نگینہ کی انگوٹھی حالتِ نجاست میں اتار دینا بہتر ہے۔ زیرِ نگینہ مشک رکھا جائے تو اچھا ہے۔"آداب انگوٹھی" پہننے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومینؑ کے کافی اقوال ہیں۔ قدیم کتاب میں تحریر ہے کہ حضرت رسولِ خداؐ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو انگشتری کے نگینہ کو ہتھیلی کی طرف گھما لیا کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام وقتِ جنگ انگوٹھی پہنتے تھے۔

حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ پانچ انگوٹھیوں کی تعریف میں سنگِ حدید کی انگوٹھی بھی شامل ہے۔ یہ پتھر نواسیر، ضعفِ معدہ اور سستی کو دُور کرتا ہے۔

نئے شہر میں داخل ہوتے وقت اس کی انگوٹھی پہن کر اہلِ شہر سے ملنا کامیابی کی صورت ہے۔ مکر و سرکشانِ جنّ و الانس اس پتھر کی تاثیر سے دفع ہوتا ہے دُرِّ نجف کے لئے بھی یہی فضیلت احادیث میں مذکور ہے۔ روایت ہے کہ معاذ ابنِ جنبل نے انگشتری سنگ حدید کی جس پر "مُحمّد رسول اللہ" کندہ تھا۔ بطور ہدیہ جناب رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی۔ آنحضرتؐ نے یہ انگشتری دستِ مبارک میں پہن لی۔ حضرت امیر علیہ السلام کی ایک انگوٹھی حدید چینی کی تھی۔ جس پر "العزۃ اللہ"، کندہ تھا۔

مُلّا لطف علی نجفی نے کتاب تحفۃ الاخوان میں طبِ آئمہ سے نقل کیا ہے۔ کہ ماہِ رمضان المبارک کے اوّل جمعہ کو حدید چینی پر لَا الٰہَ الا الاك یا اللہ کندہ کرا لیا جائے۔ یہ انگوٹھی یا بطور لاکٹ استعمال کرنا دونوں طرز پر فائدہ رساں ہے۔

غور کرنے سے انسان کو کامیابی اور حق کی راہیں نظر آتی ہیں۔ (حضرت علیؑ)

"کرشمۂ قدرت" میں تمام تحریری اثاثے تحقیقی جستجو سے مفادِ عامہ کے لئے لکھے گئے ہیں۔

ہندوستان، سیلون، روس اور مصر میں دستیاب ہے۔ یہ پتھر چین میں زیادہ اور اچھا ملتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو حدید چینی بھی کہتے ہیں۔
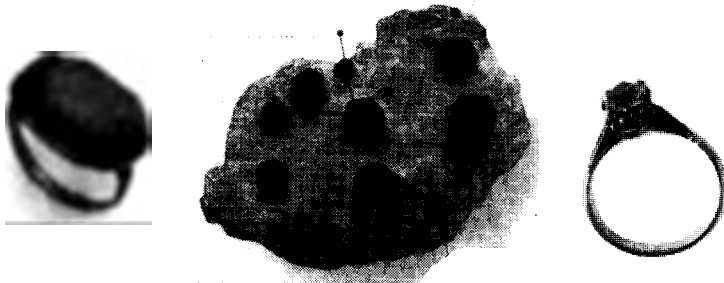
سنگ حدید اپنے پتھر کے ساتھ

حجرِ عقابی

یہ پتھر عقاب پرندہ کے آشیانہ سے دستیاب ہوتا ہے۔ اس پتھر کو متحرک کرنے سے کھٹ کھٹاہٹ کی آواز سنائی دیتی ہے لیکن اس کو توڑنے پر اندر سے کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ عقاب جب انڈوں پر بیٹھا ہوتا ہے کوئی شخص اگر اس کے آشیانہ کی طرف رخ کرتا ہے تو یہ پرندہ اُسی پتھر کے سنگریزوں کو اپنی چونچ سے آدمی کی طرف پھینکتا ہے (گویا پتھر مارتا ہے۔) اس کی شکل اور بناوٹ املی سے مشابہ ہوتی ہے اس پتھر کو زیرِ زبان رکھ کر مخالف شخص سے گفتگو میں فتح حاصل ہوتی ہے۔ یہ آشیانہ کرگس میں بھی دستیاب ہوتا ہے۔ اس کے اثرات میں یہ خاص خوبی ہے کہ دردِ زہ میں

معافی ایک اعلیٰ فضیلت ہے۔ (حضرت علیؑ)

عورت کی کمر میں باندھنے سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔ بعد ولادت فوراً کمر سے علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ سنگِ عقابی حلِ مشکلات کے لئے بھی پہننا بہتر ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کو سہل الولادت کہتے تھے۔

حجر السیم

اس کو سنگ سیم بھی کہتے ہیں۔ اس کا رنگ ذرا سبزی اور سفیدی مائل ہوتا ہے۔ لیکن بعض کا رنگ گہرا رہتا ہے۔ اس کی چمک بلوری سخت قسم کا پتھر ہے۔ سنگ جیڈ کی ایک قسم ہے۔ اس پتھر کو قدرت نے یہ صفت عطا کی ہے کہ کسی شخص کے پاس اگر زہر ہو اور وہ شخص اس پتھر کے قریب ہو جائے تو یہ پتھر حرکت میں آجاتا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کی بڑی قدر و قیمت تھی۔ بادشاہوں کے دسترخوان یا بازو بند میں رہتا تھا۔ اب یہ نایاب ہے۔ وزیر نظام الملک حسن بن علی نے سیر الملوک میں تحریر کیا ہے۔ کہ سلیمان بن عبدالملک نے ایک روز کہا کہ میری سلطنت حضرت سلیمانؑ سے کم نہیں۔ میرے پاس جس قدر مال اور ہتھیار ہیں وہ کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہوئے۔ اس وقت حاضرین دربار میں سے ایک شخص نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میرے پاس ایک ایسی نایاب اور نادر چیز محفوظ ہے۔ جو فرمانروا کے پاس نہیں۔ بادشاہ نے کہا وہ کیا چیز ہو سکتی ہے جو میرے پاس نہیں۔

اس شخص نے حجر السیم کا تذکرہ کیا اور کہا کہ قدرت نے اس پتھر میں یہ خاص صفت اور اثر عطا کیا ہے بادشاہ نے اس پتھر کا تجربہ کیا اور اپنے غرور کے الفاظ پر نادم ہو کر حجر السیم کو اس شخص سے خرید لیا۔ زمانۂ قدیم میں اس کے برتن تیار کئے جاتے تھے۔ چین کے علاقہ میں دستیاب ہے۔

ناامیدی سے روح مرجاتی ہے۔ (حضرت علیؑ)

حجر الشمس

اس کو انگریزی میں سن اسٹون (SUN STONE) اور مختلف نام اس کے مثلاً میلے کٹ، میلے اسٹون، پروفری، اڈولیریا ہیں۔ اس کا رنگ سفیدی مائل ذرا بھورا چمک میں بلور سے ملتا جلتا ہے۔ یہ پتھر چاندنی کو اپنے میں جذب کرتا ہے۔ اس کی انگوٹھی جنون اور خفقان میں مفید ہے۔ کمر میں باندھنے سے خوف ڈر دفع کرتا ہے۔ حکمائے سابقین نے لکھا ہے کہ اس پتھر کو درخت خرما میں باندھنے سے پھل زیادہ آتے ہیں۔

حجر القمر

اس کو انگریزی میں مون اسٹون (MOON STONE) بزاق القمر، زید الجنز، چندرکات، اللہ نور، پیری، ڈیلون، پیٹرالوئنز MALACHITE بھی کہتے ہیں۔ اس کا رنگ سفید ہلکا بلوری چمک کا شفاف پتھر ہے۔ اس کے گرد آفتاب کی طرح روشنی کا ایک حلقہ ہوتا ہے۔ اور اندر بھی سفیدی پائی جاتی ہے۔ عروجِ ماہ میں زیادہ شفاف اور سفید رہتا ہے۔ زوالِ ماہ میں اس کی سفیدی قدرے کم معلوم ہوتی ہے اور عروجِ ماہ میں زیادہ۔ سائنسدان کا کہنا ہے کہ اس پتھر کی عمر ڈھائی سے تین ارب سال تک ہے۔ اس کو درخت پر باندھنے سے پھل زیادہ آتے ہیں۔ اس کے اثرات ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ عقل مندی میں معاون و کارآمد ہے۔ حجر القمر میں ایک ایسے خاص قسم کا بڑا پتھر ہے۔ جس میں سے چاند گرہن کے وقت پانی ٹپکتا ہے۔ عرب کے

ایمان کا اچھا وزیر علم ہے۔ (حضرت علیؑ)

پہاڑی علاقہ، سری لنکا اور بھارت سے دستیاب ہے۔

حجرالاسود

حجرالاسود نے تمام دوسرے پتھروں کی عزت ولاج رکھ لی اور عزت کی آخری منزل تک پہنچ کر یہ ظاہر کر دیا کہ اگر خالق کسی پتھر کو اپنی طرف منسوب کرلے تو اس کی عزت ومنزلت کس درجہ بڑھ جاتی ہے یہ مبارک پتھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں کا نصب کردہ ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے مل کر بیت اللہ کی تعمیر شروع کی یہ تعمیر حجرالاسود تک پہنچی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رہنمائی فرمائی۔ کہ سامنے ایک پہاڑی پر جنت کا یہ پتھر حجرالاسود ہے۔ طوفان نوحؑ کے وقت سے یہیں رکھا ہے۔ جبل ابو قبیس نے کہا کہ مجاہد کہتے تھے کہ دُنیا بھر کے پہاڑوں میں سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اس کو خلق کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اٹھا کر اس مقام پر نصب کر دیا۔ جب بیت اللہ مکمل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمام لوگوں کا قبلہ اور جھکنے کی جگہ ہے۔

قدرت نے تمام پتھروں کو پست کر کے حجرالاسود کو جس کی نسبت اپنی طرف کی تھی۔ دُنیا کی توجہ اس مقدس پتھر کی طرف کرادی کہ اس کو بوسہ دو۔

شمس العلماء علامہ شبلی نعمانی نے اپنی کتاب سیرت النبیؐ ص۱۳۴ کے زیرِ حاشیہ جو ایک حدیث کی طرف تلمیح ہے۔ تحریر فرمایا ہے کہ میں "حجرالاسود" نبوت کی عمارت کا آخری پتھر ہوں۔ اس پتھر کا رنگ خانہ کعبہ کے رنگ سے منسوب ہے اور یہ خانہ کعبہ میں زمین سے کچھ زیادہ بلند دیوار میں نصب ہے اس کو "رکن اسود" بھی کہتے ہیں

سب سے اچھا وقت وہ ہے جو نمازمیں گزرے (حضرت علیؑ)

طواف کرنے والے اس سے چمٹ کر دعائیں مانگتے ہیں۔ اس کا مس کرنا باعث دُور ہونے گناہ کے ہے۔ طواف کی ابتدا حجرالاسود کو چوم کر کی جاتی ہے۔ رسُولِ خدا نے بھی اس پتھر کو بوسہ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ روزِ قیامت یہ پتھر آئے گا۔ اور اس شخص کی گواہی دے گا۔ جس نے توحید کے ساتھ اسے بوسہ دیا اُس دن حجرالاسود کی گویائی بحکم خدا بہت تیز ہوگی۔

اگر اژدہام کی وجہ سے بوسہ نہ دے سکے تو ہاتھ سے چھُو کر مس کرے اور اپنے ہاتھ کو بوسہ دے لے۔ یہ بھی ممکن نہ ہو تو حجرالاسود کے سامنے دونوں ہاتھ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ چُوم لے۔ اس پتھر کو پروردگار عالم نے بنی آدمؑ کے عہدو پیمان ودلیعت کئے ہیں۔ یہ پتھر روزِ محشر ان لوگوں کی گواہی دے گا۔ جن حضرات نے اس کی زیارت کی۔ اس پتھر کو غیر معصُوم اس کی جگہ نصب نہ کر سکے۔ ایک کتاب میں حجرالاسود کے متعلق تحریر ہے کہ یہ پتھر شروع میں بہت روشن تھا اور اس پتھر کو حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے لائے تھے۔ حجرالاسود کی عزت و احترام ہر ایک پر فرض ہے۔ اس پتھر کے متعلق ارسطو نے لکھا ہے کہ اس کو پاس رکھنے سے عقل بڑھتی ہے اور تندرستی کے لئے بڑا معاون پتھر ہے۔ ایک قسم اس کی زرد رنگ کی بھی ہے۔ یہ زہر کے اثرات کو زائل کرتا ہے۔ ارسطو کا کہنا ہے کہ سنگِ اسود جس مکان میں ہو وہاں کے مکین صحت وتندرستی اور باعزت زندگی بسر کریں گے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ میں حجرالاسود کے پاس دُعا کرتا ہے اس کی دُعا قبُول ہوتی ہے۔ ایک اور کتاب میں نظر سے گزرا کہ حجرالاسود کو ہاتھ سے مس کرنا گویا مصافحہ کرنا ہوا۔ اور بیعت حضرت رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہوئی جو کوئی بیمار شخص طلبِ شفا اور تندرستی کے لئے حجرالاسود کو مس کرتا ہے۔ شفا پاتا ہے۔

اگر دشمن کے ساتھ بھی نیکی کر سکتے ہو تو اُسے ترک نہ کرو۔ (حضرت علیؑ)

حجر الصفر

ارسطو نے اس پتھر کی بہت تعریف لکھی ہے۔ اس کو پاس رکھنے سے مطلوب تابع ہوتا ہے۔ جب تک یہ پتھر پاس رہے گا مطلوب جدا نہ ہوگا یہ خلوص اور محبت بڑھاتا ہے۔

حجر الاحمر

یہ پتھر سُرخ رنگ کا چمکدار ہوتا ہے۔ لیکن اس کے تراشنے میں اس کا برادہ سفید رنگ کا ہو تو اس پتھر کی انگوٹھی استعمال کرنے والا ہر کام میں کامیاب رہتا ہے، اگر سیاہ برادے والا نگینہ استعمال میں لایا جائے تو گم شدہ چیز جلد حاصل ہوتی ہے زرد رنگ کے برادے والا نگینہ بازو پر باندھنے سے خلقِ خدا کی نگاہوں میں عزیز رہتا ہے اور عزّت بڑھتی ہے۔ سبز رنگ کے برادے والا نگینہ کی انگوٹھی کا استعمال دشمن کے حملے کو دفع کرتا ہے۔

حجر ماھانی

اس پتھر کو جلا کر بواسیر کے مسّوں پر لگانے سے مسّے خشک ہو کر فوراً گر جاتے ہیں۔ حجرِ ماہانی کی انگوٹھی پہننے سے خوف وہراس دفع ہوتا ہے۔ یہ پتھر خراسان (ایران) میں پایا جاتا ہے۔

شریف آدمی تنگدستی کی تکلیف برداشت کر سکتا ہے مگر ذلت کے پاس نہیں جاتا (حضرت علیؑ)

حجر الباہ

یہ پتھر قوتِ باہ کے لئے مفید ہے اس کے متعلق بعض کتب میں تحریر ہے کہ اس پتھر کو کمر میں باندھنے سے طاقت میں بہت اضافہ ہوتا ہے اور زیرِ زبان رکھنے سے پیاس کی شدّت کو کم کرتا ہے۔ ارسطو نے اس پتھر کے خواص میں لکھا ہے کہ اس کو کسی حیوان کے جسم میں باندھنے سے فوری اس میں قوتِ باہ لبشدّت ہو جاتی ہے۔ حجر الباہ سکندرِ اعظم کے پاس تھا۔ اس نے حکم دیا کہ کوئی شخص اس پتھر کو ہمارے لشکر میں ہرگز نہ لے جائے۔ یہ پتھر مشکل سے ہی دستیاب ہے۔ یہ افریقہ اور مصر کے صحرا میں ہوتا ہے

حجر القی

اس پتھر کے قریب کی ہوا اور فضا اس کی شعاعوں کی وجہ سے زبردست متاثر رہتی ہے۔ اس کو جس وقت انسان اپنے ہاتھ میں اُٹھاتا ہے۔ استفراق (قے) ہونے لگتی ہے۔ معدہ کی تمام غذا خارج کر دیتا ہے۔ یہ پتھر باعثِ ہلاکت ہے۔ سرزمینِ مصر میں پایا جاتا ہے۔

حجر الکرک

یہ پتھر سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کا تراشہ (برادہ) دندان فیل کے مانند ہوتا ہے۔ اس کا سُرمہ آنکھوں کی خارش کو دفع کرتا ہے اور اس کی انگوٹھی چشمِ بد، جادو

جس نے نیک لوگوں سے رائے لی اصلاح پائی ۔ (حضرت علیؑ)

اور بد ارواح سے حفاظت کرتی ہے ۔ یہ پتّھر دریائے سندھ کے کنارے سے دستیاب ہوتا ہے ۔

حجر البحر

یہ پتّھر رنگ میں سفید اور گول ہوتا ہے ۔ بقول ارسطو ، یہ پانی میں ڈوبتا نہیں سورج کی کرنیں جس وقت اس پتّھر پر پڑتی ہیں تو زیادہ حصّہ پانی میں رہتا ہے اور قدرے نمایاں رہتا ہے ۔ غروب آفتاب کے بعد یہ پتّھر پانی کی سطح پر آجاتا ہے ۔ اس کے خواص و اثرات میں مشہور ہے کہ حجر البحر آدمی کو ڈوبنے سے محفوظ رکھتا ہے ۔ اس کو کسی برتن میں ڈال دیں تو آگ کی گرمی جلد اثر نہیں کرتی ۔ قدرت نے اس پتّھر میں ایک خاص صفت رکھی ہے کہ جو شخص گھوڑے کی سواری کے وقت اس کو پہن لے تو گھوڑا ہرگز آواز نہ دے گا ۔ سکندر رومی جب کبھی عزم شب خون کرتا تھا اس پتّھر کو اپنی فوج کے کل ہمراہیوں کے بندھوا دیتا تھا ۔ اس پتّھر کو پانی میں پیس کر پینے سے بندش پیشاب کو رفع کرتا ہے ۔ اگر اس کو مثانہ پر رکھیں تو پتھری نکال دیتا ہے ۔ سمندر کے کنارے پایا جاتا ہے ۔

حجر الملتق

اس پتّھر میں زرد اور سفید رنگ کے باریک سوراخ ہوتے ہیں ۔ قدرت نے اس پتّھر میں یہ خوبی عطا کی ہے کہ جلندر کے مریض کے شکم پر باندھیں تو پیٹ کا زرد پانی یہ پتّھر چوس لیتا ہے اور مریض کو شفا ہو جاتی ہے ۔ پتّھر کا وزن شکم کے پانی کے باعث بڑھ جاتا ہے ۔ ارسطو نے اس پتّھر کی بڑی تعریف لکھی ہے ۔ طبّی طریقہ میں جس مقام پر بال نہ ہوں اس پتّھر کو گھس کر لیپ کرنے سے بال نمودار ہونے لگتے ہیں ۔ بھارت میں کوہ ہمالیہ

بدخوئی سے دوست احباب کم ہو جاتے ہیں ۔ (حضرت علیؑ)

کے صحرائی دامن میں دستیاب ہوتا ہے ۔

حجر الشاطین

اس پتّھر کا رنگ بالکل مثلِ یاقوت ہوتا ہے ، مگر اس میں آب و چمک نہیں ہوتی ۔ پانی میں ڈالنے سے یہ پتّھر ہڑتال کی طرح زرد ہو جاتا ہے ۔

حجر الیہود

فارسی میں سنگ یہوداں ، ہندی میں استورن اور عربی میں حجر الفالفاطیش کہتے ہیں ، مزاج سرد و خشک ہے بلوط اور زیتوں یا چھوٹے اخروٹ کے مشابہ ہے ۔ اس پر لکیریں ہوتی ہیں ۔ بعض بیر کی شکل کا ہوتا ہے ۔ اس کو زیتون بنی اسرائیل اور حجرِ زیتون بھی کہتے ہیں ۔ نر اور مادہ دو قسم کا ہوتا ہے ۔ نر بڑا اور مادہ چھوٹی ہوتی ہے ۔ مرد کو نر اور عورت کو مادہ قسم کا پتّھر مفید رہتا ہے ۔ اس پتّھر کے چند عدد ٹکڑے کسی جگہ رکھ دیتے جائیں تو چالیس روز میں پہلے سے ان کی تعداد قدرے بڑھ جاتی ہے ۔

طبّی افعال و خواص میں مثانہ و گردہ کی پتھری کو توڑ کر نکال دیتا ہے اور مرض سوزاک میں فائدہ رساں ہے ۔ پیشاب کثرت سے لاتا ہے ۔ اس کے استعمال سے قوّتِ باہ کم ہو جاتی ہے ۔ مثانہ کے منجمد خون کو بھی خارج کرتا ہے ۔ لگی ہوئی چوٹ میں آدھا ماشہ کھرل میں باریک پیس کر کھانے سے فائدہ ہوتا ہے ۔ کھرل میں آسانی سے پس جاتا ہے ۔ چمگادڑ کے خون کے ساتھ رگڑ کر لگانے سے پلکوں کے گرے ہوئے بالوں کو پیدا کرتا ہے ۔ اس کا کشتہ امراض پیشاب اور زخم کے لئے مفید ہے ۔ اس کے متعلق

فرصت کی گھڑیاں ابر کی طرح گزر جاتی ہیں (حضرت علیؑ)

کتب میں تحریر ہے کہ زمانۂ سابق میں حجرالیہود ایک قسم کے بیر کا درخت تھا۔ کوئی فقیر اس باغ سے گزرا چند بیر اٹھا کر اس نے کھانا چاہے۔ نگرانِ باغ نے منع کیا۔ اس نے پروانہ کی۔ دوسری بار منع کرنے پر بات بڑھی۔ نگراں نے کہا کہ پرایا مال اس طرح کھائے جاتے ہو کہ جیسے کوئی مفت کے کنکر پتھر اٹھا لے۔ راہ گیر درویش یہ کہہ کر چل دیا کہ اب پتھر ہی ہوں گے۔ دوسرے روز جب نگراں باغ نے بغرضِ فروخت بیر جمع کرنا چاہے تو سب بجائے اس قسم کے بیر کے پتھر تھے۔ جو اب حجرالیہود کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ پتھر کوہِ بیروت اور قدس میں پایا جاتا ہے۔

حجرالارمنی

فارسی میں سنگِ ارمنی کہتے ہیں۔ اس پتھر میں کسی قدر لاجوردیت ظاہر ہوتی ہے خاکی رنگ کا پتھر نیلاہٹ لئے ہوئے اور بھاری ہوتا ہے۔ لیکن نرم، مزہ، نمکین، مزاج سرد و خشک، طبی طریقۂ کار سے بذریعہ دست مواد سوداو بلغم نکال دیتا ہے مرض یرقان اور سوداویت کو دفع کرتا ہے۔ گردہ مثانہ کو صاف کرتا ہے۔ اس پتھر کو پانی میں گھول کر اس سے غسل کرنا قوت بڑھاتا ہے طبی طریقۂ کار سے جذام میں مفید ہے مصوری پیشہ حضرات کے لئے معاون و مددگار پتھر ہے۔

حجرالدُّجاج

یہ پتھر بعض مرغ کے پوٹے (سنگ دانہ) سے دستیاب ہوتا ہے۔ طبی طریقے سے مرض یرقان میں اکسیر ہے۔ مرگی کے مریض کے گلے میں (مثلِ لاکٹ) باندھنے سے

بھلائی کے موقعوں کو غنیمت جانو (حضرت علیؑ)

مرض دفع کرتا ہے۔ انگوٹھی میں استعمال سے ڈر و خوف جاتا رہتا ہے۔ قوتِ باہ کے لئے کمر میں باندھنا بے نظیر ہے لیکن اس کو دم کرا لیا جائے (اس سلسلے میں ناشر کتاب ہذا سے رجوع کریں)

حجرالرحی

فارسی میں اس کو سنگِ آسیا کہتے ہیں۔ اس پتھر کے نیچے کا ٹکڑا کسی حاملہ کے باندھ دیا جائے تو اسقاط حمل کا خوف نہیں رہتا۔ لیکن بر وقت دردِ زہ اس کو حاملہ سے علیحدہ کرنا ضروری ہے تاکہ وضع حمل میں آسانی رہے۔

حجرالکلب

بورا (پاگل) کُتے کو جو پتھر مارا جائے۔ وہ پتھر کتا اگر منہ میں رکھ لے تو اس پتھر کو "حجرالکلب" کہتے ہیں۔ یہ پتھر شراب میں گھول کر جس شخص کو پلایا جائے، وہ شخص لڑائی کے لئے ہر وقت آمادہ رہتا ہے۔ اسی پتھر کو کبوتروں کی جگہ رکھ دیا جائے تو تمام کبوتر پریشان ہو کر اُڑ جائیں۔ جس مکان میں مذکورہ بالا سیاہ رنگ کے کتے کی آنکھ دفن کی جائے اُس جگہ کا کچھ عرصے میں ویران ہو جانے کا امکان ہے۔

دُرِّ نجف

ازل سے ہے نامِ علیؑ نقش دل پر ـــــ وہ دُرِّ نجف ہے نگینہ ہمارا

ایک جوانی کیا گئی۔ سَو درد پیدا ہو گئے۔ (میر انیسؒ)

یہ پتھر سفید رنگ کا بلوری چمکدار ہوتا ہے۔ نجفِ اشرف میں پایا جاتا ہے۔ جو مقام عرف عام میں داخلِ نجف ہے۔ اِس زمین کو اسی دربے بہا کیلئے افضلیت وشرف حاصل ہے۔ اس کی فضیلت کتب میں بہت مندرج ہے درنجف کی انگوٹھی خدائے تعالیٰ نے تحائف میں حضرت علی علیہ السلام کو عطا فرمائی۔ اس کی عظمت میں اور کوئی پتھر اس کے ہم رُتبہ نہیں۔ قادرِ مطلق نے اس کی پیداوار بہت رکھی ہے جس کی وجہ سے بہت ارزاں ہے تاکہ امیر و غریب ہر شخص اس سے مستفید ہو سکے۔ روایت صفوان جمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو آراضی مرقدِ منورہ کے قریب ہے اس حکم میں داخل ہے کہ اگر قریب روضۂ مطہر سے نہ ملے تو شہر میں جس مقام پر ملے اُٹھا لے۔ بالائے زمین بھی دستیاب نہ ہو سکے تو زمین کھود کر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہ بلوری سخت اور اعلیٰ قسم کا ہے۔

زیرِ زمین یہ پتھر بہت دستیاب ہوتا ہے۔ نجفِ اشرف کے بازار میں نگینہ ساز دو قسم کے دُرِّ نجف برّی و بحری فروخت کرتے ہیں۔ بحری دُرِّ نجف نہایت سفید و براق ہوتا ہے اور برّی میں چمک کم ہوتی ہے۔ روایت ہے کہ ایک روز مفضل بن عمر جو دُرِّ نجف کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے مفضل اس نگینہ کو دیکھنے سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور دردِ چشم میں ہر مومن اور مومنہ کے لئے مفید ہے۔ دُرِّ نجف کی انگوٹھی پر نظر کرنا اور ہاتھ میں پہننا، خدائے تعالیٰ ثواب زیارت و حج و پیغمبران و صالحان کا اُس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے اور مزاج میں خوشی پیدا کرتا ہے۔

ابو طاہر سے روایت ہے کہ میں نے اس حدیث کو امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث میرے جدِّ بزرگوار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ نگینہ ہر شخص کے لئے فائدہ رساں ہے۔

جب تک تمہارے نصیب یاور ہیں تمہارے عیب ڈھکے ہوئے ہیں (حضرت علیؑ)

دہانۂ فرنگ

فارسی میں زرنگار فرنگی یا زرنگار معدنی، عربی میں حجر دہنج اور انگریزی میں کڈنی اسٹون KIDNEY STONE کہتے ہیں۔ اس کا رنگ نیلا، سبز و سفید اور دودھیا ملا جلا ہوتا ہے۔ اس پتھر سے اکثر رنگ بنتے ہیں۔ یہ پتھر سونا، چاندی، تانبہ اور لوہے کی کان سے نکلتا ہے۔ اس لحاظ سے اس کا کس بھی جس قسم کی کان سے نکالا ہوا ہو اسی دھات کا رنگ دیتا ہے۔ طلائی اور نقرئی کَس کا پتھر عمدہ ہوتا ہے۔ اس کا مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک اور گرم و خشک ہے۔ اکثر زہروں کا تریاق ہے یہ سبز رنگ کا ہوتا ہے۔ تانبہ کے کَس کا لیموں کے رس میں گھس کر کھلانے سے افیون کھائے ہوئے شخص کا زہر دافع ہوتا ہے۔ لیکن اس کو کسی اور زہر کے دفع کرنے میں ہرگز نہ کھانا چاہیئے درد اور تکلیف میں فوری سکون دیتا ہے۔

اس پتھر کو منہ میں رکھ کر لعاب اور تھوک نگلنا بھی نقصان دہ ہے۔ چاقو یا لوہے کی کسی چیز پر لیموں کا رس ڈال کر دہانۂ فرنگ کو اس پر ملنے سے اس لوہے پر پیتل کا رنگ ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ آنکھ کی پتلی میں سفیدی آجانے پر اس پتھر کو انتہائی باریک مثلِ سُرمہ استعمال کرنے سے مرض جاتا رہتا ہے۔ دہانۂ فرنگ نگینہ کی انگوٹھی جو سونا یا چاندی کے کَس کا ہو دردِ گردہ حوائی گردہ اور دردِ پتّہ والے مریض کے لئے مفید ہے۔ انگوٹھی اس طرز پر بنوائی جائے کہ نگینہ انگلی سے مس ہوتا رہے۔

تندرست آدمی اس نگینہ کی انگوٹھی پہن لے تو پیشاب میں اکثر جلن یا سوزش ہو جاتی ہے۔ انگوٹھی بنوانے میں نگینہ کے وزن کی کوئی قید نہیں۔ بہتر ہے کہ استعمال

عقل سے بڑھ کر کوئی ثروت نہیں (حضرت علیؑ)

میں نگینہ ۲ رتی وزن سے کم نہ ہو۔ امریکہ، مصر، چین، اٹلی اور بھارت میں پایا جاتا ہے۔

رُوپ مکھی

اس کو روپا مکھی بھی کہتے ہیں، سنسکرت میں تارا مکھی، چاندی کی کان سے یہ پتھر نکلتا ہے۔ اس میں چمک نہیں ہوتی، رنگ سفید۔ مزہ پھیکا، مزاج گرم وخشک ہے۔ یہ زہر ہے۔ اس کا کھانا سخت منع ہے۔ بچے کی گردن میں لٹکانے سے خوف اور ڈر دور ہوتا ہے۔ طبی طریقہ کار میں اس کا سُرمہ آنکھ کی پیپ کو دفع کرتا ہے۔ ہمراہ ہڑتال اس پتھر کو پیس کر لگانا خراب گوشت کو کاٹ کر صحیح گوشت پیدا کرتا ہے۔ مرض برص اور منھ کی جھائیں کے داغ دفع کرتلہے۔

رخام

انگریزی میں برتھ کنٹرول اسٹون کہتے ہیں۔ اس کو توڑنے سے مثل بلور کے ٹوٹتا ہے۔ اس مشہور پتھر کے لئے ارسطو نے لکھا ہے کہ عورت کو حمل سے بچانے کا ارادہ ہو تو ایک درم اس پتھر کو گھس کر پلادیں۔ ہرگز حمل قرار نہ پائے۔ اسی طرح ایک تجربہ کار انگریز نے بھی اس کے افعال وخواص اور اثرات میں تحریر کیا ہے کہ اس پتھر میں بہت چھوٹے چھوٹے جراثیم ہوتے ہیں۔ اس کے تین عدد چھوٹے ٹکڑے عورت کے بازو میں باندھنے سے بھی حمل قرار نہیں پاسکتا۔ طبی طریقہ کار میں یہ زخم کو اچھا کرتا ہے۔ اس کا بہتر اور آسان طریقہ مجرب ہے۔ عورت کے ناف پر رکھنے سے حمل قرار نہیں پاتا۔

مشورے سے زیادہ کوئی چیز معین و مددگار نہیں۔ (حضرت علیؑ)

رُوپارہ

اس کو کچا بلور بھی کہتے ہیں۔ بغیر آب وچمک کا سفید نرم قدرے گرے رنگ میں ملتا ہے۔ اس پر مختلف مصنوعی رنگ مثلاً ہرا، گلابی، سفید اور یاقوتی وغیرہ باآسانی چڑھائے جا سکتے ہیں۔ بھارت میں خوب دستیاب ہے۔

زبرجد

زبرجد لفظ عربی ہے، سنسکرت میں پامدی بھدر۔ انگریزی میں بیرل BERYL اور مختلف زبانوں میں پاری، امرینا کہتے ہیں۔ مزاج سرد وخشک مزہ تلخ ہے۔ اس میں تانبہ کے اجزاء بھی شامل ہیں۔ اس کے متعلق سائنسدانوں نے بتایا ہے کہ جب ہوا کی حرارت اور زمین کے بخارات تانبہ کو اس کی کان میں پکاتے ہیں تو تانبہ سے بھی بخارات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بخارات گندھک سے متاثر ہوکر اور موسم کی تبدیلی سے ایک جگہ جمع ہوکر زبرجد بناتے ہیں۔ ہوا کی صفائی سے یہ پتھر مصفا ہوکر سبزی کی جھلک دکھاتا ہے۔ از قسم جواہر ہے۔ یہ مثل زمرد کے سبزی مائل ہے۔ ایک قسم زردی مائل بھی ہے۔ یہ بلوری چمک کا ہوتا ہے اور زمرد کی کان کا ادنیٰ پتھر ہے۔ قیمت میں زمرد سے کم ہے۔ حضرت امام علی ابنِ موسیٰ رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ انگوٹھی زبرجد کی فقیری اور درویشی کو تونگری سے تبدیل کردیتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس پتھر کی بہت تعریف فرمائی ہے۔
حکمائے سابقین کے خیال کے بموجب مفرح ہے اور جلا کرتا ہے۔ دافع عسر البول ہے۔ اور مرضِ جذام کو دفع کرتا ہے۔

اس کی انگوٹھی آنکھ و نظر کے لئے مفید ہے۔ طبّی طریقہ میں مرض کھانسی میں فائدہ رساں ہے۔ دمہ کو دفع کرتا ہے۔ پتھری توڑ کر نکالتا ہے۔ سرکہ میں گھس کر داد کی جگہ لگانے سے شفا ہوتی ہے۔ گلے میں مثل لاکٹ استعمال کرنے سے قوتِ باہ بڑھ جاتی ہے۔ اور مرگی کے دورے نہیں پڑتے۔ مزاج میں سخاوت پیدا ہوتی ہے اور اعضائے رئیسہ کو تقویت دیتا ہے۔ زبرجد پر اگر سانپ کی نظر پڑ جائے تو اندھا ہو جانے کا امکان ہے۔ حاملہ عورت کے ہاتھ میں ہونے سے وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔ یہ پتھر بُرے اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ مشکلات سے نجات اور دماغی الجھنیں دفع کرتا ہے۔ اس کا منجن دانتوں کی تمام بیماریوں میں مفید ہے۔ زبرجد مصیبتوں اور ناگہانی آفتوں سے محفوظ رکھتا ہے اور امراضِ کہنہ سے نجات دلاتا ہے۔ اکثر تانبہ کی کان سے بھی دستیاب ہوتا ہے۔ پاکستان، مصر، اسکاٹ لینڈ، امریکہ اور برازیل میں پایا جاتا ہے۔

زمرّد

تمام سبز رنگ کے پتھروں میں افضل ہے۔ مشہور چمکدار اور قیمتی ہے۔ ہندی میں اس کو پنا، سنسکرت میں مرکت، انگریزی میں امرلڈ EMERALD مزید مختلف زبانوں میں لُوک، سیاک اور سمرالڈ کہتے ہیں۔ رسول پاکؐ نے اپنے جھنڈے کا رنگ سبز رکھا تھا۔ سبز رنگ حضرت امام حسن علیہ السلام سے منسوب ہے۔ حکیم افلاطون نے لکھا ہے کہ سبز رنگ کا زمرد استعمال کرنے والا دشمن پر فتح پاتا ہے اور دردِ جگر سے محفوظ رہتا ہے۔ تمام نباتات میں سبز رنگ کا غلبہ ہے۔ جس کے دیکھنے سے طبیعت میں اعتدال پیدا ہو کر افسردگی ختم اور بشاشت و خوشگواری آتی ہے۔ یہ پتھر جواہرات میں شامل ہے نادر ہونے کے باعث قیمتی ہوتا ہے۔ اس کا استعمال زمانۂ قدیم سے چلا آرہا ہے۔

مولوی فیض الدین احمد نے ۱۹۰۶ء میں اپنی کتاب میں اس کو مختلف اقسام میں اس کے رنگ اور ڈھنگ کے اصول سے تقسیم کیا۔ مثلاً ذہابی، سنہری مائل، سبز رنگ، دھانی زردی مائل، سبز رنگ کاہی، سیاہی مائل، صابونی، سفیدی مائل، زنجاری، مثل، ہری مرچ، ریحانی، گل ریحاں کی طرح سبز رنگ، سعیدی، ہلکا رنگ، چیر اور دُھند عیب ہوتا ہے اور جالا، بدرنگ، پھیکا پن معیار کو کم کرتا ہے۔ اس پتھر کا رنگ دن، رات یکساں رہتا ہے۔

اس کی انگوٹھی غم و غصہ اور موتیا بند و آنکھ کا جالا دفع کرتی ہے۔ اس کا رنگ آنکھ کی بصارت بڑھاتا ہے۔ مزاج میں خوشی، محبت اور وفاداری پیدا ہوتی ہے۔ سخاوت و ملنساری پیدا کرتا ہے۔ دل کے امراض میں مُفید ہے۔ معدہ میں قوت ہاضمہ بڑھتی ہے۔ جگر کے مرض کو دفع کرتا ہے۔ یہ پتھر آفت اور سخت مصیبت کے وقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اس کے نگینہ کو اگر زبان کے نیچے رکھا جائے تو مزاج میں درد دلیشی جیسی صفت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کی انگوٹھی خونی اسہال اور مرضِ سل کو دفع کرتی ہے اور مشکل کام میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔ اس پتھر کو سر میں باندھنے سے دردِ سر جاتا رہتا ہے۔

احمد بن محمد ابن ابی نصیر جن کو خدمات مخصوص حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حاصل تھی۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرتؑ نے فرمایا کہ انگوٹھی زمرد ہر مشکل کو آسان کرتی ہے۔ ایسا ہی حضرت علی علیہ السلام نے بھی اس پتھر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ تحفۂ عالم شاہی میں تحریر ہے کہ "انگشتری زمرد متوحش خواب سے محفوظ رکھتی ہے اور دشمنوں کو زیر کرتی ہے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینکنے کے لئے انتظام کیا گیا تو پروردگارِ عالم نے حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ زمرد کی انگشتری حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھیجی تھی۔ جس پر یہ کندہ تھا۔

اعمالِ خیر سے بڑھکر کوئی تجارت نہیں۔ (حضرت علیؓ)

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا

بِاللّٰـهِ فَوَضتُ اَمْرِيْ اِلَى اللّٰهِ۔ اَسْنَدَتُ ظَهْرِيْ اِلَى اللّٰهِ حَسْبِيَ اللّٰهُ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ انگشتری استعمال کی آگ بحکم خدا سرد ہوکر گلزار میں تبدیل ہوگئی۔

اس پتھر کو قریب زمانۂ وضع حمل عورت کی ران میں باندھنے سے وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔ مرضِ اختلاج میں مفید اور مقویٔ معدہ، روح کو تقویت دیتا ہے۔

شہرت و ناموری میں معاون اور پریشانی دُور کرتا ہے۔ بقول حکما سابقین زمرّد بطور لاکٹ مرضِ طاعون سے محفوظ رکھتا ہے۔

کتبِ قدیمہ میں نگینہ زمرّد پر یہ تحریر کندہ کرانے کی بڑی اہمیت ہے

" مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْن

يَا الْمُلْكُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ "

جس زمرّد پر کلمات مندرجہ بالا کندہ ہوں، اس کی انگوٹھی با طہارت پہننے سے سکونِ قلب اور بصارت کے لئے فائدہ رساں ہے۔ سیر و تفریح کے طور پر مزاج میں خوشی، بشاشی پیدا کرتا ہے۔ جسم کے رعشہ میں بھی مفید ہے۔

یہ پتھر نبض کی حرکت تیز کرتا ہے۔ اس کا کُشتہ مقوی جگر ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ میں کُشتہ کا استعمال متروک ہے۔

زمرّد میں نیلم سے سوراخ کیا جا سکتا ہے۔ اس میں گرمی پہنچانے سے برقی طاقت بڑھتی ہے، ۴ کیرٹ کا وزنی زُود اثر رہتا ہے۔

زمانۂ قدیم میں یہ پتھر بازو بند میں استعمال کیا جاتا تھا اور عبادت گاہوں کے مجسموں و دیوتاؤں میں کافی جڑے ہوئے تھے۔

پڑوسیوں کے بچوں پر نوازش اور مہربانی کرو۔ (حضرت علیؓ)

یہ پتھر گائے کے دودھ سے صاف ہو جاتا ہے۔ اس میں قدرتی طور پر دھاریاں ہوتی ہیں جو ہیرے کی سطح سے متوازی ہوتی ہیں یہ اکثر نگینہ کو ۲ دو حصوں میں تقسیم کرتی ہیں۔ بعض اوقات اس پتھر کے لئے کسوٹی کا کام دیتی ہیں۔

اچھا اور عُمدہ زمرّد رنگ میں مثلِ طوطے کے پَر اور بالکل ہری گھاس کے مانند ہوتا ہے۔ زمانۂ قدیم میں اس پتھر کے متعلق عام خیال تھا کہ اگر کوئی شخص عہد شکنی کرے تو زمرد اس کے ہاتھ میں اپنا رنگ تبدیل کر لیا کرتا تھا۔ سکندرِ اعظم سے پہلے مصر کے علاقہ میں "سعیدی" رنگ کا زمرّد دستیاب ہوا تھا۔ سیوطی کا پادری ۶۴۰ھ میں لکھتا ہے کہ تمام سبز پتھروں میں زمرّد افضل ہے۔ گیارہویں صدی ہجری میں مسٹر سلیس نے بھی زمرّد کی بڑی تعریف کی ہے۔ اس پتھر میں شگاف، غلط لکیر، پرت، مکڑی کے جالے کی طرح سطح پر ہونا عیب میں شامل ہے۔ پرانا زمرّد نئے زمرّد سے سخت ہوتا ہے۔ اس پتھر کا کشتہ مرض ذیابیطس کے لئے مفید ہے لیکن استعمال میں تجربہ کار طبیب سے مشورہ کی ضرورت ہے چونکہ اس کا کشتہ زہر کی تاثیر رکھتا ہے۔

لندن کے البرٹ عجائب خانہ کے شعبۂ ہند میں ایک زمرّد کا پیالہ ہے، اس پر جو نقش و نگار ہیں وہ ہندوستان کے بہترین نقش و نگار تصوّر کئے جاتے ہیں۔ یہ پیالہ ساڑھے سات انچ چوڑا ہے۔ اس کا دستہ بہت نازک اور خوبصورت طرز میں ہے، اُس پر بھی نقش و نگار ہیں۔ ان نقوش میں ایک تحریر ہے جو اس پیالہ کو شہنشاہ شاہجہاں کی ملکیت ظاہر کرتی ہے۔ یہ شاہ جہاں کے ۳۱ ویں سالِ جلوس ۱۶۵۷ء میں ان کی ملکیت میں آیا تھا۔ اس پیالہ کو عجائب خانہ نے آٹھ ہزار چھ سو پچاس اسٹرلنگ میں لندن کی مشہور نیلام کرنے والی کمپنی سے خریدا تھا۔ دنیا میں سب سے زیادہ کولمبیا میں دستیاب ہے۔ سوات (پاکستان) کے زمرّد کی خاص خوبی یہ ہے کہ ان کے چھوٹے چھوٹے نگ بھی دلکش اور گہرے انتہائی سبز رنگ میں پوری آب و تاب و چمک قائم رکھتے ہیں۔

جو باتیں تم لوگوں کے سامنے نہیں کر سکتے لوگوں کے پیٹھ پیچھے بھی نہ کہو۔ (حضرت علیؑ)

زمرد کی اوپر سطح پر تھوڑا سا تیل مل دینے سے اس کے تمام گہرے عیب چھپ جاتے ہیں۔ یہ قیمتی جواہر دُنیا بھر میں پہاڑی علاقہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ جسمیں ۵۰ فیصد کولمبیا، اسٹریلیا، افغانستان، تنزانیا سے نکالا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی اچھے قسم کا دستیاب ہے۔ اس کی سب سے بڑی کان سوات میں ہے یہ جگہ سات ہزار فٹ بلندی پر واقع ہے۔ اس کے علاوہ منگورہ، مہمند ایجنسی، چترال اور قبائلی علاقہ میں بھی عمدہ پایا جاتا ہے۔

دُنیا کا مشہور اور قیمتی زمرد برطانیہ کے ڈیوک آف ڈیون شائر کے پاس ہے۔ اس زمرد کا وزن ۱۳۵۰ قیراط ہے۔ جارج سوئم کی تاج پوشی کے وقت جب تاج سر پر رکھا گیا تو تاج سے ایک بڑا قیمتی زمرد گر گیا۔ اس بدشگونی سے برطانیہ پر زوال آیا۔
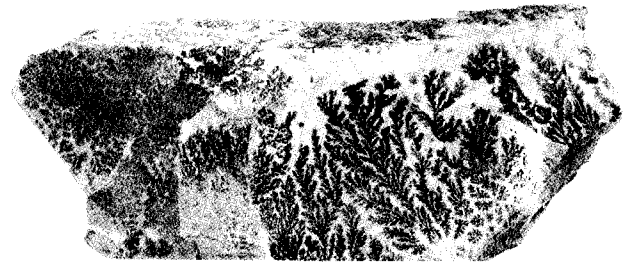
سنگِ شجر

احسان کا بدلہ ادا نہ کر سکو تو زبان سے شکریہ ضرور ادا کرو۔ (حضرت علیؑ)

سُنہلا

اس کو انگریزی میں SUNEHLA اور GOLDEN TOPAZ گولڈن ٹوپاز کہتے ہیں۔ یہ چمکدار سنہری، گولڈن و پیلے رنگ میں ہلکا اور گہرے رنگ کا خوبصورت و نرم پتھر ہے۔ سُنہلا ۱۹۵۲ء میں سری لنکا میں دریافت ہوا۔ جس کی وجہ سے اس کا نام سری لنکا کے قدیم نام SUNEHLA کی نسبت سے رکھا گیا۔ دراصل رنگین بلور کی اعلیٰ قسم ہے۔ سُنہلا، کٹیلا یعنی ایمے تھسٹ AMETHYST اور دُھنیلا اِسموکی ٹوپاز SMOKEY TOPAZ اِن کی ماہیت ایک ہے صرف رنگ میں فرق ہے جس کی وجہ سے قدرے اثرات جداگانہ ہیں۔ امی تھسٹ اس قیمتی پتھر کو ۳ سال سورج کی تیز شعاع میں رکھ دیا جائے تو اس کا رنگ متاثر ہو کر ہلکا ہو جاتا ہے۔ زمانہ قدیم اہل روم اس پتھر کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اس کا استعمال متبرک طور پر کرتے تھے۔ سنہلا کی قیمت پکھراج سے کم رہتی ہے۔ افعال و خواص اور اثرات میں پکھراج سے معمولی طرز میں مشابہ ہے۔ خوشنما اور دیدہ زیب ہونے کی وجہ سے زیادہ تر زیورات میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ سنہلا بھارت و پاکستان میں کٹیلا و دُھنیلا، یورپ میں زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ عمدہ سنہلا برازیل، سیلون، افغانستان دستیاب ہے
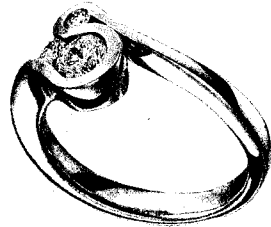
نیکی کا ارادہ شر کی آگ کو بجھاتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

سنگِ تسہیلِ ولادت

یہ پتھر (پرندہ) گدھ کے آشیانے سے ملتا ہے۔ گدھ کی مادہ جب انڈا دینے پر ہوتی ہے تو نر گدھ ایک قسم کا پتھر آشیانہ میں لاتا ہے اس سے یہ اثر ہوتا ہے کہ ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔ یہ پتھر اگر حاملہ عورت کی ران میں باندھ دیا جائے تو وضع حمل میں آسانی ہوگی۔ اس خاص صفت کی وجہ سے اس کا نام سنگ تسہیلِ ولادت ہے۔

سنگِ خطاطیف

عربی میں حجر الخطاطیف، خطاف عربی میں ابابیل کو کہتے ہیں۔ یہ پرندہ اپنے آشیانے میں دو قسم کے پتھر رکھتا ہے۔ ان دونوں پتھروں کا رنگ سرخ اور سفید ہوتا ہے اس پتھر کو حجر الصنوبر بھی کہتے ہیں۔

سفید پتھر مرگی کے مریض کے گلے میں مثلِ لاکٹ ڈالنے سے اس مرض کا دورہ نہیں پڑتا۔ قوتِ باہ میں معاون ہے اور دافع یرقان بھی ہے چشم بد کو دور کرتا ہے۔

سُرخ پتھر بچے کے سرہانے رکھنے سے بچہ ڈر اور خوف سے محفوظ رہتا ہے۔

سنگ خطاطیف کے لئے مشہور ہے کہ ابابیل کے گھونسلے سے یہ پتھر حاصل کرنے کیلئے اس پرندے کے بچوں کو زرد رنگ میں رنگ کر گھونسلے میں رکھ دیا جاتا ہے۔ تو ابابیل اس پتھر کو تلاش کر کے اپنے گھونسلے میں لاکر رکھ دیتی ہے، تاکہ اس کے بچوں کا مرضِ یرقان (پیلیا) جاتا رہے۔

جب عقل اندھی ہوتی ہے تو ظاہری کچھ نظر نہیں آتا۔ (حضرت علیؑ)

قدرت نے اس پتھر میں یہ خاص صفت رکھی ہے کہ مرض یرقان دفع کرتا ہے۔

سنگِ مقصود

یہ نیم چمکدار پتھر ہے۔ اس کے دانے بنا کر تسبیح تیار کی جاتی ہے۔ قندھار (افغانستان) میں اچھا دستیاب ہے۔

سنگِ مریم

یہ غیر شفاف، اس میں گیرو اور کتھے کے رنگ کا جال سا ہوتا ہے۔ گلابی رنگ کا نرم پتھر ہے اس میں سیاہ رنگ کی لکیریں مثل جھاڑی کے دکھائی دیتی ہیں۔ دردِ زہ، وضع حمل میں آسانی کے لئے عورت کے بازو میں باندھنا فائدہ مند ہے، مرض یرقان میں اس پتھر کو گلے میں بطریق لاکٹ استعمال کرنا مفید ہے۔ اس مرض سے نجات کے لئے لاکٹ زوال ماہ میں تیار کرانا بہتر ہے۔ اس کی انگوٹھی مرضِ بواسیر میں بھی فائدہ کرتی ہے، بھارت اور سری لنکا کے درمیان سمندری علاقے میں اچھا دستیاب ہے۔ یہ سستا اور عام دستیاب ہے عام طور پر اسکو استعمال نہیں کیا جاتا، سمندروں اور دریاؤں کے کناروں سے دستیاب ہوتا ہے۔

سنگِ سرماہی

یہ پتھر ایک خاص قسم کی مچھلی کے سر سے جس کا نام "پتھر چٹا"، ہے، حاصل ہوتا

گناہ گار سامنے آئے تو سوچو کہ اس کا گناہ بڑا ہے یا تمہارا کرم۔ (حضرت علیؓ)

ہے۔ اسے عربی میں حجر الاسمک کہتے ہیں۔ بڑی مچھلی سے بڑا اور چھوٹی مچھلی سے چھوٹا پتھر حاصل ہوتا ہے۔ اس پتھر کا مزہ پھیکا، مزاج گرم وخشک ہے۔ یہ پتھر سنگ مثانہ اور سنگ گردہ میں مفید ہے۔ سنگِ گردہ و مثانہ کو توڑ کر خارج کر دیتا ہے۔ پیاس کم کرتا ہے بچوں کے مرض پسلی چلنے (نمونیا) میں مفید ہے۔ یہ پتھر مچھلی کے سر میں سے چھوٹے چھوٹے سنگریزوں کی صورت میں بھی ملتا ہے۔

سنگِ قبطی

اس پتھر کا رنگ سبزی مائل اور نرم بھربھرا ہوتا ہے۔ طبی طریقہ کار میں یہ پتھر مواد پیدا ہونے نہیں دیتا۔ جاری خون بند کر کے زخم بھر دیتا ہے۔ مرض سل میں بھی مفید ہے۔ امراض چشم کو دفع کرتا ہے۔

پانی میں پیس کر قدرے کھانا پرانی کھانسی اور مرضِ دمہ میں نافع ہے۔ درد مثانہ میں بھی سکون دیتا ہے۔ یہ پتھر مصر میں ہوتا ہے۔

سنگِ مثانہ

یہ پتھر آدمی کے مثانہ میں ہوتا ہے۔ گردے میں بھی پایا جاتا ہے۔ عربی میں حجر المثانہ کہتے ہیں۔ اس کا مزہ پھیکا، مزاج گرم وخشک ہے۔

طبی طریقہ کار میں باریک پیس کر آنکھ میں لگانے سے جالا کاٹ کر اچھا کرتا ہے اس پتھر کو باریک پیس کر پینا گردہ کے پتھر کو نکال دیتا ہے۔ سنگِ مثانہ پر اثر نہیں کرتا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پتھر تقریباً دس اقسام پر مبنی ہے۔ ماہرین کی رائے کے مطابق اگر آدمی

انسان کی انتہائی قابلیت وانسانیت یہ ہے کہ گفتگو میں نرمی اور لچک ہو۔

زیادہ مقدار میں پانی پیئے۔ جس سے پیشاب آئے تو پتھری کے امکان سے محفوظ رہ سکتا ہے ماہر معدنیات کیمیائی تجربہ گاہ میں اس پتھر کے بنیادی اجزاء کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ کہ جسم میں اس کی بناوٹ کیونکر وجود میں آتی ہے۔ تاکہ ان چیزوں کا استعمال ترک کرا دیا جائے۔

سنگِ چقماق

فارسی میں سنگ آتش، عربی میں حجر النار، ہندی میں چھیکہ، انگریزی میں فلنٹ (FLINT) اور کیورٹنز بھی کہتے ہیں۔ سخت قسم کا پتھر ہے۔ یہ سنگریزوں کی طرح دستیاب ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس پتھر پر لوہا مار کر آگ پیدا کرتے تھے۔ اس کا رنگ بھورا، سیاہ، سرخ اور خاکی ہوتا ہے۔ وزن میں بھی بھاری ہوتا ہے۔ مزہ اور ذائقہ پھیکا طبیعت میں سرد اور خشک ہے۔ طبی طریقہ کار میں اس کا سفوف کنٹھ مالا پر چھڑکنے سے زخم خشک کرتا ہے۔ اس کا ٹکڑا ایک کپڑے میں باندھ کر حاملہ عورت کی ران میں باندھنے سے وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔ بعد ولادت فوراً اس پتھر کو ران سے کھول دینا چاہیئے۔ ورنہ خاص رطوبت خارج ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہ قدیم ترین پتھر ہے اس کو لوگوں نے .....۵۰ قبل مسیح دریافت کیا تھا اس پتھر نے زمانہ قدیم کے لوگوں کی زندگی میں بہت ساتھ دیا ہے۔ برطانیہ کے ایک نئے عجائب گھر میں ڈھائی لاکھ سال قدیم چقماق ہے جس سے زمانہ قدیم میں آگ حاصل کی جاتی تھی۔ قومی عجائب گھر پاکستان (کراچی) میں تقریباً پانچ ہزار سال قدیم چقماق محفوظ ہے۔ اس سے پتھر کے زمانہ میں آگ پیدا کی جاتی تھی۔ چقماق کھریا کی تہوں میں پایا جاتا ہے۔ عمدہ قسم کا چقماق ڈنمارک میں دستیاب ہے۔

جو خاموش رہا وہ سلامت رہا۔ (حدیثِ نبویؐ)

سونا مکھی

فارسی میں مرقشیشائی، حجرِ روشنائی، عربی میں حجرالنور، سنسکرت میں سورن ماکشی کہتے ہیں۔ یہ معدنی پتھر ہے اور یہ دھات اور پتھر کا مجموعہ ہے۔ اس کا رنگ نیلا، بعض پر سنہری رنگ کے داغ ہوتے ہیں۔ طبی طریقہ کار میں ورم پر لیپ کرنے سے اس کو تحلیل کرتا ہے۔ جسم میں حرارت پیدا کرتا ہے۔ بچوں کے گلے میں لٹکانے سے خواب میں ڈرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کا سُرمہ آنکھ کی نظر کو تیز کرتا ہے۔ طبی طریقے کار سے پھوڑے کا مواد صاف کر کے زخم بھرتا ہے۔ ہڑتال کے ساتھ اس کا مرہم بدگوشت میں مفید ہے۔

سرکہ کے ساتھ اس کا لیپ مرضِ برص میں اکسیر ہے۔ غشی میں نافع ہے۔ بالوں کو سُرخ، باریک اور گھونگر والے بنا دیتا ہے۔ اس پتھر سے لعل اور یاقوت کے نگینوں پر جِلا دی جائے تو چمک اور آب تیز ہو جاتی ہے۔ یہ پتھر چین میں پایا جاتا ہے۔

سنگِ لحاغیطوس

یہ پتھر سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ اس میں کھیرے کی خوشبو آتی ہے۔ خشک قسم کا پتھر ہے۔ مرگی کے مریض کو گلے میں مثل لاکٹ پہنانے سے مرض دفع کرتا ہے۔ اور دَورے نہیں پڑتے۔ جہاں یہ پتھر ہوتا ہے۔ وہاں خطرناک چھوٹے کیڑے مکوڑے نہیں آتے۔ طبی طریقہ کار میں زخموں کو اچھا کرتا ہے۔

عزت کرو، تاکہ تمہاری عزت ہو۔

سنگ مارِ مہرہ یا مہرہ مار

اس کو حجرالتحیہ اور فادزہر بھی کہتے ہیں۔ اس کا رنگ سبز و سیاہی مائل اور بعض سانپ کے سر کے پچھلے حصہ کی طرف سے دستیاب ہوتا ہے۔ یہ نرم رہتا ہے۔ لیکن ہوا لگتے ہی خشک اور سخت ہو جاتا ہے۔ اس پتھر کی ایک اور قسم ہے۔ یہ زبرجد کی کان سے نکلتا ہے۔ یہ پتھر مثل ریڑھ کی ہڈی کے ہوتا ہے۔ اس میں قدرت نے یہ خاص صفت دی ہے کہ سانپ کے کاٹے ہوئے مقام پر اس پتھر کو پانی یا دودھ میں گھس کر لگانے سے یہ چپک جاتا ہے اور سارے زہر کو چوس لیتا ہے۔ لیکن جالینوس نے اس پتھر کے لئے لکھا ہے کہ اس میں ایک طرح کا زہر ہوتا ہے۔ گلے میں بطریق لاکٹ ڈالنے سے دافع نسیان ہے۔

سنگِ عنبری

اس پتھر پر سیاہ، سفید اور زرد نقطے سے معلوم ہوتے ہیں۔ مثل عنبر کے خوشبو آتی ہے۔ زمانہ قدیم میں اس پتھر کو تراش کر خوبصورت برتن بنائے جاتے تھے یہ انتہائی خوشبودار ہوتے تھے۔ اس کے برتن میں کھانے سے سوداوی مرض نہیں ہوتا۔ زمانہ شاہی کے بادشاہ اس پتھر پر خاص توجہ اور نظر رکھتے تھے۔ سفید سنگ عنبری کے برتن شاہی دسترخوان کی زینت رہے ہیں۔ پستی رنگ کا یہ پتھر خوبصورت ہوتا ہے۔

سنگِ بصری

فارسی میں سنگِ پرم، عربی میں حجراللحل توتیائی کرمانی اور سنسکرت میں کھریم

دو چیزوں کو انتہا تک نہیں پہنچایا جاسکتا، ایک علم دوسرے عقل (حضرت علیؓ)

کہتے ہیں، ذائقہ سرد و خشک، طبی طریقہ کار میں یہ زیادہ مقدار میں زہر کا اثر کرتا ہے۔
کم مقدار میں مقوی اعصاب، قابض، دافع تشنگی اور معدہ سے استفراغ کے ذریعے
زہر نکالتا ہے، آنکھ کو درست رکھتا ہے، ناک، پیڑو اور بواسیر کے زخم بھرتا ہے۔
تپ لرزہ دفع کرتا ہے، اس پتھر کو رسِ توتیا بھی کہتے ہیں۔ ایران میں سیسہ کی کان
سے اور بصرہ میں زیادہ دستیاب ہوتا ہے۔

سنگِ راسخ

یہ پتھر تانبہ کی کان سے نکلتا ہے۔ زہر ہے۔ طبی طریقہ کار میں خضاب کا جزو
نوشادر ایک حصہ۔ مازو چار حصہ۔ سنگ راسخ دو حصے، پھٹکری نصف حصہ،
طریقہ: اس پتھر کی ریت آگ میں گرم کر کے اس میں مازو بھونیں مگر
سیاہ نہ ہونے پائے۔ بقیہ جملہ ادویات کو پیس کر باریک کرلیں، پھر لوہے کے برتن
میں ڈال کر لوہے کے دستے سے رگڑیں تاکہ سب باریک اور یک جا ہو جائیں۔
بالوں کو پہلے آملہ کے جوشاندہ سے دھوئیں۔ پھر خضاب لگائیں۔ دو گھڑی بعد
خضاب دھو کر روغن چنبیلی لگائیں۔ بال بالکل سیاہ ہوں گے۔ نہایت عمدہ خضاب
کا نسخہ ہے۔ زمانہ قدیم کی قلمی کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

سنگِ ارمیون

یہ عجیب دلچسپ پانچ گوشہ پتھر ہے۔ اس کا رنگ سفید اور کبودی مائل آسمانی
ہوتا ہے۔ اگر اس کے سینکڑوں ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں تو اس کا ہر ٹکڑا مخمس رہتا ہے

جب تک خود پرستی نہ چھوڑے گا خدا پرستی حاصل نہ ہوگی۔ (حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ)

یہ پتھر خود بھی مخمس ہوتا ہے۔ اس پتھر کی انگوٹھی استعمال کرنے سے عزت و وقار بلند ہوتا ہے
اور حکام کی نگاہوں میں عزیز رہتا ہے۔ ایک دوسری قسم اس پتھر کی سبز نقطہ دار ہوتی ہے
اس کو کسی عورت کے نام پر گھس کر مثل سرمہ آنکھ میں لگا کر اس کے سامنے جانے سے محبت
بڑھتی ہے اور اس کا سرمہ آنکھ کی روشنی تیز کرتا ہے۔ یہ روم کے پہاڑوں میں پایا جاتا ہے۔

سنگِ طارد النوم

نہایت سخت قسم کا پتھر ہے۔ اس کا رنگ سفید کچھ سیاہی مائل اور مثل طحال
کے رنگ کا چمکدار ہوتا ہے۔ بھاری سے بھاری ضرب اور چوٹ سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ سورج
کی روشنی میں دیکھا جائے تو دھواں سا نکلتا معلوم ہوتا ہے اور شب میں دیکھنے سے روشنی
کی کرنیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس پتھر کی انگوٹھی استعمال کرنے یا یہ پتھر پاس رکھنے سے نیند کا
کا غلبہ نہیں ہوتا۔ اس پتھر کو انگلی یا جسم سے علیحدہ کرنے پر بھی چند روز تک اس کا اثر
رہتا ہے۔ طبی طریقہ کار سے اس پتھر کو گھس کر جذامی کی ناک میں آٹھ جو کے برابر اس کے قطرات
ٹپکانے سے مرض دفع ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم میں صوفی اور درویشوں کے زیب تن رہا ہے

سنگِ سلبس

یہ پتھر بہت ہلکا ہوتا ہے۔ اس میں چھلنی کی طرح باریک سوراخ ہوتے ہیں۔ اس
پتھر کو پاس رکھنے یا اس کی انگوٹھی استعمال کرنے سے دشمن اور مخالف زیر رہتے ہیں۔

سنگِ مراد

یونانی زبان میں اس پتھر کو سروطالیس کہتے ہیں۔ یہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ حکمار سابقین کی تحقیق کے مطابق جب آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ تو یہ پتھر فضا میں زمین سے کچھ اوپر اچھلتا ہے زمانہ قدیم میں لوگ اس کو اُڑنے والا پتھر کہا کرتے تھے۔ ارسطو کا اِس پتھر سے متعلق کہنا ہے کہ اس سے شیاطین کو قابو میں رکھا جاسکتا ہے درویش اور جادوگر اس کو خاص طور پر اپنے پاس رکھتے تھے۔ لیکن کمیاب ہے۔ ہندوستان کے دکنی پہاڑی حصہ سے دستیاب ہے

سنگِ سُلیمانی

اس کو سنگِ سلیمانہ بھی کہتے ہیں۔ سنسکرت میں پالنگ انگریزی میں BOTS WANA AGATE عربی میں حجرِ سلیمانی بھی کہتے ہیں۔ بہت قدیم پتھر ہے۔ عقیق کی کان سے دستیاب ہوتا ہے۔ از قسم عقیق ہے۔ درخت کے کٹے ہوئے تنے کے ٹکڑوں کی طرح اندر سے مثلِ پرت مگر صاف اور چمکتے ہوئے بلور کے طرز پر معلوم ہوتا ہے۔ پہاڑوں کے قریب قریب چٹانوں سے قدرتی طرز پر دستیاب ہوتا ہے۔ سفید، سیاہ، سُرخ پیلا مختلف رنگ میں چمکدار پتھر ہے۔ اس میں مختلف رنگ کی دھاریاں بھی ہوتی ہیں۔ اس میں قوس قزاح کے رنگ بھی ملتے ہیں۔ قدیم کتب میں اس کو شوہام لکھا گیا ہے۔ سنگِ سلیمانہ پر رنگ اچھا چڑھتا ہے۔ چونکہ اس میں رطوبت جلد جذب کر لینے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ مزاج اور طبیعت اس کی گرم و خشک ہے۔ طبی طریقہ میں خشکی بہت کرتا ہے۔ جسم میں گرمی پیدا کرتا ہے۔ دافع لقوہ و یرقان اورام اصبیان ہے۔ بچے

کے گلے میں ڈالنے سے خراب رطوبت جاری کرتا ہے۔ میرے جدامجد لکھنؤ کے معروف اطبار میں سے تھے۔ عارضہ شکم سے شفار حاصل کرنے کے لئے اس کو بطور رلاکٹ استعمال کراتے تھے۔ آنکھ کے مشابہ سنگ سلیمانی شیطانی اثرات جادو، ٹونے سے محفوظ رہنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔

پاس رکھنے سے غم وغصہ دُور کرتا ہے۔ اس سے اکثر خوفناک اور ڈراؤنے خواب بھی دکھائی دیتے ہیں۔ طبی طریقۂ کار میں آنکھ میں لگانے سے موتیا بند وجالے کو کاٹتا ہے۔ زخم پر چھڑکنے سے خراب گوشت کاٹتا ہے اور زخم بھرتا ہے۔ بالوں میں باندھنے سے دَردِزہ میں کمی ہو کر وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔

اس کی انگوٹھی جس کا نگینہ سیاہ وسفید ہو یا اس پتھر کو پاس رکھنے سے عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔ محفل میں بزرگی اور حاکمِ وقت مہربان ہوتا ہے اس کا پہننا دافع یرقان ہے اور حاکمِ وقت کو مسخر کرتا ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے بوساطت اپنے آبائے کرام ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحضرت امیر علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ ایک روز رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ جزع یمانی کی انگوٹھی پہنے دولت سرا سے باہر تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے انگوٹھی مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس انگوٹھی کو پہن کر نماز پڑھے اس کی نماز ستر نمازوں سے افضل ہے۔

یہ نگینہ تسبیح پڑھتا اور استغفار کرتا ہے۔ اس کا ثواب انگوٹھی پہننے والے کے حق میں دیا جاتا ہے۔ اس پتھر کی نسبت حضرت سلیمان علیہ السلام سے دی جاتی ہے۔ اس کا مالا صوفی درویش استعمال میں رکھتے ہیں۔

بعض کتب میں سیاہی وسفیدی مائل پتھر کی بہت تعریف لکھی ہے۔ عرف عام میں لوگ کئی رنگ کا سلیمانیہ بہتر سمجھتے ہیں۔ اس نگینے کے لئے کہا جاتا ہے کہ جس میں

تعصبی شخص کے قدرتی چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے

ڈھائی سفید لکیریں اندرون نگینہ ظاہر ہوں وہ زُود اثر ہوتا ہے لیکن کوئی حدیث یا تجربہ اس قسم کا دستیاب نہیں ہوا۔

• زمانہ شاہی میں سنگِ سلیمانی کے پیالے، تسبیح کے دانے اور چاقو کے دستے بھی بنتے تھے۔ اس پتھر کو گھسنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ میرزا افضل حسین قزلباش خلف میرزا ذاکر حسین مرحوم المعروف ثاقبؔ لکھنوی (بڑے داماد) کو شادی کے موقع پر سنگِ سلیمانی کا ایک نادر و نایاب قلم (ہولڈر) دیا تھا۔ اس کی نب سونے کی، پتھر سفید، گلابی اور زرد خوبصورت لہر دار تھا۔ موصوف کا انتقال مورخہ ۴ جولائی ۱۹۷۷ء بمقام دستگیر سوسائٹی ہوا۔ جنت البقیع کراچی میں سپردِ خاک کیے گئے۔

اِسی قسم کا عقیق سلیمانی کا دوسرا ہولڈر راقم الحروف کے پاس محفوظ تھا یہ نادر قلم لکھنؤ سے براستہ بمبئی کراچی آتے ہوئے سفر میں کہیں ضائع ہو گیا۔ قومی عجائب گھر پاکستان (کراچی) میں سلیمانی عقیق کا ایک ہار محفوظ ہے۔ یہ ٹیکسلا سے دستیاب ہوا ہے دو ہزار سال قدیم ہے۔ دوسرا ہار جس میں نسبتاً لمبے دانے ہیں مونجو داڑو سندھ سے ملا یہ عقیق سلیمانی کا ہار تقریباً پانچ ہزار سال پرانا ہے۔ بھارت، مصر، عرب اور روس اکثر دریاؤں کی تہوں سے بھی دستیاب ہے۔ اچھے قسم کا امریکہ سے دستیاب ہے۔

سنگِ سرلیون

اس کا رنگ زرد، سرخ، سبز اور سیاہ ہوتا ہے۔ جس پتھر میں یہ چاروں رنگ اکٹھا ہوں وہ عمدہ مانا گیا ہے سونا، چاندی اور تانبہ کے کانوں سے دستیاب ہوتا ہے۔ معدنیات کے بخارات سے یہ پتھر وجود میں آتا ہے۔ طبی طریقہ کار سے اس پتھر سات جو کے برابر وزن میں گھس کر زرد رنگ والا مرغ کے پتہ کے پانی میں گھول کر ٹوٹی ہوئی ہڈی کی جگہ

اے عزیز! دُنیا سے اتنا مشغول مت ہو کہ حق سے بیگانہ ہو جاؤ (حضرت خواجہ مُعین الدین چشتیؒ)

مالش کرنے سے ہڈی صحیح ہو جاتی ہے۔ اسی پتھر کو سات جو کے برابر پیس کر پارہ کے کشتہ میں ملا کر تانبہ پر ڈالنے سے تانبہ سفید مثل چاندی کے ہو جاتا ہے۔

سنگِ ستارہ

اس کو سنسکرت میں سورنا مکھی انگریزی میں حیری سوپراس CHRYSOPRASE اور مختلف زبانوں میں سُورنا گلی، کرسیوپر ہرن سٹین کہتے ہیں۔

یہ بھورے اور براؤن رنگ کا خوشنما اور ریشمی چمکدار پتھر ہے۔ اس میں بہت چھوٹے چھوٹے ذرات ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ اس کا سنہرا رنگ معرفتِ الٰہی پیدا کرتا ہے اس کے افعال و خواص لہسنیہ سے ملتے جلتے ہیں۔ سنگِ ستارہ کو گھسنے سے اس میں برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ زمانۂ قدیم میں چاندی اور سونے کی ڈبیوں کے خوبصورت ڈھکنے تیار ہوتے تھے۔ یہ پتھر جاپان میں عمدہ پایا جاتا ہے۔ اصلی مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔

سنگِ سیاہ

عربی میں حجر الحبش کہتے ہیں یہ سیاہ، بھورا اور قدرے زردی مائل بھی ہوتا ہے۔ بچوں کے گلے میں بطور لاکٹ استعمال کرانے سے بچہ نظرِ بد سے محفوظ رہتا ہے۔ طبی طریقہ کار میں آنکھ کے ورم اور دردِ چشم میں نافع ہے۔

سنگِ کرُنڈ

فارسی میں سنبادہ، مختلف زبانوں میں کارنڈم، کورنڈ اور عربی میں نیاوج، سنسکرت

ظالم سے بغاوت کرنا خدا کی اطاعت کے برابر ہے

میں کروی کہتے ہیں۔ سیاہ و سفید رنگ کا نرم پتھر ہے۔ سرخ رنگ کا بہت کم ملتا ہے۔ مزہ پھیکا، سرد و خشک، طبی طریقہ کار میں اس کا لیپ ورم دور کرتا ہے۔ اس کا منجن دانت صاف کرتا ہے۔ مسوڑھے مضبوط کرتا ہے۔ ہمراہ سفیدی بیضۂ مرغ جلے ہوئے پر لگانے سے اچھا کرتا ہے۔ ہمراہ موم دافع بواسیر ہے۔ اس کی راکھ خون بند کرتی ہے لیکن۔ اس کو کھانا سخت نقصان دہ ہے، زہر ہے، اعصاب کے لئے نقصان رساں ہے۔

سنگِ مرمر

عربی میں حجر الابیض اور انگریزی میں ماربل (MARBLE) اور کیمیائی نام کیلشیم کاربونیٹ ہے۔ غالباً اسی کو حجر البنی کہتے ہیں۔ مزہ پھیکا، مزاج گرم و خشک ہے۔ طبی طریقہ کار میں مقوی اعضائے رئیسہ ہے اور پیشاب کھل کر لاتا ہے۔ دافع ہیضہ ہے یہ پتھر ہر قسم کے غم کو دفع کرتا ہے۔ مار گزیدہ کے مقام پر رکھنے سے زہر چوس لیتا ہے اس کا منجن دانتوں کے جملہ امراض میں مفید ہے۔ زعفران اور کشنیز سبز (دھنیے کے سبز پتے) کے پانی کے ساتھ ملا کر گرم لیپ کرنے سے ورم تحلیل کرتا ہے۔ ہمراہ گلاب دافع طاعون ہے۔ سنگِ مرمر کا ایک ٹکڑا جس پر کسی کے انتقال کی تاریخ تحریر ہو عشق و محبت ختم کرنے کی نیت سے اس پتھر کو دھو کر اس کا پانی بہ نیت جدائی عاشق کو پلائیں نہایت جلد اثر ہوتا ہے یہ عمل چاند کی مخصوص تاریخوں میں زود اثر رہتا ہے۔ یہ پتھر پانی میں مکمل حل نہیں ہوتا۔

عمارتیں، سڑکیں، چونا، شیشہ اور سوڈا وغیرہ بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے یہ آفتاب کی تیز کرنوں سے بھی گرم نہیں ہوتا پہلے رنگین پتھر کمیاب تھا۔

اس کا استعمال زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ اس پتھر میں آرٹ کا کام خاص طور پر مصر کی قدیم مساجد میں نظر آئے گا۔ مصریوں نے سنگِ مرمر پر رنگین پتھروں سے جو نقش و نگار

اپنے وجود کو اتنا غلیظ نہ کرو کہ تمہیں اپنے آپ سے کراہیت محسوس ہو۔

کئے ہیں وہ نایاب زمانہ ہیں۔ مشتری دیوتا کا ایک عمدہ مجسمہ سنگِ مرمر، سونا اور ہاتھی دانت سے ۴۳ قبل مسیح اولمپیا کے میدان میں تعمیر کیا گیا۔ خانہ کعبہ کا فرش سنگِ مرمر کا ہے۔ ایک منبر مقامِ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے قریب رکھا ہے۔ یہ سنگ مرمر کے فنی آرٹ کا بہترین نمونہ ہے۔ اس پتھر پر پانی اور کسی قسم کی ہوا کا اثر نہیں ہوتا۔ کراچی میں قائدِ اعظم محمد علی جناح ؒ کی قبر کے تعویذ کے اطراف میں سنگِ مرمر کی خوبصورت جالیاں نصب کی گئی ہیں۔

جناب رضا حسین المعروف علامہ رشید ترابی کی قبر واقع امام بارگاہ سجادیہ ناتھ ناظم آباد کراچی پر سفید سنگِ مرمر کا ترشہ ہوا پھولدار بہ طرز رومال بنایا گیا ہے۔ یہ آرٹ کا بہترین نمونہ ہے۔ سنگِ مرمر پر نمک رگڑ کر پانی سے دھو ڈالیں تو بالکل شفاف و آبدار ہو جاتا ہے۔ یہ پتھر ضلع مردان، کوئٹہ اور راجستھان (بھارت) میں عمدہ دستیاب ہے۔

سنگِ موسیٰ

ایک قسم کا سیاہ پتھر ہے۔ سورج کی کرنوں کو جذب کر لیتا ہے۔ یہ زمانہ قدیم کی مشہور عمارتوں میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اثرات اور افعال و خواص کسی حد تک سنگِ مرمر سے ملتے ہیں۔

بعض مقامات پر یہ پتھر فرش میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ یہ پتھر بھارت میں دستیاب ہے۔

سنگِ شجر

اس کو شجری عقیق بھی کہتے ہیں۔ یہ بلوری چمک کا آبدار پتھر ہے۔ اس پتھر پر درخت جھاڑیاں، غروب آفتاب و ماہتاب کے نظارے، مختلف جنگلی جانوروں کی تصویریں، سین اور

دوست کا عیب اِس سے چھپانا خیانت اور دوسروں کو بتانا عیب ہے

شکلیں فلکی ستاروں کی گردش ظاہر کرتی ہیں۔ یہ قدرتی عکس ہوتے ہیں۔ دراصل یہ عقیق ہی ہے۔ آفتاب اور اس پتھر کے درمیان ایک وقت اور ساعت ایسی آتی ہے کہ آفتاب کی کرن کے ذریعے جس چیز کا عکس اس پتھر پر پڑ رہا ہو۔ اس کا فوٹو اس پتھر کے جگر تک میں اُتر جاتا ہے یہ پتھر بڑا خوبصورت اور دلچسپ ہوتا ہے۔

اس کے افعال وخواص اور اثرات مثلِ عقیق یمنی کے ہیں۔ لیکن اختلاف رنگ کی وجہ سے اثرات جداگانہ ہیں۔ اس پتھر میں قدرت نے یہ خاص صفت رکھی ہے کہ کسان کاشت کا کام کرتے وقت اپنے بازو پر باندھے تو پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔

ایک نادر و نایاب شجری عقیق جناب جہانگیر مرزا صاحب مرحوم خلف جناب نادر مرزا صاحب (بنگلہ پنج بھیاں لکھنؤ) کے پاس تھا موصوف کا انتقال مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۵۲ء کو کراچی میں ہوا۔ (برادرِ نسبتی لاولد تھے)۔ اس پتھر میں غروبِ آفتاب کا منظر اور پہاڑ کے دامن میں شیرنی اور اس کے بچوں کا پانی کے ساتھ عکس تھا۔ اس شجری عقیق میں چھ رنگ تھے۔ یہ قابلِ دید شجری بازو بند میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اس پتھر کو خوشنما بٹن تمباکو، الائچی رکھنے کی خوبصورت چاندی کی ڈبیوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ ضلع باندہ بھارت کے دریاؤں میں دستیاب ہے۔

عقیق

فارسی میں عقیق، سنسکرت میں ہلیک اور انگریزی میں CORNELIAN اس کے اور مختلف نام ایگیٹ، کورز، داگٹس ہیں۔ سُرخ، سفید، زرد، دودھیا، کلیجی رنگ، بھورا رنگ کا چمکدار پتھر ہے۔ بہ نسبت عقیق یمنی کھمباتی عقیق بہترین شمار نہیں ہوتا۔ یہ کھمباتی عقیق بمبئی سے قریب کھمبات (بھارت) سے مختلف رنگوں اور سائز میں

عورت کا بہترین زیور اس کا شوہر پرست ہونا ہے۔

دستیاب ہے یہ بھی اچھے اثرات کا حامل ہے۔ بشرطیکہ صاف اور بہتر ہو۔ لیکن مزاج میں غصہ اور امور میں الجھنیں پیدا کرتا ہے۔

☞ عقیق یمنی میں چار رنگ مثل کلیجی (قہوی، جگری) زرد، سفید اور مثل پختہ اینٹ کا افضلیت میں شمار کیے گئے ہیں، مزہ پھیکا، مزاج سرد وخشک ہے۔ اس پتھر میں سلیکا، لوہا اور کوارٹز کی آمیزش ہے۔ مفرحِ قلب ومقوی نظر ہے۔ گلے میں پہننے سے غم اور غصہ دور کرتا ہے۔ منہ سے خون آنا اور چوٹ سے خون جاری ہونے کو بند کرتا ہے۔ اس کا شمار مذہبی پتھروں میں کیا جاتا ہے۔ اس کو بزرگانِ دین نے زیادہ اپنایا صوفیائے کرام، درویش اور جوگی اپنے استعمال میں زیادہ رکھتے ہیں۔ یہ انتہائی قدیم پتھر ہے بارہ سو قبل مسیح سے استعمال میں آرہا ہے۔ سب سے اعلیٰ اور بہتر عقیق یمنی ہے۔ یہ پتھر شعاعیں اخذ کر کے صاحبِ انگشتری کے جسم میں منتقل کرتا ہے۔ اس کی ریز (عکس) جسم میں بہت جلد سرایت کرتی ہیں۔ صحت وتندرستی کے لئے اچھے اثرات رکھتا ہے۔

اس کی انگوٹھی عصمت وعبادت کی طرف طبیعت کو راغب کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ قدیم میں صوفیانہ طرز کے حضرات اس پتھر کا مالا استعمال کیا کرتے تھے۔ اس کے نگینے کی انگوٹھی مزاج میں چڑچڑے پن کو دفع کرتی ہے۔ دُنیاوی امُور کے لئے بڑا معاون نگینہ ہے کام کرنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ اپنے پر عدم اعتماد وغیر مستقل مزاجی اور حوصلہ شکنی جاتی رہتی ہے۔ عقیق کو گلے میں بطریق لاکٹ استعمال کرنے سے اختلاجِ قلب اور دھڑکن دور ہوتی ہے۔

دافع خفقان ہے۔ کلیجی کے رنگ والے عقیق کی انگوٹھی عورتوں کے زیادتی خون کو روکتی ہے۔ عقیق پر کندہ الفاظ ہمیشہ اپنی اصلی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ سرخ عقیق میں جہاں اور بہت سے اثرات ہیں۔ یہ خاص صفت ہے کہ دل سے کینہ ونفاق کو دُور

اچھی سیرت عمر بھر ساتھ دیتی ہے۔

کرتا ہے۔ دشمنوں کو زیر کرتا ہے۔ عقیق بزدلی کو دور کرکے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ کمزوریوں کا دفعیہ، کامیابی کو روشن و قریب کر دیتا ہے۔ اس کے استعمال کرنے والے مایوسی، خوف و ملال سے محفوظ رہتے ہیں برنگ کلیجی عقیق بچے کے گلے میں لٹبو لالاکٹ ڈالنے سے بچہ نظرِ بد سے محفوظ رہتا ہے۔ یہی عقیق دردِ سر کے لئے مفید ہے۔ بعض عقیق میں ابرک کی طرح پر ہوتے ہیں اور بڑے پتھر میں رگیں نمایاں نظر آتی ہیں۔

طبی طریقہ کار سے اس کا سرمہ آنکھ کی بصارت کے لئے مفید ہے اور اس کا منجن پائیریا میں اکسیر ہے۔ لیکن اس کو کھانے سے معدہ میں مختلف قسم کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو شخص کافور و مشک کے ساتھ قدرے چنبیلی کے تیل میں عقیق کو گھس کر ماتھے پر لگا کر حاکم کے سامنے جائے۔ حاکم مہربان ہو۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن کو پانچ چیزیں پاس رکھنا چاہئیں

۱۔ انگشتری ۲۔ مسواک ۳۔ تسبیح ۴۔ سجادہ ۵۔ کنگھی

عقیق کی تسبیح پھرانے اور ذکرِ خدا کرنے سے بعوض ہر دانے کے چالیس حسنہ اسکے نامۂ اعمال میں از جانب پروردگار عالم لکھے جاتے ہیں ارشاد رسولؐ ہے کہ "العقیق ینفی الفقر" یعنی عقیق پہننا فقیری کو دور کرتا ہے۔ برکت اور خوشی میں زندگی بسر ہوتی ہے۔ عقیق کے منکوں کا مالا بنا کر پہننے کا رواج بہت قدیم ہے۔ اس سے غم اور غصہ دفع ہوتا ہے اور پروردگار عالم کی طرف عبادت کا رجحان بڑھتا ہے۔ یہ پتھر عبادت گزاروں میں ہمیشہ سے بہت مقبول رہا ہے۔

عقیق کی انگوٹھی حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے عہد حضرت خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جاری رہی۔ اس کا پہننا باعثِ ثواب ہے۔ ارشاد رسولؐ ہے کہ (فوائد القرآن سن طبع ۱۹۰۳ء) کوئی قیمتی چیز چوری ہو جائے اور کسی شخص پر شک ہو تو انگوٹھی عقیق پر سورۃ زلزال پڑھے۔ ساتھ ہی اس شخص کا نام لے جس پر شبہ ہو

گفتگو میں سخت کلامی اور ہجو سے احتیاط رکھو

اگر اس شخص نے چوری کی ہوگی تو انگوٹھی حرکت میں آجائے گی۔ (خلوصِ نیت شرط ہے)

انتہائی سرخ عقیق حضرت امام حسین علیہ السلام سے منسوب ہے یہی سرخ رنگ کا عقیق قبولیت دعا کا سہارا ہے۔ حضرت علی اکبرؑ کے دوبارہ میدانِ جنگ (کربلا) میں جانے پر حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی عقیق کی انگوٹھی دے کر ہدایت فرمائی۔ بیٹا اسے منہ میں رکھو اس سے تمہیں تسکینِ قلبی ہوگی اور پیاس کی شدت برداشت کرنے کے قابل رہو گے۔ آپؑ انگوٹھی چوستے ہوئے رزمگاہ میں پہنچکر مصروفِ جہاد ہو گئے۔ آپؑ کا یہ حملہ قیامت کا نمونہ پیش کر رہا تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ بمقابلہ جواہرات کے عقیق کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنا چالیس درجہ زیادہ شرف رکھتی ہے یہ نگینہ نفاق کو ختم کرتا ہے۔ حدیث میں عقیق زرد اور سفید کے افعال و خواص کی بہت تعریف ہے۔

(حلیۃ المتقین در طبع ۱۳۲۸ھ)

عقیق کی پیدائش کے متعلق حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر عبادت مناجات کر رہے تھے۔ دفعتاً آپ کی نظر زمین پر پڑی۔ قادرِ مطلق نے حضرت کے روئے مبارک کے نور سے عقیق پیدا کیا، اور اپنی ذات کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ جس ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی ہوگی۔ بشرطیکہ وہ دوستدارانِ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہو۔ اس ہاتھ کو عذابِ آتشِ جہنم سے محفوظ رکھوں گا۔ یہ نگینہ ہر بلا سے محفوظ رکھتا ہے۔

ا الله

مومن
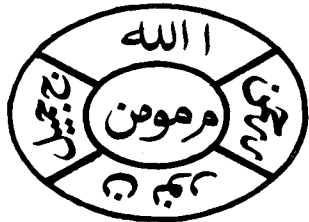
جو شخص اس نقش کو عقیق پر کندہ کرا کر استعمال کرے گا اس پر جادو کا اثر باطل اور دشمن کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (ناشر کتاب ہذا سے اجازت کی ضرورت ضروری ہے)

(حرز الامان من فتن الزمان بزبان فارسی ۱۸۴۷ء لکھنؤ)

کسی پر احسان کر کے جتانا اس کو شرمندہ اور اپنے ظرف کو ظاہر کرنا ہے۔

خوش اعتقاد حضرات میت کے دفن ہوتے وقت مردے کے منہ میں عقیق رکھ دیتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے عقیق کی انگوٹھی حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھ میں تھی۔ یہ عقیق سُرخ رنگ کا تھا۔

ارشاد حضرت ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ وآلہ والسلام ہے کہ میرے لئے بہشت سے حضرت جبرئیل علیہ السلام عقیق سُرخ لائے تھے مجھے اسکو پہننے کے لئے کہا تھا اور میری اُمت کو بھی اس کے پہننے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے چوروں کی شکایت کی کہ مجھے راستہ میں لوٹ لیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ عقیق کی انگوٹھی کیوں نہیں پہنتا۔ شر سے محفوظ رہے گا۔ اور فرمایا کہ عقیق کی انگوٹھی اندوہ غم سے محفوظ رکھتی ہے۔ آئمہ معصومینؑ کا ارشادِ گرامی ہے کہ عقیق سفر میں جمیع بلاؤں سے نگہبانی کرتا ہے۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے خادم موسوم بہ صافی سے حالاتِ سفر میں عقیق زرد کی انگوٹھی پہننے کا حکم فرمایا تھا۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ عقیق کی انگوٹھی پہن کر عبادت کرنا ثوابِ عظیم ہے۔

منقول ہے کہ سلیمان اعمش ایک روز منصور عباسی کے گھر بغرض خدمت حاضر تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص کو تازیانہ مار کر باہر لایا گیا۔ انہوں نے یہ واقعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کیا۔ آپ نے دریافت کیا کہ اس کے ہاتھ میں انگوٹھی کس نگینہ کی تھی۔ سلیمان اعمش نے عرض کیا یا ابن رسولؐ اللہ عقیق نہیں تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ اے سلیمان اعمش اگر عقیق کی انگوٹھی اس کے ہاتھ میں ہوتی تو یہ شخص ہرگز تازیانے نہ کھاتا۔

خود غرضی مت کرو جلد بدنام ہو جاؤ گے۔

سلیمان کہتا ہے کہ میں نے حضرتؑ سے عقیق کے مزید فوائد دریافت کئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ عقیق کی انگوٹھی ہاتھ کٹنے سے بچاتی ہے اور قتل ہونے سے امان دیتی ہے۔

قبولیت دعا کے لئے بہترین نگینہ ہے۔ روزی اور زر میں بھی یہ پتھر معاون ہے۔

یہ نگینہ فقیر و درویشی سے بے خوف رکھتا ہے۔ اس نگینہ کے متعلق یہی اقوال حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے ہیں

ارشاد حضرت علی ابن موسیٰ رضا علیہ السلام ہے کہ انگشتری عقیق غم و رنج کو دور کرتی ہے۔

عبدالرحمٰن بن قصیر سے روایت ہے کہ ایک شخص کو بسبب محبتِ اہل بیت علیہ السلام حاکمِ وقت نے کسی جرم میں طلب کیا، اتفاقاً اس کا گزر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مکان کی طرف ہوا۔ حضرت نے کسی شخص کو حکم دیا کہ انگوٹھی عقیق کی اس کے پاس پہنچادو ایسا ہی کیا گیا۔ اس کی تاثیر سے اس شخص کو تکلیف و ضرر نہیں پہنچ سکا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ عقیق کی انگوٹھی پہننے والا زندگی خوش بسر کرتا ہے۔ اور پروردگارِ عالم اس شخص کو آفات سے محفوظ رکھے گا۔ عقیق حفاظت و نگہبانی کرتا ہے۔

مولانا شیخ بہاؤ الدین محمد علی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ نگینہ عقیق سحر اور جادو کو باطل کرتا ہے۔

حضرت جبرئیلؑ بحکم رب العالمین حضرت رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ عرض کیا کہ خداوند عالم بعد تحفۂ درود و سلام فرماتا ہے کہ اے رسولؐ تم انگشتری عقیق دستِ راست میں پہنو اور اپنے پسرِ عم سے بھی یہی کہہ دو۔

حضرت علی علیہ السلام سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک پہاڑ ملکِ یمن میں ہے۔ اس نے اقرار وحدانیت رب العزت، میری رسالت و تمہاری

خود کو کسی اچھے شغل میں مصروف رکھو

اولاد کی امامت کا اعتراف کیا ہے۔ تمہارے دوستوں کو بہشت میں اور تمہارے دشمنوں کو جہنم میں داخل ہونے کا مقرر ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے قدرت نے اس کے استعمال میں بہت سے فوائد رکھے ہیں۔

عقیق کے نگینہ کی احادیث میں بکثرت فضیلتیں ہیں۔ یہ تمام نگینوں سے افضلیت رکھتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ بشیر نے آپؑ سے استفسار کیا کہ کس نگینہ کی انگوٹھی پہنوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کس واسطے تم عقیق سُرخ و سفید و زرد سے غافل ہو۔

ایک روایت کے مطابق بہشت میں تین پہاڑ ہیں۔ عقیق سُرخ خانۂ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے مشرف ہے۔ عقیقِ زرد خانۂ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے اور عقیقِ سفید خانۂ امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام سے مشرف ہے۔ ایک مقام پر پھر ارشاد فرمایا کہ جو شخص دوست داران آلِ محمدؐ انگوٹھی عقیق کی کسی بھی رنگ کی پہنے۔ سوائے بہتری وہ شخص برائی نہ دیکھے گا۔ فراغت روزی عافیتِ بلا ہوگی۔ ظالم بادشاہ اور مخالف حاکم کے شر سے محفوظ رہے گا۔

جن چیزوں سے انسان ڈرتا اور خوف زدہ ہوتا ہے۔ ان سے امان پائے گا۔
ایک کتاب میں حضرت سلمان فارسیؒ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السّلام سے ارشاد فرمایا کہ انگوٹھی دستِ راست میں پہننے والا مُقربان خدا میں داخل ہوتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ مقربان کون ہیں؟
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ آپ نے نگینۂ سُرخ پہننے کی زیادہ تعریف فرمائی

آغا جعفر مشہدی نے رسالہ ”النصوص“ میں تحریر فرمایا کہ سُرخ رنگ کا عقیق اور رنگوں سے بہتر ہے۔ اس کے بعد زرد رنگ کا عقیق نقش کے لئے مناسب ہے۔

کچھ لو اور کچھ دو سے کام چلتا ہے خود غرض آدمی کی زندگی وبالِ جان ہوتی ہے (مؤلف کتاب)

ابو طاہر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا آپ سوائے عقیق کے اور نگینوں کو کیوں نہیں اختیار فرماتے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ عقیق کی فضیلت زیادہ ہے۔ میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے عرش پر بخط نور لکھا دیکھا۔ (انا اللّٰہ لا الہ الّا انا وحدی مُحمّد صفوتی من خلقی اید تہ باخی علی ونصرۃ بہٖ تا آخیر اسمائے پنجتنؑ)

جس زمانے میں حضرت آدم علیہ السلام سے ترک اولیٰ ہوا اور آپ وارد زمین ہوئے۔ آپ نے بوسیلۂ پنجتن پاک دعا کی۔ بہ برکت اسمائے متبرکہ فوراً قبول ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السّلام نے تبرکاً بعد اسم احدیث اسمائے مبارکہ موصوفہ عقیق پر کندہ کرا کے انگوٹھی داہنے ہاتھ میں پہنی اسی وقت سے یہ سنّت حضرت کے فرزندانِ صالحین میں جاری ہوئی ہے۔

ایک اور واقعہ کتاب میں نظر سے گزرا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بہ ہمراہی چند اشخاص تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک غیر آباد مقام پر کسی شخص کی لاش ٹکڑے ٹکڑے کئے ہوئے پڑی تھی۔ حضرت نے وہاں قیام فرمایا اور ایک شخص کو یہ دیکھنے کے لئے حکم دیا کہ اس میت کے ہاتھ میں انگوٹھی ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ عقیق کی انگوٹھی داہنے ہاتھ میں ہے۔ امام نے اس نگینہ سے دریافت فرمایا کہ تو نے اس شخص کی حفاظت کیوں نہ کی؟
نگینہ نے بہ تعمیل حکم امامِ وقت سے عرض کیا کہ مولا یہ شخص نجس تھا۔ قزاقوں نے اس کو ہلاک کیا۔ لیکن میں نے اس کا دستِ راست اور بالائی حصہ جسم ٹکڑے ٹکڑے کئے جانے سے محفوظ رکھا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ میں عقیق کی انگوٹھی ہو وہ صبح جاگتے ہی کسی چیز پر نظر کرنے سے پہلے انگوٹھی کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف پھیر کر اس کو دیکھے اور سورہ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰہُ پڑھے تو پروردگار عالم اس شخص کو تمام دن آفات

اور بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ اس نگینہ کی انگوٹھی برکت و خوش مزاجی بڑھاتی ہے۔ خلوص پیدا کرتی ہے اور عام طور پر یہ پتھر ہر انسان کے لئے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ افلاطون نے لکھا ہے کہ سفید عقیق حافظہ بڑھاتا ہے زرد عقیق حاجت روا، اور سُرخ نگینہ سے دوسروں کی نگاہ میں عزیز رہتا ہے۔

عقیق کو رنگ دینے میں اصلی شہد کو خاص طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بے رنگ عقیق کو پہلے روغن میں جوش دے کر پھر گندھک کے تیزاب میں جوش دیتے ہیں۔ اور اندرونی و بیرونی حصوں پر رنگ آجاتا ہے۔ روغن اس پتھر کے سوراخوں میں جمع ہوکر جذب ہوجاتا ہے۔ اور گہرا سُرخ رنگ اس پتھر کا نکل آتا ہے۔ (یہ طریقہ قلمی نادر کتاب سے نقل کیا ہے۔ رنگ دینے کے لئے فن سے واقف ہونا ضروری ہے)

یورپ کے ڈاکٹر اسمتھ جن کی زندگی قیمتی پتھروں کے ریسرچ میں صرف ہوئی۔ عقیق کے متعلق اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ جس پہاڑ پر کئی سو سال متواتر سورج اور چاند کی کرن پڑتی رہے۔ اُس چٹان کے اندر ایک قسم کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے۔

یہ مختلف سیاروں سے تاثر حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہی مادہ عقیق کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس پتھر کی شعاعیں پتھر کی شفافی سے گزر کر جسم پر پڑتی ہیں وہ رنگ آلود شعاع اپنے دھات کے اثرات سے جسم کو آسودہ کردیتی ہے اور پھر یہ تو زمانہ تابکاری شعاعوں کا دور ہے گویا جسمِ انسانی میں انجکشن کا کام دیتی ہیں۔ جس سے قلبِ انسانی کے مسامات کھلتے ہیں جس کی وجہ سے آکسیجن گیس جو حیاتِ انسانی کے لئے بہت ضروری ہے۔ قلب انسان کو فرحت اور طاقت دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے چہرہ پر سُرخی نمایاں ہوجاتی ہے۔ اس خوش مزاجی اور خوش حالی سے محنت و کام میں رغبت پیدا ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان ترقی کرتا ہے۔

عقیق پر لکھنے کا طریقہ سجی اور برگ عرعر دونوں کو باریک کھرل کرکے سرکہ میں ملا دیں۔ اس سے عقیق پر جو چاہیں لکھ خشک کرلیں بعد میں آگ پر تھوڑا گرم کریں۔ پھر عقیق کو سرد کرکے دوا اس پر سے صاف کردیں۔ جو بھی تحریر ہوگا صاف ظاہر ہوگا مصنوعی عقیق جرمن سے آتا ہے۔ شیشہ کا عقیق بھی تیار کرلیا گیا ہے۔ (کراچی) فیضی آرٹ گیلری میں عقیق سُرخ کا ایک چھوٹا اور نایاب کبوتر محفوظ ہے۔ قومی عجائب گھر پاکستان (کراچی) میں عقیق کا ایک ہار محفوظ ہے۔ یہ ہڑپا کی قدیم یادگار ہے۔ تقریباً پانچ ہزار سال قدیم ہے۔

اچھا عقیق یمن، مصر، افغانستان، عرب، برازیل اور دریائے روم کے کنارے سے دستیاب ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ کھمباتی عقیق بھارت میں پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی ملنے کا امکان ہے۔

فاط

فارسی لفظ ہے۔ اس پتھر کا رنگ زرد، سفید اور سبزی مائل ہوتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج گرم و خشک ہے۔ طبی طریقہ کار سے ہر قسم کا زہر دفع کرتا ہے۔ سرد پانی میں گھس کر پلانے سے زہر حشرات الارض دفع کرتا ہے۔ ہر قسم کے درد میں بھی مفید ہے۔ یہ پتھر فارس اور ترکستان میں پایا جاتا ہے۔

فیروزہ

سنسکرت میں پیرج، فارسی میں فیروزہ اور انگریزی میں ٹرکوئس TORQUOISE اور ٹرکینیا، بھی کہتے ہیں روغنی چمک کا مشہور پتھر ہے۔ اسکا رنگ سبز اور سبزی مائل ہلکا و گہرا سفیدی مائل، آسمانی رنگ کا ہوتا ہے۔ بعض فیروزے نیلے

رنگ کے بھی ہوتے ہیں۔ سب سے اعلیٰ قسم فیروزی رنگ کا ہے۔ اس کا مزہ پھیکا اور مزاج سرد و خشک ہے۔ یہ تین دھاتی اجزار کا مرکب بتایا جاتا ہے۔ جس میں المونیم۔ فولاد، تانبہ اور فاسفورس شامل ہے۔ یہ بڑا قدیمی پتھر ہے اور پہاڑ کی پرانی چٹانوں سے دستیاب ہوتا ہے۔ جواہرات میں دوسرے درجہ پر مانا گیا ہے۔ پختہ اور اچھے فیروزے کا رنگ مستقل قائم رہتا ہے۔ ایسے نگینے کی چمک اور آب زیادہ ہوتی ہے۔ بعض کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ اس کو کچا فیروزہ کہتے ہیں۔ یہ آگ میں نہیں پگھلتا، بلکہ بھورا ہو جاتا ہے۔ اچھے فیروزے پر تیزاب کا اثر نہیں ہوتا۔ لیکن رنگ متاثر ہو جاتا ہے۔ یہ پتھر بہت کم نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

فیروزہ مفرح، مقوی نظر و معدہ ہے۔ دماغ کو تقویت دیتا ہے۔ امراضِ دل مثلاً خفقان، اختلاج وغیرہ میں فائدہ مند ہے۔

طبی طریقہ میں دافع اسہال و سنگ گردہ، امراض چشم و امراض رحم میں مفید ہے۔ اس کا سُرمہ مقوی بصر ہے۔ دل پر مثل لاکٹ لٹکانے سے تقویت ہوتی ہے۔ بازو پر باندھنے سے ڈر اور خوف دُور ہوتا ہے۔ دشمن کے مقابلے میں کامیاب کرتا ہے شاہی زمانہ میں رُوسائ، شوقین فن سپاگری میں ماہر اور پہلوان بڑے فیروزہ کا بازو بند و جوشن استعمال کرتے تھے۔ گھوڑوں کے شوق رکھنے والے حضرات کے لئے اچھا پتھر ہے۔

پختہ اور اچھے فیروزہ میں یہ خاص صفت ہے کہ صاف اور اچھی ہوا و فضا میں اس کا رنگ اور صاف ہو جاتا ہے۔ مکدر و خراب ہوا میں رنگ کم رہتا ہے۔ مزاج میں محبت و ملنساری پیدا کرتا ہے۔ بقول ارسطو اس پتھر کے پہننے سے دل میں رحم اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ اچھے رنگ کا فیروزی فیروزہ عمدہ قسم کا کہلاتا ہے۔ ہر بیماری خاص طور پر مرض ذیابیطس (پیشاب میں شکر) کے لئے مفید ہے۔ یہ مقوی معدہ ہے

شیخ ابراہیم کفعمی علیہ الرحمۃ اور شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے کتب مصباح اور تذکرہ میں تحریر فرمایا ہے کہ فیروزہ کی انگوٹھی جس کے ہاتھ میں ہوگی۔ سانپ اور بچھو کے گزند سے محفوظ رہے گا۔

ارسطو کا قول ہے کہ فیروزہ ہمیشہ ملوک عجم پہنتے تھے اور اس کو زیب گلو کرتے تھے اس کے استعمال سے انسان رحم دل اور خدا ترس رہتا ہے۔

تحفۂ عالم شاہی میں تحریر ہے کہ فیروزہ ہمراہ رکھنا قتل اور غرقابی دریا و بجلی کے صدمہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ فیروزہ ساتھیوں اور احباب میں عزیز رکھتا ہے۔ یہ پتھر چشم زخم (نظر بد) سے حفاظت کرتا ہے۔ اس نگینہ کو صبح و شام دیکھنے والا خوشی میں زندگی بسر کرتا ہے۔ حضرت رسولِ خدا کا ارشاد ہے کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے کہ جس ہاتھ میں فیروزہ کی انگوٹھی ہو وہ میرے آگے دُعا کے لئے ہاتھ پھیلائے تو میں اُسے ناکامیاب واپس نہیں کرتا۔

مولانا حسن طبری علیہ الرحمۃ نے کتاب "مکارم الاخلاق" میں روایت کی ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے دستِ مبارک میں فیروزہ کی انگوٹھی تھی۔ اس پر (اللّٰہُ الْمُلِکُ) کندہ تھا۔

اس انگوٹھی کے لئے حضرت امام محمد موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ نگینہ حضرت جبرئیل ختمی مرتبتؐ کے لئے بہشت بریں سے لائے تھے، اور یہی فیروزہ آں حضرتؐ نے حضرت امیرالمومنینؑ کو عطا فرمایا تھا، کتاب فرحت الغری میں تحریر ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فیروزہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ مکروہاتِ مومن و مومنہ کو دفع کرتا ہے۔ اور میں اس مومن کو دوست رکھتا ہوں جو پانچ انگوٹھیاں ہاتھ میں پہنے۔

ارشاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہے کہ:

جس کے ہاتھ میں فیروزہ کی انگوٹھی ہوگی۔ اس کی حاجت پوری ہوگی اور دُعا

مستجاب ہوگی۔ قلب عبادت کی طرف رجوع ہوگا۔ اور طبیعت میں نرمی وخلوص پیدا ہوگا
ماہِ شوال میں چاند دیکھ کر فیروزہ پر نظر کرنے سے مہینہ خیر و خوبی سے گزرتا ہے۔

کنزالحقائق میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فیروزہ مفلسی ومحتاجی دفع کرتا ہے۔

فاسفورس اعصاب اور دماغ کا اہم جزو ہے۔ اس پتھر میں شامل ہونے کی وجہ سے اس کی انگوٹھی دماغ واعصاب اور ریڑھ کی ہڈی کے اندر کی ڈوری کو قوت پہنچاتی ہے جو نسل پیدا کرنے کی ضامن ہے۔

علی بن محمد ضمیری سے منقول ہے کہ میں نے جعفر بن محمود کی دختر سے عقد کیا۔ اس کو میں بہت دوست رکھتا تھا۔ لیکن اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا مطلب عرض کیا۔ آپ نے تبسم فرماکر ارشاد فرمایا کہ انگوٹھی فیروزہ کی لے اس پر یہ آیت (رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ) کندہ کرالے اور پہن لے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حسب الحکم امام عالی مقامؑ عمل کیا۔ اُسی سال پروردگار عالم نے فرزند عطا کیا (مذکورہ آیت نگینہ پر کندہ کرنے کیلئے عروجِ ماہ کی تاریخ، دن، وقت اور ساعت کے اصول سے واقفیت ہونا ضروری ہے)۔

حضرت علی علیہ السلام منجملہ اور انگوٹھیوں کے فیروزہ کی انگوٹھی جس پر (اللّٰہُ المَلِکُ الحَق) کندہ تھا پہنتے اور بہت عزیز رکھتے تھے۔ امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فیروزہ کی انگوٹھی جس پر (اللّٰہُ المَلِکُ الحَق) کندہ ہو اُس کا پہننا اور اس پر نظر کرنا بہت ثواب اور حسنہ ہے۔

قاسم ابن علی روایت کرتے ہیں۔ جس کو سید ابن طاؤس نے نقل کیا ہے۔ کہ صافی خادم حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں حضرت سے رخصت ہوکر بغرضِ زیارت امام رضاؑ چلا، آپ نے مجھ کو طلب فرماکر ارشاد فرمایا کہ اس سفر میں

تمہارے پاس انگوٹھی فیروزہ ہونا ضروری ہے۔ ایک شیر تمہارے راستے کا صدر راہ ہوگا۔ اس شیر کو انگوٹھی فیروزہ دکھادینا اور کہنا کہ میرے مولا نے ارشاد فرمایا ہے کہ تو راستے سے دُور ہو جا، شیر چلا جائے گا۔

"فیروزہ جو تمہارے ہاتھ میں ہو اُس پر ایک طرف (اللّٰہُ المَلِکُ) اور دوسری طرف (الملک اللہ الواحد القہار) نقش کندہ کرالو۔ ایسا نگینہ حیواناتِ درندہ سے بچاتا ہے۔ بوقتِ جنگ دشمن پر فتح بھی حاصل ہوتی ہے۔

صافی کہتا ہے بخدا سفر میں ایسا ہی واقعہ پیش آیا، جو آنحضرتؑ نے فرمایا تھا جب زیارت سے فارغ ہوکر واپس آیا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر سب واقعہ عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک بات رہ گئی جو تم کو سفر میں پیش آئی اور جس کا تمہیں علم نہیں۔ تم شہر طوس (خراساں) میں ایک شب قریب روضہ میرے جد بزرگوار سوئے تھے۔ اُسی وقت ایک گروہ جن زیارت مرقدِ منورہ کے لئے جا رہا تھا۔ تمہارے ہاتھ میں جو انگوٹھی تھی اُس پر ان کی نظر پڑی، انھوں نے نقش پڑھا اور اس انگوٹھی کو اُتار کر لے گئے۔ اپنی قوم کے ایک بیمار کو اس انگوٹھی کو دھوکر پلایا، پھر انگوٹھی لاکر پہنا گئے۔ لیکن یہ انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنائی تھی، جب تم بیدار ہوئے تب تم کو بہت تعجب ہوا کہ یہ انگوٹھی داہنے ہاتھ میں تھی۔ بائیں ہاتھ میں کیوں کر آگئی اور اپنے سرہانے ایک یاقوت پایا۔ اس کو تم اپنے ہمراہ لائے ہو۔ بازار میں لے جاؤ۔ یہ یاقوت باعوض اَسّی اشرفی فروخت ہوجائے گا۔ یہ جنوں کا ہدیہ ہے، جو تمہارے لئے لائے تھے۔ صافی کہتا ہے کہ میں نے وہ یاقوت بازار میں دکھایا تو اَسّی اشرفی کا فروخت ہوگیا۔

فیروزہ دفع بلا اور حفاظت کے لئے اچھا پتھر ہے۔ یہ کسی آفت یا حادثہ سے قبل فوراً چٹخ جاتا ہے اپنے اوپر اثر لے کر انگوٹھی پہننے والے کو محفوظ رکھتا ہے۔ چٹخا ہوا نگینہ انگلی سے فوراً نکال دینا بہتر ہے۔ ورنہ نقصان اور نحوست پیدا کرتا ہے۔

دُعائیں لو اور دُعائیں دو وقت پر کام آئیں گی۔ (ناشر کتاب)

وہ انگوٹھی جس کا نگینہ گرگیا ہو قطعی نہ پہننا چاہیئے کیونکہ یہ مصیبت اور پریشانی کا سبب بنتی ہے۔ اُسی انگوٹھی میں دوسرا نگینہ جڑوا لیا جائے۔ حضرت عُبیداللہ فرماتے ہیں کہ فیروزہ سینہ کشادہ اور دل کو قوی کرتا ہے۔ اِس قُدرتی پتھر میں ایک قسم کی کشش ہے جس کی وجہ سے باہمی میل جول میں معاون اور آپس میں لگاؤ پیدا کرتا ہے۔ نیلے رنگ کا فیروزہ رزاقی اور فیروزئی رنگ والا الحسینی کہلاتا ہے۔ اِس پتھر کو گھسنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ افغانستان میں اس کی بڑی قدر ہے۔ مشہد میں اسکے تراشنے کے کارخانے ہیں

فیروزہ کا رنگ صاف اور بہتر کرنے کا طریقہ

لکھنؤ (انڈیا) میں فیروزہ استعمال کرنے والے شوقین حضرات اپنی پہنی ہُوئی ایرانی، نیشاپُوری فیروزہ کی انگوٹھی محلہ کے قصاب (گوشت فروخت) کو چند روز استعمال کرنے کیلئے دیا کرتے تھے تاکہ گوشت کی رگڑ سے نگینہ میں چمک، شائننگ اور رنگ میں پختگی آجائے یہ قدیم طریقہ تھا

فیروزہ کو روغن بادام میں چھتیس ۳۶ گھنٹہ رکھنے سے اس کا رنگ تیز ہوجاتا ہے۔ لیکن مستقل نہیں رہتا۔

حکمائے سابقین نے اسکی مقدار خوراک زیادہ سے زیادہ صرف ۱/۸ رتّی رکھی ہے۔

ایک نایاب اور نادر فیروزہ نادر شاہ کے بازو بند میں تھا۔ اس پر سُنہری حرفوں میں آیاتِ قرآنی کندہ تھیں۔ سلطنت ایران میں جواہرات کے عجائب گھر میں فیروزہ جڑے ہُوئے شاہی حُقّے محفوظ ہیں۔ سب سے عمدہ فیروزہ نیشاپور، مشہد، کرمان (ایران) کا مانا گیا ہے۔ اسکو جواہر ایرانی سے بھی منسوب کرتے ہیں۔ ایران میں دو ہزار سال قبل سے فیروزہ دستیاب ہے۔ وہاں فیروزہ کے نگینہ کی تیاری میں تقریباً دو سو کاری گر روز مشغول رہتے ہیں۔

یہ پتھر مصر، ایران، نیپال، تبت، امریکہ اور افغانستان میں بھی پایا جاتا ہے مصنوعی بھی بنایا جانے لگا ہے۔

* دُنیا کا سب سے بڑا پیلے پتھر کا پارک نیویارک میں ہے۔

کردار بنانے میں سب سے بڑا دخل سماج کا ہے۔ (مؤلف کتاب)

فرطاسیا

یہ پتھر شب کو آگ کے شعلہ کے مانند دُور سے جھلکتا نظر آتا ہے اس کے قریب جنگلی جانور اور حیوانات جاتے گھبراتے ہیں۔ اس کی بُو جانوروں کے لئے زہر کا اثر رکھتی ہے۔ بڑے بڑے صحرا اور پہاڑ کے دامن پایا جاتا ہے۔

فرسلوس

اس پتھر کا رنگ بالکل سیاہ ہوتا ہے۔ آگ میں ڈالنے سے غائب ہوجاتا ہے۔

پارہ کے ساتھ آگ پر رکھنے سے پارہ کو منجمد کردیتا ہے اور چاندی کو نرم کرتا ہے۔ یہ پتھر مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ زمانہ شاہی میں کیمیا سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس پتھر کے متلاشی تھے۔

اس کو گلے میں ڈالنے سے حافظہ تیز ہوتا ہے۔ اور قوتِ باہ بڑھاتا ہے ایک نادر قلمی کتاب میں اس پتھر سے متعلق تحریر ہے کہ یہ سکندر بادشاہ کے خزانہ میں خاص طور پر محفوظ رکھا گیا تھا۔

طبی طریقہ میں اس پتھر کو گائے کے دُودھ میں گھس کر برص کے داغ پر لگانے سے سفید داغ کو بالکل دور کردیتا ہے۔

ارسطو نے بھی کئی جگہ اس پتھر کی تعریف لکھی ہے۔

جو پیشہ اختیار کرو اس میں خلوص رکھو۔ (ناشر کتاب ہذا)

کسوٹی

فارسی میں سنگ آزمائش، عربی میں حجر السحک اور انگریزی میں ٹچ اسٹون، TOUCH STONE کہتے ہیں۔ مشہور کالا پتھر ہے۔ اس سے صراف سونا و چاندی گھس کر اس کے رنگ سے خالص اور ملاوٹ کی شناخت کرتے ہیں۔ مزہ کڑوا، مزاج سرد وخشک اور زہر ہے۔ طبی طریقہ میں تلی اور دوسرے قسم کے ورم کو تحلیل کرتا ہے معدے کے کیڑے مارتا ہے۔ طبی طریقہ کار میں اس پتھر کو باریک پیس کر مثل سرمہ آنکھ میں لگانے سے نظر تیز ہوتی ہے شہر پانی پت (بھارت) میں بو علی شاہ قلندرؒ کے مزار کے ستون اصلی کسوٹی کے ہیں۔ یہ ستون انتہائی خوبصورت اور بالکل سیاہ رنگ کے ہیں۔ اکثر صراف انہیں ستون پر ہی سونا پرکھ لیتے ہیں۔

کرمانی

یہ پتھر جنگل میں کچھار سے دستیاب ہوتا ہے۔ (جہاں شیر ببر رہتا ہے۔) اس کا رنگ بالکل سیاہ، طحال (تلی) کی مانند ہوتا ہے۔ یہ پتھر بڑی مشکل سے ہاتھ آتا ہے۔ طبی طریقہ میں اس کو باریک پیس کر قدرے پھٹکری ملا کر دودھ کے ساتھ چند قطرے ناک میں ٹپکانے سے مرض جذام جاتا رہتا ہے۔ یہ پتھر اس مرض کے لئے مفید ہے

گاؤ رودھن

فارسی میں سنگِ گاؤ، عربی میں حجر البقر، سنسکرت میں گئو روچن کہتے

جو سچائی جھوٹ کے مشابہ ہو وہ اختیار نہ کرو۔ (شیخ فیروز الدین گنج شکرؒ)

ہیں۔ یہ پتھر اکثر گائے کے ماتھے اور پتہ کی تھیلی سے نکلتا ہے۔ رنگ زردی مائل اور سفید بھی ہوتا ہے۔ مزاج سرد وخشک، مزہ کڑوا ہوتا ہے۔

طبی طریقہ میں گردہ و مثانہ کی پتھری کو نکال دیتا ہے۔ پیشاب زیادہ لاتا ہے۔ جسم فربہ کرتا ہے اور بچوں کے درد پسلی میں فائدہ رساں ہے۔ بقدر ایک چاول بچوں کے لئے مفید ہے۔ یہ پتھر قوت باہ میں بھی اکسیر ہے۔

گومیدک

اس قدرتی قدیمی پتھر کے افعال و خواص پر اہل ہنود کی کتب میں بہت اہمیت دی گئی ہے۔ اس پتھر کی انگوٹھی پہننے سے عزت و وقار اور ترقی حاصل ہوتی ہے۔ یہ بدروح کے اثرات کو زائل کرتا ہے اور فالج زدہ مریض کے جسم میں گرمی پیدا کرتا ہے طبی و حکمت طریقہ میں اس کا کشتہ فالج کے مریض کے لئے مفید ہے۔ یہ قوت باہ بھی بڑھاتا ہے اس کی انگوٹھی سے نیند گہری آتی ہے۔ سب سے اچھا رنگ کتھئی گہرا مانا گیا ہے۔ بلغمی مزاج کے لئے سود مند ہے

اس کی ادنیٰ اور معمولی قسم مثل کہربا کے ہوتی ہے۔ اس میں پرت، چیر، اور سیاہ داغ عیب سمجھے جاتے ہیں۔ برما، فرانس، امریکہ، ناروے سیلون اور پاکستان میں پایا جاتا ہے۔

ZIRCON فارسی میں زرقون، انگریزی میں زرکون، پلیسی، رتن، جاتا منٹو اور زرگن بھی کہتے ہیں یہ مختلف رنگ میں سرخ، زرد، خاکی، بھورا، سفید ہوتا ہے۔ یہ چمکدار پتھر ہے۔ زمانہ قدیم کی بہ نسبت آجکل اسے زیورات میں کم استعمال کیا جارہا ہے اس پتھر میں کچھ ایسے ذرے ہوتے ہیں۔ جو اس کی چمک اور آب کو روکتے ہیں۔ سب سے عمدہ نارنجی اور شربتی رنگ کا ہوتا ہے۔

مصیبت اور بُرے وقت میں دوسروں کی مدد کرو

لہسنیا

یہ ایک سخت قسم کا پتھر ہے۔ انگریزی میں کیٹس آئی (CAT'S EYE) چشم گربہ، عین الالہریرہ، چانو، چی گان، دیدریا، کینوزن کہتے ہیں۔ یہ پتھر بلی کی آنکھ کے مانند بلوری چمک کا ہوتا ہے۔ اس کا رنگ کسی قسم کا بھی ہو لیکن ہر پتھر میں ایک سفید دھاری مثل ڈورے کے ہوتی ہے۔ جوہری اس کو سُوت کہتے ہیں جو کہ آفتاب کی روشنی میں دیکھنے سے چمکیلی نظر آتی ہے۔ یہ دھاری ہمیشہ سفید ہی رنگ میں ہوتی ہے۔ اس پتھر کی یہ چمکیلی دھاری لہریں مارتی نظر آتی ہے۔ سفید لہسنیا اچھا سمجھا جاتا ہے۔ اس پتھر کو عورت دودھ میں دھو کر پیئے تو حمل قرار نہیں پاتا۔ اس پر تیزاب کا اثر نہیں ہوتا عورت کے بالوں میں باندھنے سے دردِ زہ میں کمی کرتا ہے۔ بچوں کے گلے میں ڈالنے سے نظرِ بد، لوٹنہ اور امراض بلغمی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کو پہننے سے خوابِ بد نظر نہیں آتے مالی نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔

تحفۂ عالم شاہی میں اس پتھر کے متعلق تحریر ہے کہ دشمن کو زیر کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص میدانِ جنگ میں بھی ہو تو اس پتھر کو پہننے والا شخص دشمنوں سے محفوظ رہے گا۔ یہاں تک کہ جنگ وجدل میں گھِر جانے پر کُشتوں میں لیٹ رہے تو مخالفین کو یہ شخص خون آلود دکھائی دے گا۔

یہ پتھر آفت اور مصیبت سے بچاتا ہے۔ اسرائیلی باشندے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ اس کے اثرات کچھ نیلم سے ملتے جلتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس پتھر پر کندہ نہیں کیا جاتا تھا۔ لہسنیا میں چادر، پرت، چیر، یعنی پر اور خراب دھاریاں غیب سمجھی جاتی ہیں۔ اس کو گھِسنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔

ناجائز کمائی جلد ضائع ہو جاتی ہے۔

ایک نایاب اور نادر لہسنیا بابو تھان سنگھ مرشد آباد (بنگال) کے پاس تھا۔ یہ بھارت، برازیل اور امریکہ میں پایا جاتا ہے۔

لاجورد

سنسکرت میں راجہ ورت، انگریزی میں لیپز لازولی (LAPISLAZULI) اور راون بھی کہتے ہیں۔ یہ پتھر گہرا او ہلکا نیلا زردی مائل اور آسمانی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس میں رگیں نہیں ہوتیں۔ صرف نقطہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اس پر سفید اور سنہری داغ ہوتے ہیں۔ یہ نرم قسم کا ہوتا ہے۔ ماہرینِ سائنس کا کہنا ہے کہ یہ پتھر تانبہ اور کوئلہ کی گیس سے بنتا ہے۔

سونے یا چاندی کے کَس کا عُمدہ ہوتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج گرم وخشک اور دھلا ہوا سرد وخشک ہو جاتا ہے۔ طبی طریقہ میں دافع صفرا، وسوداد مالیخولیا ہے۔ دردِ گردہ ووحشت اور سوداوی بیماریوں کو دفع کرتا ہے۔ اس کی انگوٹھی جسم کے مسّوں کو کم کرتی ہے۔ مفرح و مقوئ دل ہے۔ دردِ چشم دفع کرتا ہے۔ ارسطو نے ایک جگہ تحریر کیا ہے کہ جس کے پاس یہ پتھر رہے گا، چشمِ خلائق میں عزت پائے گا۔ محفل میں وقار بلند کرتا ہے۔ دوسروں کی نگاہوں میں خود اعتمادی پیدا کرتا ہے۔ مسٹر بلاپئی نے اس کو نیلم سے تشبیہہ دی ہے۔ اس کے منکوں کا مالا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

شیخ الرئیس نے بھی اس پتھر کو مالیخولیا کے لئے مفید لکھا ہے۔ یہ پتھر بے خوابی کو دُور کرتا ہے، دل کو تسکین دیتا ہے۔ نیند نہ آنے کے مرض میں مفید ہے اسقاطِ حمل سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس پتھر کے پہننے والے پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ اس کا سُرمہ آنکھ کے لئے مفید اور پلکوں کے گرنے کو روکتا ہے۔ لاجورد کو سرکے میں بھگو کر مرض برص کے سفید داغوں پر لگانے سے سفید داغ کے دھبے ختم ہونے کا امکان رہتا ہے۔ شورہ کے ساتھ اسے گرمی پہنچائی

لباس انسان کی شخصیت کا پتہ دیتا ہے لیکن اُسے عزت کا ذریعہ نہیں سمجھنا چاہیئے

جائے تو عمدہ رنگ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کے شمعدان، چاقو اور خوبصورت چھُریوں کے دستے بنائے جاتے تھے۔ اس کے دانوں کو مالا اور زیورات میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ عہدِ قدیم میں برصغیر کی عمارتوں میں اس کو خوبصورت پھول اور پتوں میں تراش کر استعمال کیا گیا ہے۔ افغانستان میں عمدہ اور کثرت سے پایا جاتا ہے۔ پاکستان کے پہاڑی علاقہ میں بھی دستیاب ہے۔

لعل

مشہور چمک دار سُرخ پتھر از قسم جواہر ہے۔ یاقوت کی اعلیٰ اور بہترین قسم کا نام لعل ہے۔ یہ سخت اور وزنی ہوتا ہے۔ اس کے مختلف اقسام اور نام ہیں۔ رنگ کے لحاظ سے اس کو ارغوانی، رُمانی، پیازی، لُقمی، دوشابی، پیکانی، عقربی اور قطبی وغیرہ کا نام دیتے ہیں۔ سنسکرت میں مانکیہ اور انگریزی میں اسے روبی RUBY کہتے ہیں۔ مزہ کڑوا ہوتا ہے معتدل حرارت مائل، دافع بواسیر خونی ہے۔ اس کا سُرمہ روشنی بڑھاتا ہے۔ مقویٔ قلب ہے۔ دافع امراض حرارت وسوداوی ہے۔

اس کی انگوٹھی طبیعت کو خوش رکھتی ہے اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ یہ پتھر اعصاب کو قوت دیتا ہے۔ اچھے ذرائع پیدا کرتا ہے۔ دافع غم و غصہ ہے۔ معرفت کا معلم ہے۔ اگر اس پتھر کا رنگ کم ہو جائے تو کچھ اہم تبدیلی کے امکانات ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اس کا نگینہ پیلا رنگ اختیار کرلے تو لڑائی کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہ جگر کی خرابی کو دُور کرتا ہے۔

لعل کے متعلق ایک انگریز نے اپنی کتاب میں اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر لعل کو کسی باغ کے چاروں کونوں سے چھوا دیا جائے تو اس جگہ کی تمام فصل، بجلی، طوفان آندھی اور کیڑوں سے ایک سال تک محفوظ رہے گی۔ مزید یہ کہ خوابِ پریشان اور احتلام

ایک مسکراہٹ ہی دوستی کا بہانہ ہوتی ہے

سے محفوظ رکھتا ہے غم اور فکر دُور کرتا ہے۔

واضح رہے کہ لعل، یاقوت، ہیرا وغیرہ قیمتی جواہرات کے متعلق سائنسی طریقہ پر کان کنی سے پتہ چلا کہ یہ سب پتھر ایک قسم کے جواہرات ہیں، رنگوں کے لحاظ سے نام اور اثرات مختلف ہو گئے۔

زمانہ قدیم میں زیادہ تر پتھر جزائر شرق الہند سے آتے تھے ۱۵۰۲ء میں "مارکو پولو" نے اپنی کتاب سیاحت کے بارے میں شائع کی، اس میں تحریر کیا کہ افغانستان میں لعل بعض مقامات پر کافی نظر آئے۔ اس کو بدخشاں بھی کہا جاتا ہے اس لئے بدخشاں کے علاقہ میں ایک کوہ شکنان نامی ایک پہاڑ ہے۔ وہاں سے عمدہ دستیاب ہے۔ عہدِ قدیم میں اس جگہ پے درپے چند زلزلہ کے شدید جھٹکے آئے۔ جن کے صدمے میں یہ پہاڑ شق ہو گیا۔ اس جگہ سے بیضۂ مرغ کے برابر تک کچھ چھوٹے ٹکڑوں کے ساتھ یہ پتھر برآمد ہوا۔ وہاں کی عورتوں نے جب یہ نگینے دیکھے تو اٹھا لئے اور خیال کیا کہ کپڑوں میں اس سے اچھا رنگ دیا جائے گا۔ انہیں دھویا اور گھسا تاکہ رنگ نکلے لیکن رنگ نہ نکلا۔ آخر چھوڑ دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جوہریوں کی نظر پڑی اور وہ اُٹھا لائے۔ نگینہ ترشوائے اور بادشاہوں کے ہاتھ فروخت کئے گئے۔ لعل کو ولس کے شہزادے ایڈورڈ نے ۱۳۴۶ء کی جنگ میں خاص طور پر پہنا تھا۔ افغانستان، یمن، نیو ساؤتھ ویلز، تھائی لینڈ اور برما میں اچھا دستیاب ہے۔

لاقِطِ الظفر

یہ سفید وخاکی قسم کا نرم پتھر ہے۔ اس میں خاص صفت یہ ہے کہ کٹے ہوئے ناخون کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جو زمین پر گرے ہوئے ہوں، چُن کر اٹھا لیتا ہے۔ ارسطو نے اس پتھر کے لئے لکھا ہے۔ کہ خون حیض اس پتھر پر ڈالنے سے یہ ریت کی طرح ذرہ ذرہ

مصیبت میں صبر کامیابی کی کنجی ہے۔ (حضرت امام حسینؑ)

ہوجاتا ہے۔ اس پتھر کو پیس کر ہیرے پر ڈالنے سے ہیرے کا رنگ خراب ہوجاتا ہے۔ طبّی طریقہ میں انسان کے لئے زہر قاتل ہے۔

مرجان سُرخ

فارسی میں بسد سنسکرت میں پروال، انگریزی میں کورل CORAL عربی میں عقیق البحر، (سمندری عقیق) اور کوریلم پروالہ، پگالم، سادھوچی اور تاڑا کہتے ہیں۔ اس کو مونگا بھی کہتے ہیں۔ عمدہ قسم کا گہرا سُرخ ہوتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد وخشک ہے۔ یہ سُرخ، گلابی، بھورا، ہلکا زرد اور سفید ہوتا ہے۔ یہ کیلشیم کاربونیٹ اور آئرن کا مرکب ہے مشہور چیز ہے۔ کلامِ پاک کے سورۂ رحمٰن میں پروردگار عالم نے اپنی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے آیت ۲۲ میں مرجان کا تذکرہ کرکے بتا دیا کہ یہ خاص نعمت ہے۔ اس کا رنگ دیدہ زیب افعال وخواص اور اثرات بہت مُسبک ہیں۔ قرآن پاک میں نام آنے کی وجہ سے اس کی تسبیح کا رواج زمانہ قدیم سے ہے۔ بعض جواہر پتھر ہیں جبکہ مرجان پانی میں نمود حاصل کرتا ہے۔ یہ سمندر کی تہہ میں پتھر سے چمٹا ہوا شہد کے چھتہ کی مانند سوراخ دار سُرخ رنگ کی لکڑی ہے۔ پتھر سے اگتا ہے۔ اس کی جڑ بھی ہوتی ہے اس کی شاخوں میں پھل اور پتے نہیں ہوتے۔ جڑ اور شاخ دونوں کے افعال وخواص اور اثرات جُداگانہ ہیں۔ مونگے کی جڑ کو طب میں بیخ مرجان کہتے ہیں۔ عہد قدیم کے کیمیاگروں نے اس کو اپنے مقصد میں کافی استعمال کیا یہ پارہ کو مختلف اجزا کے ساتھ منجمد کردیتا ہے۔

طبّی طریقہ میں مرض لقوہ وفالج کو دفع کرتا ہے۔ بدن کے رعشہ میں مُفید ہے۔ مقوی معدہ وجگر ہے۔ امراض مثانہ میں فائدہ رساں ہے۔ تلّی اور خونی دست میں اس کا لاکٹ مفید ہے۔ بچوں کے گلے میں ڈالنے سے جادو، ٹونہ، سحر، رونا بچوں کی کھانسی

عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے (حضرت امام حسینؑ)

اور ڈراؤنے خواب سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کی انگوٹھی تنگدستی کو دفع کرتی ہے۔ مرگی والے مریض کے لئے جب شمس وقمر میں اتحاد ہو اور زہرہ سے قربت نہ ہو اس وقت سونا و چاندی ہم وزن کی انگوٹھی پر مرجان لگوا کر استعمال کریں، مرض مرگی میں انتہائی مُفید ہے۔ یہ انگوٹھی مرض گٹھیا کو بھی دفع کرتی ہے۔ (صرف صاحبِ علم ہی سے یہ انگوٹھی تیار کرائی جائے۔) اختلاجِ قلب ودل کی دھڑکن میں فائدہ پہنچاتا ہے۔ جالینوس نے لکھا ہے کہ بہتے ہوئے خون کی جگہ پر مرجان کا سفوف چھڑکنے سے خون کا بہنا رُک جاتا ہے۔ شکم پر باندھنے سے پیٹ کی تمام بیماریاں دفع ہوتی ہے۔ بعض اوقات بیماریوں کے زمانے میں اس کی رنگت میں فرق آجاتا ہے۔ گویا یہ احتیاتی تدبیر کی نشاندہی کرتا ہے۔

زمانہ قدیم سے مونگا ہندو مذہب میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انڈیا کی قدیم کتب میں دیوی دیوتاؤں کے تذکرہ کے ساتھ مذہبی اعتبار سے قیمتی پتھر مونگا اور پیپل کے درخت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔

اُونچی ذات کے اہلِ ہنود اس کی انگوٹھی اور عورتیں مالا استعمال کرنا بہتر واچھا خیال کرتی ہیں۔ وبائی امراض کے زمانہ میں اس کا رنگ قدرے تبدیل ہوجایا کرتا ہے اس کا مالا حاملہ عورت کے لئے فائدہ رساں ہے۔ فیضی آرٹ گیلری (کراچی) میں زمانہ قدیم کے مرجان سے مزیّن لباس محفوظ ہے۔ اس لباس میں عمدہ قسم کے مرجان کی شاخوں سے خوبصورت درخت بنایا گیا ہے۔ چھُری کانٹوں کے دستے بھی بنائے جاتے تھے۔

عمدہ مرجان، بحر ہند، خلیج فارس، بحر روم اور افریقہ کے مقام مرشی جاپان اور کراچی سے قریب سمندر میں بھی بعض جگہ کہیں کہیں سے دستیاب ہوتا ہے۔

عاقل وہ ہے جو اپنی عمر کو غیر ضروری کاموں میں رائیگاں نہ کرے (افلاطون)

موتی

فارسی میں مروارید، عربی میں لولو، سنسکرت میں موکتکم، انگریزی میں پرل (PEARL) اور موکتا، پرلاس، مارگریٹا، چونتی، پالی، اشمتی، زمانہ قدیم میں دُر دریا بھی کہتے تھے۔ جو موتی انتہائی خوبصورت وصاف اور بغیر آمیزش کا ہو اس کو دُرِ خوشاب کہتے ہیں۔ انسان چھ ہزار سال سے اپنی زیبائش کے لئے موتی استعمال کر رہا ہے۔ موتیوں کی تلاش میں غوطہ خوری کی تاریخ بہت ہی قدیم ہے۔ اس کی عزت اور قدر زمانۂ قدیم سے چلی آ رہی ہے۔ یہ خشخاس کے دانوں سے لے کر کبوتر کے انڈے کے برابر تک ہوتا ہے۔ رنگ میں سفید آبدار مثل دودھ عمدہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہلکا گلابی، سیاہی مائل، بھورا اور خاکی بھی ہوتے ہیں قیمتی اور گوہری چمکدار ہوتا ہے اس کی شکل گول یا صراحی دار ہوتی ہے اس موتی سے مراد سچا موتی ہے۔ عمدہ موتی کو معتدل جگہ پر رکھنا بہتر رہتا ہے۔ ہر چھ ماہ بعد ہوا دینا ضروری رہتا ہے۔ اصلی موتی میں دھنک (قوس وقزح) کی طرح ہلکے رنگ جھلکتے معلوم ہوتے ہیں۔ سرکہ و نوشادر میں گھل جاتا ہے۔ سچے موتی کو اصلی شراب کاٹ دیتی ہے۔ لیکن اس کے لئے کئی ہفتہ درکار ہوتے ہیں۔ مزہ اس کا پھیکا، مزاج سرد وخشک ہے۔ جس موتی میں سفیدی دودھ کی طرح جھلکے اس کو "شیرخام"، زردی مائل کو "تلبنی" سرخی مائل کو "درری" ذرا سبزی مائل کو جس میں قوس قزح کی طرح چمک ہو "نورصاحی" اور موم کی طرح ہلکا گہرے رنگ میں "شمعی"، سیاہی مائل "طوسانی" بالکل گول کو "دُرِ غلطاں"، جس کے دونوں کونے یکساں ہوں "بیضوی"، چوڑے موتی کو "شلغمی"، قدرے لمبے موتی کو جو جڑے ہوئے ہوں "کردار" کہتے ہیں اچھا موتی کافور اور مشک کی خوشبو اور آفتاب کی تیز کرنوں سے بھی خراب ہو جاتا ہے۔

کوئی چیز اپنی اصلی حالت پر برقرار نہیں رہ سکتی۔

موتی سمندر سے سیپ کے پیٹ میں پیدا ہو کر نکلتا ہے۔ سمندری موتی عمدہ اور معیاری ہوتا ہے۔ میٹھے پانی کا موتی بہترین نہیں ہوتا۔ صدف ایک سمندری کیڑا ہے۔ اس کا جسم نہایت سخت ہوتا ہے دونوں بازوؤں پر کچھوے کی طرح سخت ہڈی کی ایک سپر ہوتی ہے۔ جس کے ذریعہ یہ پانی کے جانوروں سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ جانور پانچ سال میں جوان ہو جاتا ہے اور بارش کے دوران یہ پانی سے اوپر آجاتا ہے۔ سیپ میں تین پردے ہوتے ہیں۔ پہلا پردہ سیاہی مائل سبز رنگ کا یہ پوست کہلاتا ہے۔ دوسرے پردے میں سیکڑوں خانے ہوتے ہیں۔ یہ چونے سے بھرے رہتے ہیں۔ انہیں خانوں کے قریب رنگ پیدا کرنے کے قدرتی مادے رہتے ہیں۔ یہ پوست در پوست ہوتے ہیں۔ اسی پردے میں موتی تیار ہوتا ہے۔ جس قدر بڑا قطرہ پانی کا صدف کے منہ میں جاتا ہے۔ اتنا ہی بڑا موتی بنتا ہے۔ اگر اتفاقیہ طور پر صدف کے اندر قطرے کے ساتھ کوئی لکڑی کا باریک تنکا، ریت یا ننھا سا کنکر چلا جائے تو یہ کیڑا اس کو نکال نہیں سکتا بلکہ اسی کے گرد پردہ لگانا شروع کر دیتا ہے۔

موتی کی تیاری کے وقت یہ چیز اُسی میں رہ جاتی ہے۔ بخارات صدف کے مزاج کے لحاظ سے بہتر ہوتے ہیں تو موتی عمدہ تیار ہوتا ہے۔ صدف جب پانی کی تہہ میں بیٹھتا ہے۔ اور وقت زیادہ گزر جائے تو اس میں مثل گھاس کے جڑیں پیدا ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے موتی خراب اور عیب دار ہوتا ہے۔ جس طرح درخت سے وقت پر پھل علیحدہ نہ کر لیا جائے تو پھل سڑ کر خراب ہو جاتا ہے۔ ماہرین کو پتہ چل جاتا ہے کہ موتی شکمِ صدف میں مکمل ہو گیا تب ہی غوطہ خور نکالتے ہیں۔

واضح رہے کہ آفتاب جس زمانہ میں برج حمل میں رہتا ہے۔ اس زمانہ کی بارش کو آبِ نیساں کہتے ہیں۔ یہ کیڑا آبِ نیساں کا قطرہ لے کر پانی کی تہہ میں چلا جاتا ہے۔ اس بارش کے پانی کا موتی عمدہ رہتا ہے۔ جس طرح بچہ شکمِ مادر میں پرورش پاتا ہے۔ بالکل اسی

ایک دلیر آدمی اپنی بات چیت میں بہت صاف ہوتا ہے (ارسطو)

طرح صدف میں موتی بنتا ہے۔ موتی میں رنگ دریاؤں اور سمندر کے کیمیادی خواص سے بنتے ہیں اس میں کاربونیٹ آف لائم شامل رہتا ہے۔ اچھی صدف صبح سویرے برآمد ہو کر شمال کی طرف اپنے دہن کو کھولتی ہے تاکہ نسیم سحری کے سبب اس کا موتی صاف اور مجلّٰی رہے۔ نقلی موتی اصلی موتی کی طرح بھاری اور وزنی نہیں ہوتا۔ سیاہ رنگ کا موتی جوہریوں میں کاکا باسی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ ہلکا سیاہ اور سرخی مائل بھی ہوتا ہے۔ نظرِ بد اور دفع مرض بطور لاکٹ استعمال کیا جاتا ہے۔ اصلی موتی کا رنگ، بدبو اور خراب پسینہ، چربی اور دھوئیں سے خراب ہو جاتا ہے۔ ارسطو کا کہنا ہے کہ اس کے استعمال کرنے والے کی شادی کامیاب رہتی ہے اور زندگی خوشگوار بسر ہوتی ہے۔ موتی مزاج میں پارسائی پیدا کرتا ہے مقوی روح ہے۔ اس کا اثر تمام جسم میں سرایت کر کے صبر و استقلال پیدا کرتا ہے۔ جسم کو قوت دیتا ہے۔ مفرح ہے۔ وہم و خفقان کو دفع کرتا ہے۔ یہ قدرت کے عجائبات ہیں۔

بادامی شکل کے موتی خوبصورت ہوتے ہیں ان کو ہار یا مالا کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن اب نایاب ہوتے جا رہے ہیں۔ بعض داغدار موتیوں کا خراب حصّہ کاٹ کر کلپ، بروچ اور انگوٹھی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ طبی طریقہ سے خونی دست، صفراً و نافع اسہال ہے۔ منہ سے خون آنے کو بند کر دیتا ہے۔ دافع امراضِ جگر و بواسیر اور دل و گردہ ہے۔ سُرمیٔ موتی صرف آنکھ کے لئے بہترین رہتا ہے۔ اس کا سرمہ آنکھ کی سفیدی اور کمزوری کو دُور کرتا ہے۔ زمانہ شاہی میں اس کا چونا پان میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کا کشتہ مقوی قلب و مقوی دل و دماغ ہے۔ کشتہ کو قدرے معمولی طور پر شربت بنا کر پیا جائے تو آنکھ سے پانی بہنے کو بند کرتا ہے۔ موتی کو ریزہ ریزہ کر کے چالیس روز تک شیر خوار بچے کو کھلانے سے بچہ خسرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ عرق گلاب میں اس کا سفوف حل کر کے چہرہ پر ملنے سے چہرہ روشن رہتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مرجان کے ساتھ موتی کو اپنی خاص نعمتوں میں شمار کیا ہے

ایک سچا دوست ایک روح ہوتا ہے دو قالب میں (ارسطو)

موتی جنّت کی نعمت ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ غمِ حسینؑ میں آنکھ سے گرنے والے آنسو قیامت کے دن پروردگارِ عالم موتیوں میں تبدیل کر دے گا۔

امام بخاریؒ باب تزوج النبیؐ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیلؑ رسولِ خداؐ کے پاس تشریف فرما تھے کہ حضرت خدیجہؓ تشریف لائیں۔ تو حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ ان کو جنّت میں ایسے گھر کی بشارت سنا دیجئے جو موتی کا ہو گا۔

اہلِ ہنود کی پرانی کتب میں بھی موتی کا بہت ذکر ہے۔ عہدِ قدیم میں دیوتاؤں پر موتی چڑھانا بہت ثواب خیال کیا جاتا تھا۔ مصر میں بھی اس کا استعمال بہت ہوا۔ اب سے قریب ایک صدی قبل صوبہ بنگال میں غیر شادی شدہ لڑکیوں کو عفت کا باعث خیال کرتے ہوئے استعمال کرایا جاتا تھا۔ اور موتی کو پاک روح تصوّر کیا جاتا تھا۔ ہندو کتب میں لکھا ہے کہ سیتا جی کی شادی کے موقع پر کان اور ناک میں اعلیٰ قسم کے موتیوں سے جڑے ہوئے زیور استعمال کرائے گئے تھے۔ قدیم دور میں موتیوں کی بڑی تجارت ہوا کرتی تھی یہاں تک کہ تاوان اور خراج کے طور پر بھی موتی وصُول کئے جاتے تھے۔ زیورات میں استعمال کرنا خواتین کے لئے مبارک سمجھا جاتا تھا۔ سچّا موتی ناپاک خیالات اور سحر کو دفع کرتا ہے

اسقاطِ حمل کے لئے ایک دانہ موتی ڈوری میں باندھ کر حاملہ کی کمر میں باندھا جائے۔ تو اسقاطِ حمل سے عورت محفوظ رہتی ہے۔ اس کی انگوٹھی مزاج میں خوشی پیدا کرتی ہے۔

موتی صاف کرنے کا طریقہ

کچّے چاول بھگو کر پیس لیں۔ اس سے موتی کو خوب ملیں صاف اور آب دار ہو جائے گا۔

عہدِ قدیم میں ماہرینِ فن کئی طریقوں سے مصنوعی موتی بھی تیار کر لیا کرتے تھے۔ یہ اصل موتی کے مانند معلوم ہوتا تھا۔ روہو مچھلی کی آنکھ میں چاروں طرف کی رطوبت کو صاف کر

لیں اور درمیانی حصہ یعنی آنکھ کا سفید دانہ (تخم) پر روئی لپیٹ کر ایک ہانڈی میں جس کے نصف حصہ تک بھینس کی پیوسی (وہ دودھ اُسی دن بچہ پیدا ہوا اور بھینس کے بچہ نے دودھ نہ پیا ہو) چار انگل اسی پیوسی کے اوپر کپڑے کے پوٹلی میں وہ آنکھ لٹکا دیں۔ ہانڈی کا منھ بالکل بند کر دیں تاکہ بھانپ نہ نکل سکے۔ اس ہانڈی کے نیچے ہلکی آنچ آگ کی دیں۔ اس طرح کہ جوش کھائے لیکن اُبلنے نہ پائے صرف سر پوش گرم ہو پھر آنکھ نکال کر سیندور میں دبا کر دھوپ میں دن بھر رکھ دیں۔ دوسرے دن فوراً کپڑے سے صاف کر ڈالیں آنکھ مثل موتی کے ہو جائے گی۔

موتی کو اُجلا اور آبدار کرنے کا طریقہ

پھل لکڑ دندہ کی لُبدی بنالیں انڈے کی زردی میں اس لُبدی کو موتی کے ساتھ احتیاط سے خوب پکائیں موتی صاف ہو جائے گا۔

سُرخ موتی کو مجلّا کرنے کا طریقہ

اسفند فارسی، پھٹکری، کافور، زیتون کو ہموزن باریک کھرل کر لیں۔ پھر دودھ میں گوندھ کر موتی اس میں پوشیدہ کر دیں اور آٹے کے گولے میں رکھ کر گولے کو آگ کی بھوبھل میں احتیاط سے رکھ دیں تاکہ ہلکا پک جائے۔ تھوڑے وقت کے بعد نکال لیں موتی سفید اور نورانی ہو جائے گا۔ یہ طریقہ کار فنی اصول پر مبنی ہیں۔

شاہی زمانہ میں نواب ملکہ جہاں زوجہ ثانی محمد علی شاہ بادشاہ اودھ ہندوستان کے پاس ایک ایسی پازیب تھی جس میں عمدہ مراحی دار سچے موتی اور نگینے جڑے ہوئے تھے۔ لکھنؤ کے کاریگر نے اُسے نہایت صناعی سے تیار کیا تھا۔ اس میں خاص صفت یہ تھی کہ جب پازیب کے پھول کو کھول دیا جائے اور لچھے کو اوپر کی جانب کھینچا جائے تو گٹے

سے گھٹنے تک جالی دار موتیوں کی جراب کی طرح پنڈلی کے چاروں طرف لچک دار طرز میں لپٹ جاتی اور جب درمیان سے کیل نکال دی جائے تو خود بخود پھسل کر گٹے کی طرف پازیب بن جاتی یہ پازیب شہزادی نواب امیر جہاں بیگم کو ملکہ جہاں کے بعد ترکہ میں ملی تھی۔ اس کے متعلق تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ پازیب محل سے چوری ہو گئی۔

دُنیا کی حسین ترین عورت الزبتھ ٹیلر کے پاس ایک نادر سچا موتی ہے۔ جس کا نام "الزبتھ ٹیلر" ہے یہ موتی لاکٹ میں جڑا ہوا ہے۔ اس کی تاریخی حیثیت چار صدی سے زیادہ پرانی ہے۔ یہ بھی شاہی خاندان کے شہزادوں کے ہاتھوں کے ذریعہ یورپ کے دولت مند افراد تک پہنچا۔ موتی سیلون، لنکا، بصرہ، جاوا، جاپان، آبنائے فاسفورس سویڈن، امریکہ، فن لینڈ، سماترا سے دستیاب ہوتا ہے۔

مقناطیس

اس کو فارسی میں سنگِ آہن رُبا، اور انگریزی میں میگنٹ (MAGNET) عربی میں حجر المقناطیس کہتے ہیں۔ اس پتھر میں سب سے زیادہ قوت اس کے سروں میں ہوتی ہے۔ پتھر کا ایسا ٹکڑا جس میں کسی دوسرے لوہے کے ٹکڑے کو اپنی طرف کھینچنے کی صلاحیت ہو مقناطیس کہلاتا ہے۔ قدرت نے زمین کو ایک بہت بڑی مقناطیسی طاقت عطا کی ہے۔ زمانۂ قدیم میں مقناطیس سے مختلف بیماریوں کا علاج کیا جاتا تھا۔ اس علاج کی بنیاد قدرتی ہے۔ مختلف نئے طریقۂ علاج کی وجہ سے اس کے ذریعے علاج متروک ہو گیا۔ لیکن اب یہ طریقۂ علاج پھر سے شروع کیا گیا۔ امریکہ، روس اور جاپان میں اس پر ریسرچ ہو رہی ہے معلوم ہوا ہے کہ جس طرح بجلی کے تاروں میں کرنٹ گردش کرتا ہے بالکل اسی طرح مقناطیس بھی انسانی خون اور رگوں میں تیز رفتاری اور حدت بڑھاتا ہے۔ یہ کوئی طریقۂ علاج

جائز کمائی انسان کھاتا ہے۔ ناجائز کمائی انسان کو کھا جاتی ہے (ناشر کتاب ہٰذا)

نہیں بلکہ ایک سائنٹیفک طرزِ علاج ہے۔ اس میں مختلف قوت کے مقناطیسی اعضا پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ زمانہ قدیم کی کتب میں اس پتھر کے لئے لفظ بُو استعمال کیا گیا ہے۔ کہ مقناطیس کو لوہے کی بُو ملتے ہی فوراً اپنی طرف کھینچتا ہے۔ مقناطیسی علاج کے ماہرین کا کہنا ہے کہ انسان سوتے وقت اپنا سر شمال کی جانب رکھے تو نیند پُرسکون آتی ہے۔ بے خوابی کے لئے مقناطیس کے ٹکڑے پلنگ کے پاؤں کے نیچے رکھے جاتے ہیں یا مقناطیس کا ایک ٹکڑا کچھ وقت کے لئے سرہانے رکھ دیا جاتا ہے۔ جوڑوں کے درد اور ورم میں یہ بڑا کارآمد ثابت ہوا ہے۔ اس کا جسم سے چھونا ہی کافی ہوتا ہے۔ مقناطیس سے چھو کر پانی کے اثرات میں بھی تبدیلیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اصلی مقناطیس جب ہتھیلی پہ رکھا جائے گا اور دوسرا ایسا ہی مقناطیسی ہتھیلی کی پشت پر مس کریں تو فوراً متاثر ہو کر حرکت میں آجاتا ہے۔ یعنی مقناطیسی قوت جسم کے اندر تک اثر انداز ہوتی ہے۔ گویا قدرت نے انسان کو مختلف طرز سے سمجھانے کی کوشش کی کہ قیمتی پتھروں میں جو اثرات ہیں۔ اُن سے فائدہ حاصل کرو۔ پڑھنے میں اپنے کلام پاک کے سورۂ رحمٰن میں مرجان و موتی کا ذکر کیا۔ دیکھنے میں حجر الاسود کو خانہ کعبہ میں نصب کرا کے اہمیت بتائی اور سمجھنے میں مقناطیس میں ظاہری کشش دے کر سمجھایا کہ ان سے مستفید ہو کر شکر خداوندی ادا کرو۔ مقناطیسی طریقۂ علاج میں پرہیز کی بڑی ضرورت ہے اس کے علاج سے آدھ گھنٹہ قبل اور آدھ گھنٹہ بعد ٹھنڈی چیزوں کا استعمال منع ہے۔ مقناطیس کا پانی بلڈ پریشر کے مریض کے لئے نقصان دہ ہے۔

تقسیم ہند سے قبل ۱۹۴۴ء میں جموں و کشمیر میگنیٹو کیور انسٹی ٹیوٹ (MAGNATO CURE INSTITUTE) نامی ایک ادارہ قائم ہوا تھا یہ ادارہ مقناطیسی طریقہ کی تعلیم دیتا تھا۔ میرے صاحبزادے اخلاق حسن نے اس انسٹی ٹیوٹ سے رابطہ قائم کیا اور اس علاج کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کیں۔ مذکورہ بالا ادارہ کے ممبر ہوئے اس ادارہ نے ایک تحریری سند بھی دی۔

مایوسی انسان کی سب سے بڑی دشمن اور خدا کا عذاب ہے۔ (بقراط)

مقناطیس کو روغن زیتون میں تر کرنے سے اس کی کشش ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن بکرے کے خون سے دھونے کے بعد پھر وہی اثر آجاتا ہے۔ اس میں خاص و عجب صفت یہ اور ہے کہ پیاز اور لہسن کے عرق میں تر کریں تو اس میں لوہے کو کھینچنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن سرکہ میں ڈالنے سے پھر وہی اثرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص لوہے کا ریزہ یا برادہ پی گیا ہو۔ اس کو دودھ میں مقناطیس گھس کر پلانے سے فوراً ریزہ اور برادہ قے کے ساتھ برآمد ہوگا۔ زہر کے بجھے ہوئے ہتھیار کا زخمی شخص دودھ میں مقناطیس کو گھس کر پی لے تو زہر باطل ہو جاتا ہے۔ مقناطیس کو پیر میں باندھنے سے مرض گٹھیا دفع ہوتا ہے۔ درد عرق النساء کو بھی دفع کرتا ہے۔ اس پتھر کو حاملہ کی ران پر باندھنے سے وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔ اس پتھر کے زُود اثرات ہیں بغیر ماہرین کے مشورہ طبّی استعمال میں بھی مناسب نہیں ۱۲ سال سے کم عمر کے بچوں کو بلا وجہ مقناطیس کا لاکٹ یا انگوٹھی پہنانا نقصان رساں ہے مصنوعی مقناطیس بھی عام ہو گیا ہے اس میں کشش کرنے کی خاصیت پیدا کر دیتے ہیں۔

زمانہ قدیم میں متحدہ عرب جمہوریہ کے ایک شہر جس کا نام "مقناطیسیہ" آباد تھا اس شہر سے قریب ایک عجب پتھر دستیاب ہوا۔ اس میں یہ خاص صفت تھی کہ لوہے کے ٹکڑوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا تھا۔ اور اُس کو اگر لٹکا دیا جائے تو اس کا ایک کونہ ہمیشہ شمال کی طرف اور دُوسرا کونہ جنوب کی سمت رہتا تھا۔ اُس وقت سے اس کا نام مقناطیسی پتھر رکھا گیا۔ اس کی مدد سے دُنیا کے کسی بھی حصے میں سمتوں کا رُخ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مقناطیسی سوئی بتا دیتی ہے کہ مشرق و مغرب کس رخ پر ہیں۔ اس مقناطیسی آلہ کو قطب نما کمپاس کہتے ہیں۔ اس کی دریافت گیارہویں صدی عیسوی میں ہوئی۔ چونکہ اس پتھر سے جہازوں کو سمت اور راستہ بتانے میں مدد ملتی رہی۔ جس کی وجہ سے اس کو "رہنمائی پتھر" بھی کہتے ہیں۔ مقناطیس نقلی اور مصنوعی بھی تیار کر لیا گیا ہے۔ اس میں بجلی کے زور سے لوہے کے ٹکڑوں میں مقناطیسیت دی جاتی ہے۔

خُدا کی محبت سے انسان ہوشمند بنتا ہے نہ کہ دیوانہ۔ (مؤلف کتاب)

کوہِ مقناطیس۔ یہ پہاڑ دریائے قلزم کے پہاڑوں سے ملحق ہے۔ اس پہاڑ پر مقناطیس پایا جاتا ہے۔ یہاں کے ملاح بوجہ خوف اپنی کشتیوں میں آہنی کیلیں استعمال نہیں کرتے۔
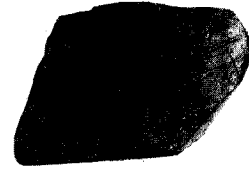
موئے نجف

HAIR STONE

بلوری چمک کا سفید، گہرے، ہلکا پیازی رنگ کا دیدہ زیب قدرتی خوشنما شفاف پتھر ہے۔ اس میں قدرت نے مثل بال متوازی و غیر متوازی سیاہ، پیلی، گولڈن لکیریں عطا کی ہیں۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کترے ہوئے بکھرے بال یا بالوں کا گچھا ہے۔

اس کے متعلق مشہور ہے کہ اس میں حضرت علیؑ کے بالوں کا عکس ہے۔ اس پتھر پر نظر رکھنا اس کا استعمال خداوندِ عالم کی طرف رجحان بڑھاتا ہے۔ صحت و تندرستی کے لئے کارآمد ہے۔ اس کے افعال و خواص اور اثرات درنجف سے مشابہ ہیں۔

موئے نجف کی انگوٹھی و لاکٹ صوفیائے کرام، دُرویش بڑی عقیدت سے استعمال کرتے تھے۔ میرے جدِامجد حکیم مرزا عابد حُسین صاحب لکھنؤ کے اطبا میں معروف تھے۔ نفسیاتی امراض میں مبتلا افراد کو لبطور لاکٹ استعمال کرنے کا مشورہ دیتے تھے۔ دراصل پروردگارِ عالم کی یہ خوبصورت دُنیا، کرشمۂ قدرت، انسان "کرشمۂ قدرت"، قیمتی خوبصورت پتھر اور نگینے "کرشمۂ قدرت"، ہماری یہ کتاب بھی ماشاء اللہ "کرشمۂ قدرت" ہے۔

نیلم

فارسی میں نیلم کبود (آسمانی رنگ کا نیلم) سنسکرت میں اِندر نیلم اور انگریزی میں سیفائر

مَیں نے وقت کو برباد کیا اب وقت مجھے برباد کر رہا ہے۔ (شیکسپیئر)

(SAPPHIRE) اور نیلا، سوری رتن، چانک سیاک زیفر دبھی کہتے ہیں۔ نیلے رنگ کا قیمتی چمکدار پتھر ہے۔ از قسم جواہر ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے۔ جسم و آنکھ کو طاقت دیتا ہے۔ ملیّن طبع ہے۔ اس کی انگوٹھی جسم کو جلد امراض سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس کا نیلا رنگ علامتِ وفا و خلق حسنہ پیدا کرتا ہے۔ زردی مائل نیلا، سیاہی مائل نیلا اور سیاہ، سفیدی مائل نیلا، سبزی مائل نیلا اور کبود رنگ لیکن مثل مور کی گردن کا نیلا رنگ کا اچھا اور قیمتی ہوتا ہے۔ ہر شخص کے موافق نہیں آتا، جس کی موافقت کرتا ہے۔ اس کو ترقی اور مالا مال کر دیتا ہے۔ ورنہ سخت نقصان پہنچاتا ہے۔

بعض نیلم جو منحوس ہو سکتے ہیں وہ یہ ہیں؛ جس نیلم کے اوپری حصے میں بادل کی سی چمک ہو وہ روپیہ اور عمر کو نقصان کر سکتا ہے۔ جس میں جھائیاں اور کریک ہوں (چٹخا ہوا ہو) وہ نیلم نہایت نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ جس میں رنگ کا ایک جگہ زیادہ اور گہرا ہو اور دوسرا حصہ مثل سفید شیشہ کے معلوم ہو تو وہ پتھر مزاج میں غصہ اور لڑائی کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ تیسرے وہ نیلم جس میں پتھر کا ایک الگ ٹکڑا نظر آئے وہ کسی حادثہ میں ہلاکت کا باعث ہو سکتا ہے۔

عام طور پر ۳ کیرٹ سے زیادہ وزن کا نگینہ زود اثر ہوتا ہے۔ اس نگینہ کی انگوٹھی پہننے والے کے مزاج میں سختی پیدا کرتی ہے۔ کمزور آدمی اپنے میں قوت اور طاقت محسوس کرتا ہے۔ جفاکشی اور استقلال کی طرف طبیعت راغب ہوتی ہے۔ صاحبِ انگشتری کو اپنی شہرت بہت عزیز رہتی ہے۔ یہ پتھر صحت اور تندرستی رکھنے میں بڑا معاون خیال کیا جاتا ہے۔ کمر میں باندھنے سے قوتِ باہ بڑھتی ہے۔ اہلِ ہنود کی کتب میں اس کا بہت ذکر ہے۔ زمانۂ قدیم کے ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ اس کے پہننے والے پر جادو کا اثر نہیں ہو سکتا اور عہدِ قدیم میں اس کو اہلِ یونان اپنے عظیم دیوی، دیوتاؤں پر چڑھانا ثواب سمجھتے تھے۔ دلی تمناؤں میں معاون اور محبت و پریم بڑھاتا ہے۔ حکیم افلاطون نے لکھا ہے کہ نیل گوں نیلم استعمال کرنے

تُو خدا کو غائب اور اپنے کو حاضر سمجھتا ہے حالانکہ تُو غائب اور وہ حاضر ہے۔

سے دوستوں کی نگاہ میں انسان عزیز رہتا ہے۔ ہمت و حوصلہ بڑھاتا ہے اور آسمانی رنگ کا نیلم کسی فن میں کامل کرتا ہے۔ یورپ کا مشہور عالم مسٹر روبی بنوئی یہ اس سلسلے کا فنی ماہر تھا۔ اس نے عجیب بات لکھی ہے کہ نیلم کا تعلق خاص مُوَکل سے ہے۔ اس کے استعمال سے یہ موکل تابع رہتا ہے

نیلم کو آفتاب کی کرنوں میں رکھنے سے نیلے رنگ کی شعاع ظاہر ہوتی ہے۔ سنہری رُوپہلی چمک کے نیلگوں، گلابی نیلگوں بھی ہوتے ہیں اس قدرتی پتھر کا آسمانی بجلی سے خاص تعلق ہے جو نیلم پہاڑوں سے دستیاب ہوتے ہیں وہ رنگ کے لحاظ سے اچھے اور عمدہ ہوتے ہیں۔ اصلی خوب گہرے نیلم کو صاف پانی میں ڈالنے سے اس پتھر کا رنگ بھی ویسا ہی نظر آتا ہے۔ نیلم مفرح دل و دماغ اور دافع زہرِ خون ہے دشمنی اور مخالفت کو زیر کرتا ہے۔ ہر قدرتی قیمتی نگینوں کے استعمال سے ان کے اثرات متعلقین اور ماحول پر اچھے رہتے ہیں۔ خاص طور پر نیلم کی انگوٹھی اولاد پر بہتر اثر کرتی ہے۔

اس قدرتی خوبصورت نگینہ میں کشش ہے اپنی طرف متوجہ کراتا ہے۔ نیلم اپنے نام اور کوائف کے تحت پہنا چاہیئے۔ (ملاحظہ برائے کوائف صفحہ نمبر ۲۷۵)۔ موافقت دیکھنے کا ایک قدیم طریقہ یہ ہے کہ مختصر کچے چاول میں اصلی "نیلم" کو رکھ کر پڑھوا لیا جائے۔

مذکورہ نگینہ معہ چاول رات کو سرہانے رکھ سو جائیں اگر خواب میں پانی نظر آئے تو ہر لحاظ سے معاون و مبارک رہتا ہے۔ پانی کے علاوہ کچھ اور نظر آئے تو اس کو استعمال کرنا مناسب نہیں۔ (یہ طریقہ اور اُصول والدِ بزرگوار سے عطا ہوا جو منفرد ہے۔)

اصلی نیلم کی شناخت، پرکھ اور پہچان میں بڑی مہارت اور تجربہ ہونا چاہیئے۔

موجودہ زمانہ میں قدرتی قیمتی نگینوں کے اصل چہرہ پر بڑی ہنرمندی سے ایک طرح کی ملمع کاری کی جا رہی ہے۔

انگلینڈ میں کراؤن آف اسٹیٹ جو ملکۂ وکٹوریا کے لئے تیار ہوا تھا، اس میں ایک نیلم جڑا ہوا ہے۔ یہ زمانۂ قدیم کا مشہور نیلم ہے۔ گیارہویں صدی عیسوی میں یہ نیلم سینٹ ایڈورڈ

بے اَدب بد نصیب اور باادب با نصیب۔

کی انگوٹھی میں سے نکالا گیا تھا۔

ملکۂ ایلزبتھ دوئم کی ملکیت میں ایک انگوٹھی ہے۔ اس میں ایک بڑا نیلم جس کے چاروں طرف ہیرے اور لمبے یاقوت جڑے ہوئے ہیں محفوظ ہے۔ نیلم سیلون لنکا، برما، سیام کیلی فورنیا اور آسٹریلیا سے دستیاب ہوتا ہے۔ اچھے قسم کا نیلم کشمیر میں بھی پایا جاتا ہے۔ لنکا جواہرات کی ایک بڑی منڈی ہے۔ سیام کے جنوبی مشرقی حصے میں بھی نیلم پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی ملنے کا امکان ہے۔
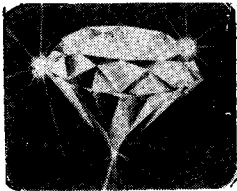
ہیرا

عربی میں الماس، سنسکرت میں ہیرکم اور انگریزی میں ڈائمنڈ DIAMOND یہ انگریزی نام یونانی ہے۔ جس کے معنی بہت زیادہ سخت اور مضبوط۔ اس کو ڈایامنٹ، ایڈی مس، الماہین، پونسیاک اور بجرم بھی کہتے ہیں۔ عظیم القدر جواہر ہے۔ اصلی اور خالص ہیرا بے رنگ ہوتا ہے۔ جمادات میں سب سے زیادہ چمکدار ہوتا ہے۔ مزاج سرد و خشک ہے۔ یہ دنیا بھر میں مشہور ہے۔ تقریباً تین ہزار سال قبل مسیح کی قدیم داستانوں میں اس کا ذکر آیا ہے۔ عہدِ قدیم میں لوگ اس کی آب و چمک اور روشنی کی وجہ سے آگ والا پتھر کہتے تھے۔ اس میں یہ خاص صفت ہے کہ روشنی کی شعاعیں اس سے ٹکرا کر واپس ہو جاتی ہیں۔ اگر سفید ہیرے کے کناروں پر موم لگا کر آفتاب کے سامنے رکھیں تو قوس قزح جیسا رنگ معلوم ہوتا ہے۔ بڑے ہیرے میں اکثر چہرہ اُلٹا نظر آتا ہے۔ شاہی پتھر کی حیثیت سے اس کی اہمیت اور قدر تھی۔ شروع زمانہ میں ہیرے کی پیدائش کو راز میں رکھا جاتا رہا۔ شہنشاہوں کے خزانوں میں بے نظیر اور نادر ہیرے محفوظ رکھے جاتے تھے۔ اس میں چمک کے ساتھ تڑپ بھی ہوتی ہے۔ نیلا، سرخ رنگ کا نایاب ہوتا ہے۔

جھوٹ اور فریب کا انجام رسوائی و بربادی ہے۔

ہیرا خالص کاربن ہوتا ہے۔ اس میں وہی بنیادی اجزا ہوتے ہیں جو کوئلہ میں پائے جاتے ہیں۔ اس میں کسی دھات کی آمیزش نہیں۔ یہ تمام جواہرات میں بہت ہی سخت اور کرّا ہے۔ اس کی چھ مشہور قسمیں ہیں۔
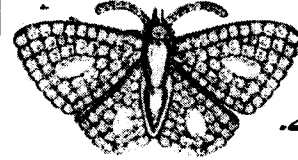
ا "بلوری" یہ صاف اور شفاف چمکدار ہوتا ہے۔
ب "سیمابی" اس میں پارہ جیسی جھلک ہوتی ہے۔
ج "زاغی" یہ معمولی سیاہی برق والا ہوتا ہے۔
د "حبشی" اس میں سیاہی رہتی ہے۔
ر "نباتی" یہ معمولی شربتی رنگ کا ہوتا ہے۔ لیکن "رنگین ہیرے" نادریات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ہندو مذہب میں چمکدار اور شفاف ہیرے کو 'برہمن'، شہد جیسے رنگ والے کو 'کھتری'، پیازی چمک دار کو 'مویش'، اور بھورے رنگ والے کو 'شودر' کہتے تھے۔ ان کی پوجا بھی کی جاتی تھی۔ اس کو دل پر مثلِ لاکٹ لٹکانے سے تقویت ہوتی ہے رنج و خوف اور مرضِ مرگی کو دفع کرتا ہے تسہیل ولادت ہے۔ اس کا کھانا کم سے کم مقدار میں بھی زہرِ قاتل ہے۔ تحفۂ عالم شاہی میں تحریر ہے کہ ہیرے کو پاس رکھنے سے انسان آسمانی بجلی سے محفوظ رہتا ہے۔

ہیرا کا بروچ

گریۂ اطفال کے لئے مفید ہے۔ دشمن پر غلبہ، دفع سحر اور دافع آفات ہے۔ حاملہ عورت کو اس کے بر وقت باندھنے سے وضع حمل میں آسانی ہوتی ہے۔ چشمۂ الماس کے پانی سے اگر صاحبِ جذام و فالج زدہ غسل کرے تو صحت ہوتی ہے۔

ہیرا قوتِ ارادی بلند کرتا ہے تکان و سستی اور کاہلی نہیں ہونے دیتا بمقابلۂ یاقوت یہ قدرتی قیمتی پتھر بہت قوی ہے قدرت نے اس میں خاص خوبی پوشیدہ رکھی ہے کہ ہر قسم کے ڈر و خوف سے محفوظ رکھتا ہے فوائد میں جلد اثر پذیر رہتا ہے انگوٹھی پہننے والے کی عزت و وقار اور بھرم بڑھاتا ہے۔ سانپ کے نقصان پہنچانے سے محفوظ رکھتا ہے۔

دیکھو اور سمجھو "اللہ تعالیٰ" ربُّ العالمین ہے۔ خوفِ خدا ذہن میں رکھو۔

طبیعت میں تیزی، فطرت اور عقل بڑھاتا اور سوچ سمجھ میں معاون ہے۔ اس پر سورج کا خاص اثر رہتا ہے۔ مشغول و مصروف حضرات کے لئے اچھا پتھر ہے۔ ازدواجی تعلقات میں معاون ہے اور محبت بڑھاتا ہے۔

طبّی طریقۂ کار میں ہیرا خود زہر ہے۔ لیکن زہر کا اثر زائل کرنے میں مفید ہے۔ اس کا کشتہ کیمیا میں استعمال ہوتا ہے۔ یہ پارہ کو قائم کر دیتا ہے۔ (یہ ایک علیحدہ فن ہے)۔
ہیرے کو جلانے سے اس کے شعلہ کا رنگ نیلا مائل سفید ہوتا ہے۔ زمانۂ قدیم میں ہیرے کو جادو، سحر و آسیب دفع کرنے کے لئے خاص طور سے پہنتے تھے۔ اس کو پیٹ پر باندھنے سے خرابیٔ پیٹ دفع کرتا ہے۔ اور معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ ہیرا تندرستی پر اچھا اثر ڈالتا ہے اور بحث و مباحثہ کی صلاحیت پیدا کرتا ہے داغ دار ہیرا نحس اور سرخ دھبے والا خونی ہوتا ہے۔ ہیرے کو منہ میں رکھنے سے دانت کمزور ہو جاتے ہیں۔

معمولی ہیرے کی کنّی (ہیرے کا زیرہ) بھی اگر کوئی کھالے تو مشکل ہی سے بچتا ہے عہد قدیم میں فوج کے اعلیٰ افسر کو ہیرے کی انگوٹھی دی جاتی تھی تاکہ جنگ میں فوج کے پسپا ہونے پر افسر دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے تو بادشاہ کی ہدایت تھی کہ ہیرا انگوٹھی سے نکال کر کھا لیا جائے۔ اس طرح دشمن کے قبضہ میں فوجی افسر زندہ نہیں جا پاتا تھا اور فوجی راز محفوظ رہتے تھے۔ یہ جگر کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ اگر اس کو فوراً ہی چند کھٹمل پانی میں پیس کر دودھ کے ساتھ پلائیں یا بکرے کا کچا جگر کھلا دیں تو قے سے نکل جاتا ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تازہ گرم دودھ اور گائے کا گھی پلانے سے استفراق کرایا جائے تاکہ کُل ہیرا خارج ہو جائے بعد یخنی روغن دار پلانا سود مند ہے۔

اصلی ہیرا بکرے کے خون میں ڈال کر خوب پکانے سے وزن کم ہو جاتا ہے۔ یہ روشنی کو منعکس REFLECT بھی کرتا ہے۔

اس میں یہ خاص خوبی ہوتی ہے کہ آفتاب کی کرنوں میں رکھنے کے بعد اس کو

مبارک ہے وہ جس نے محبت کی عظمت اور اہمیت کو سمجھا۔

اندھیرے میں لے جائیں تو کچھ دیر زیادہ منور اور روشن نظر آتا ہے۔ یہ اس کی معدنی طاقت ہے اور ہیرے کو گھسنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ ہیرا استعمال کرنے کے ساتھ کوئی دوسرا قدرتی و قیمتی نگینہ دوسری انگلی میں پہننا اثرات میں بہتر رہتا ہے۔

ہیرا جہاں زیادہ دستیاب ہوتا ہے وہاں آسمانی بجلی زیادہ گرتی ہے۔ یہ زیورات میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ بادشاہوں کے تاجوں اور تختوں کی زینت رہا ہے۔

قیمتی و نیم قیمتی ہیرے کی تفریق کے لئے کوئی خاص اصول نہیں۔ اس جواہر کی قیمت کا انحصار اس کی خوبصورتی، عمدگی، وزن، کمیابی، رنگ خاص قسم کی بلوری چمک دمک میں پائیداری اور تراش و کٹاؤ پر ہوتا ہے۔ ہیرا تراشنے میں اگر اس کے کسی حصے کو غلط تراش دیا جائے تو پھر اُس کی اصلاح ذرا مشکل سے ہوتی ہے۔ اس پر جلا کرنے والے اپنے ہاتھ میں چمڑے کے دستانے پہنتے ہیں۔ لیکن ہیرے پر جلا کرنے والوں کی نگاہ جلد خراب ہو جاتی ہے۔ روم کے لوگ ہیرے کو بطور جواہرات استعمال نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اس سے دوسرے قیمتی پتھروں پر کندہ کیا کرتے تھے۔ ۱۵۵۶ء میں برک نامی شخص نے ہیرے پر نقش کھودنے کا فن ایجاد کیا۔ کندہ کرنے کا طریقہ یہودیوں نے مصریوں سے سیکھا۔

ہیرا ہی صرف ایسا پتھر ہے جو ایک ہی کیمیائی جزو سے بنتا ہے اور سب پتھروں میں زیادہ سخت ہے۔ اس کا ٹوٹنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کاٹا جاتا ہے۔ اس سے تمام چیزوں پر خراش ڈالی جاسکتی ہے۔ ہندوستان میں گولکنڈھ کی ہیروں کی کانوں کا ذکر اکثر و بیشتر کتابوں میں تحریر ہے۔ گولکنڈھ، حیدر آباد دکن (ہندوستان) سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ کسی زمانہ میں گولگنڈھ ہیرے کی تجارت کی منڈی تھی۔

بیکار انسان کا دماغ شیطان کا مکان ہوتا ہے۔

برازیل بھی ہیرے کے لئے مشہور تھا۔ ہیرا زیادہ تر سونے کے ساتھ دریاؤں کے بلین میں کنکروں اور پتھروں سے دستیاب ہوا ہے۔

یہ پتھر پہاڑی سطحوں کے کنکروں اور پتھروں سے بھی حاصل کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن جنوبی افریقہ میں اس کی تاریخ کچھ مختلف ہے۔ شروع شروع یہاں بھی ہیرا دریا کے کنکروں اور پتھروں میں ملتا تھا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد نئے ذرائع دریافت کئے گئے۔ عام طور پر ہیرا کوئلے کے ساتھ کانوں سے نکالا جاتا ہے۔ سینکڑوں سال ہیرا بننے میں لگ جاتے ہیں۔ جب یہ نکالا جاتا ہے تو ایک کھردری معدنیات سے مشابہ ہوتا ہے اور کافی مرحلے طے کرنے کے بعد ہیرا تیار ہوتا ہے۔ عہد قدیم میں جس مقام پر ہیرا دستیاب ہوتا تھا وہاں انسان کو ڈسنے والے خطرناک جانور رہا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ہیرا نکالنے میں مشکل ہوتی تھی اور مختلف ترکیب سے حاصل کیا جاتا تھا۔ ہیرا جب دستیاب ہوتا تو مثل بلور کے مجموعہ یا گچھے کی شکل میں ہوتا ہے۔ تراشنے کے بعد اس میں برقی چمک اور شعاعیں نکلتی ہیں۔ جو کسی جواہر میں نہیں پائی جاتیں۔ نقلی ہیرا غیر شفاف ہوتا ہے۔

سیاہ ہیرا شیشے کو کاٹنے۔ شیشے کو پالش کرنے اور چٹانوں میں برما کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض صنعتوں میں اس کا استعمال بہت ضروری رہتا ہے۔

اقوام قدیم میں ہیروں کو خزانوں کی ساکھ سمجھا جاتا تھا۔ قدرتی حالت میں ہیرے کھردرے کنکروں کی حالت میں دستیاب ہوتے ہیں۔ ہیرے کی عمر کی کوئی حد نہیں اتفاقات کا کسی کو کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ ۱۸۶۷ء میں ایک آدمی نے ایک بچے کے پاس ایک عجیب قسم کا پتھر دیکھا۔ یہ بچہ ہوپ ٹاؤن جو دریائے اورنج پر واقع ہے۔ ایک کھیت میں کھیل رہا تھا۔ یہ اعجوبہ پتھر گول تھا۔ اس شخص نے یہ پتھر بچہ سے حاصل کر کے جب ماہر معدنیات کو دکھایا تو ہیرا نکلا۔ یہ ۲۲½ قیراط وزنی تھا۔ اس ہیرے کو پیرس میں ۱۸۶۷ء کی نمائش میں بھی دکھایا گیا۔ پھر ہیرے حاصل کرنے کے لئے دریاؤں

عقل سلیم خدا کا عطیہ ہے یہ غرور میں مبتلا ہونے سے بھاگ جاتی ہے۔

کی کھدائی شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ اونج اور وال دونوں دریاؤں کے رخ بدلے گئے تاکہ سطح سے کھود کر ہیرا نکالا جائے۔

ان دریاؤں کی سطحوں سے تقریباً ۹ ۳/۴ ۸۵ قیراط وزنی تک کے ہیرے کے ٹکڑے نکالے جا چکے ہیں۔

اسی زمانے میں دریائے وال کی خشک سطح میں ہیرے کی کئی کانیں دریافت ہوئیں اس میں "کمبرلے" کان مشہور ہے۔ لیکن اٹھارہویں صدی عیسوی سے پیشتر ہیرا صرف گولکنڈہ ہندوستان میں اچھا نکلتا تھا۔ یہ صدی ہیروں کے لئے بہت مشہور ہے۔ اس دوران جو شخص جتنا زیادہ دولت مند ہوتا تھا۔ اتنا ہی زیادہ ہیرے استعمال کرتا تھا۔ یا اس کے پاس محفوظ ہوتے تھے۔ دریاؤں سے نکالے ہوئے ہیرے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔ اس کی قیمت مارکیٹ اور زمانے کے لحاظ سے گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔

۱۸۸۸ء میں بغیر تراشے ہوئے ہیرے کی قیمت دنیا میں دو پونڈ سے تین پونڈ فی رتی ہوا کرتی تھی، لیکن صاف کئے ہوئے اور ترشے ہوئے ہیرے کی قیمت زیادہ تھی۔

اکثر ہیروں کی تہہ سبز پتوں پر ہوتی ہے نگینہ بنانے میں عام طور پر ۲۵ سے ۶۰ فیصد حصہ صاف کرنے میں کاٹ دیا جاتا ہے۔ شروع میں اس کا وزن قیراط کے نرخ میں ہوتا تھا۔ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا گیا مختلف ملکوں میں وزن اور تول بدلتا رہا۔ ہندوستان میں جواہرات رتی سے وزن کئے جاتے ہیں۔ ایک رتی ۷/۸ قیراط کے برابر ہوتی ہے۔

۱۹۰۷ء میں اوزان اور پیمائش کی بین الاقوامی مجلس نے پیرس کے ایک جلسہ میں طے کیا کہ تمام دنیا میں ایک ہی وزن اور پیمائش کے اوزان رکھے جائیں۔

دنیا کے تقریباً اسی ۸۰ مشہور ہیروں میں سے چند مندرجہ ذیل کا مختصر ذکر:

الیاس نظام ہیرا یہ مشہور ہیرا حیدر آباد دکن کے خزانے میں بغیر تراشہ ہوا محفوظ تھا اس کے متعلق مشہور تھا کہ وہاں کے کسی گھوڑ سوار کو راستہ سے ملا

ایمانداری بہت اچھا خلق ہے۔

تھا۔ اس وقت ریاست کے وزیر مال لالہ چندو لال اور نظام حیدر آباد جو خود بھی جوہر شناس تھے۔ جب ان کے سامنے پیش کیا گیا تو پتہ چلا کہ "کلورا" کی کان کا ہے۔ اس کا وزن ۳۴۰ قیراط تھا یورپ کے مشہور جوہری ہاربرٹ نے اس کی بڑی تعریف لکھی ہے۔

جیکب ڈائمنڈ: نظام حیدر آباد دکن کے خزانہ کا یہ بھی مشہور ہیرا تھا۔ اس کو یاقوبی ہیرا بھی کہتے تھے نایاب اور نوادرات میں شامل تھا۔ میر عثمان علی خان نے اسے ایک صدی قبل کسی بیرون ملک سے حاصل کیا تھا۔ اس کا وزن ۷۵ء۱۸۴ قیراط تھا۔ ایک ہیرا "کلی نان" CULLINAN ۱۵ جنوری ۱۹۰۵ء کو پریمیئر کا "ٹرانسوال" دریا کے قریب نکالا گیا۔ ۴ انچ لمبا، ۲½ انچ چوڑا اور ۲ انچ موٹا تھا۔ اس کا وزن ۲۰ء۶۲۱ گرام یا ۹۵ء۳۶ ۔ ایک پونڈ یا ۶، ۳۱ قیراط تھا۔ اس ہیرے کا نام سر تھامس کلے نان کے نام پر رکھا گیا تھا جو کہ پریمیئر کمپنی کے صدر تھے۔ اس ہیرے کو ٹرانسوال کی حکومت نے ۱۹۰۷ء میں ۱۵۰۰۰۰ لاکھ پونڈ میں خرید کر بادشاہ ایڈورڈ کو بطور عطیہ پیش کیا۔ اس ہیرے کے نو بڑے اور چھیانوے چھوٹے مزید ٹکڑے کئے گئے۔ یہ تمام ہیرے تاج میں جڑے ہیں یہ تاج لندن کی نمائش گاہ میں موجود ہے۔ "کلی نان ہیرا" تقریباً دنیا کا وزنی ہیرا ہے۔

ایک دوسرے ہیرے کا وزن اس سے بھی بڑھ گیا ہے یہ ۱۸۹۵ء میں برازیل میں نکالا گیا تھا۔ اس کا وزن ۹-۴۳۱ گرام یا ۵-۲۱۵۹ قیراط ہے۔

تیسرا دنیا کا سب سے وزنی ہیرا ایکسل سر (EXCELSIOR) مانا جاتا ہے۔ یہ ۱۸۹۳ء میں اورنج آزاد اسٹیٹ کی ایک کان سے نکالا گیا تھا۔ یہ ہیرا ۲½ انچ لمبا، ۲ انچ چوڑا اور ایک انچ موٹا ہے۔ اس کا وزن ۶ء۱۹۹ گرام یا ۲۱۵۹۵۲ قیراط ہے۔ اس ہیرے کا جب کوئی خریدار نہ مل سکا تو ۱۹۰۳ء میں ایک سو اکیس ٹکڑوں میں کاٹ دیا گیا۔

۱۹۳۴ء میں "جے کولبس جانکر" نے ہیری سیر کان سے ایک ہیرا نکالا، اس کا وزن

اَللّٰہ کی کائنات میں غور کرنا بڑی عبادت ہے۔

۷۲۶ قیراط تھا۔ یہ فوراً ہی ڈائمنڈ کارپوریشن نے ۷۵ ہزار پونڈ میں خرید کیا۔ بعد میں یہی ہیرا بہت زیادہ قیمت پر امریکہ میں فروخت ہوا۔

ان کے علاوہ ایک اور بڑا ہیرا "جوبلی" ہے یہ ۱۸۹۵ء میں جے گریس فاؤنٹین کی کان سے اورنج آزاد اسٹیٹ میں نکلا تھا۔ اسی سال ملکۂ وکٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی تھی۔ اس ہیرے کا وزن ۸ء۶۵۰ گرام تھا۔ لیکن صاف کرتے وقت اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

ایک اور ہیرا جس کا وزن ۶۰۰ قیراط سے زیادہ تھا۔ اسی کان سے ۱۸۸۳ء اور ۱۸۸۴ء کے درمیان میں پایا گیا تھا۔

ہندوستان میں بھی کئی نایاب ہیرے دستیاب ہوئے۔ ان میں ۷۶۰ء۹ قیراط کے وزن کا ہیرا ۱۸۸۱ء میں مدراس میں پایا گیا۔ ایک ہیرا شہنشاہ اورنگ زیب کے خزانے میں ۱۶۶۵ء میں تھا۔ یہ بہترین تراش کا اور اس کا وزن ۲۸۰ قیراط تھا۔ اس کے متعلق مزید تفصیل نہیں مل سکی۔ دُنیا کے بڑے ہیروں میں راجہ صاحب فتح پور (بھارت) کے پاس "گوبند" نامی ہیرا تھا، اس کا سائز لیموں کے برابر اور قیمت نوّے ہزار پونڈ بتائی جاتی تھی۔

دُنیا کا مشہور "کوہ نور" ہیرا : یہ ہیرا پندرہویں صدی عیسوی میں گولکنڈہ کی کان سے نکلا ہوا اپنی نوعیت کا انوکھا ہے۔ جس کا وزن ۸۰۰ کیرٹ تھا۔ یہ ہیرا دُنیا کا قدیم ترین ہے۔ اس کی کہانی چار ہزار سال سے کتب میں درج ہے۔ تاریخی حیثیت سے اس کا واقعہ عجیب دلچسپ ہے۔ اہل ہنود اپنی کتب میں لکھتے ہیں کہ یہ ہیرا ایک صدی قبل مسیح راجہ اجین کے قبضہ میں رہا اس کے بعد شاہان مالوہ کی ملکیت میں آیا پھر علاؤالدین خلجی کے پاس پہنچا۔ بقول مورخین پانی پت کی لڑائی کے بعد "کوہ نور" مغل بادشاہ

سُستی مُفلسی کی جڑ ہے۔

ہمایوں کے پاس محفوظ ہو گیا، بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ یہ ہیرا نادر شاہ کے پاس رہا۔ اس کے قتل کے بعد احمد شاہ ابدالی اس کو افغانستان لے جانے میں کامیاب ہوا۔ پھر حالات نے رُخ بدلا تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس آیا۔ ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے پنجاب میں سکھ فوج کو شکست دی تو سرہنری لارنس نے ڈاکٹر جان لاگن کو حکم دیا کہ قلعہ لاہور میں قیمتی جواہرات کی فہرست بنائیں۔ اس وقت قلعہ کی موتی مسجد کے توشہ خانہ میں رنجیت سنگھ کا سونے کا تخت جواہرات سے آراستہ، ہاتھی کا ہودہ اور نادرات و قیمتی اشیاء محفوظ تھیں۔ ڈاکٹر لاگن کی فہرست میں کوہِ نور ہیرا بھی شامل تھا، ایسٹ انڈیا کے بورڈ نے طے کیا کہ اس ہیرے کو ملکہ وکٹوریہ کو بطور تحفہ پیش کیا جائے۔ ڈاکٹر لاگن نے ہیرے کی تفصیل حاصل کرنے کے لئے تین آدمیوں کا انتخاب کیا ان میں دیوان دینا ناتھ نورالدین اور امرتسر کا کروڑپتی سکھ جو حکومت کا خزانچی بھی تھا شامل کر لیا گیا۔ اس خزانچی نے تفصیل معلوم کی تو پتہ چلا کہ شاہ شجاع والیٔ افغانستان نے جب رنجیت سنگھ سے پناہ طلب کی تو رنجیت سنگھ نے شاہ شجاع الملک پر دباؤ ڈالا کہ کوہ نور ہیرا اس کے حوالے کر دے لیکن شاہ نے ایک قیمتی پکھراج دیا۔ یہ پکھراج بھی ضبط کر لیا گیا تشدّد کرنے پر ہیرا شاہ کو حوالہ کرنا پڑا۔ مہاراجہ نے اسے اپنے خزانہ میں محفوظ کر لیا۔ ۱۸۳۸ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ بیمار ہوا۔ نجومیوں نے مشورہ دیا کہ "کوہ نور" کو خیرات کر دیا جائے۔ مہاراجہ نے حکم دیا کہ اس ہیرے کے بجائے نقد رقم خیرات کی جائے اس طرح یہ ہیرا ظاہر نہ ہو سکا۔

"کوہ نور" کو لندن روانگی سے قبل ڈاکٹر جان لاگن ہر وقت اپنے کمر میں باندھے رکھتا تھا اور حکم تھا کہ رہائش گاہ پر سخت پہرہ رہے۔ ۱۸۴۹ء میں لارڈ ڈلہوزی لاہور آیا۔ ڈاکٹر جان لاگن نے ایک خاص تھیلی میں ڈلہوزی کے حوالے کر دیا۔ اس نے ۶ اپریل ۱۸۵۰ء کو رائل نیوی کے ذریعہ ایچ۔ ایم۔ ایس منڈیا نامی جہاز سے براستہ

شریعت اصول ہی کا نام ہے۔

بمبئی لندن بھیج دیا۔ اس نایاب ہیرے کا بکس خود وزیراعظم نے اپنے ہاتھ سے قصر بکھنگم میں کھولا اور ملکہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ لندن میں اس کے لئے بہت خوشی کے ساتھ جشن منایا گیا۔ کوہ نور کو تراش کے لئے ہالینڈ روانہ کر دیا گیا تاکہ نئے طرز میں ہو جائے ادھر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے لڑکے دلیپ سنگھ کو لندن لایا گیا تاکہ نئے طرز میں ترشہ ہوا کوہ نور ہیرا وہ اپنے ہاتھ سے ملکہ کی خدمت میں پیش کر دے۔ اس سلسلے میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں پروگرام کے تحت اس نادر ہیرے کو آداب شاہی کے طرز میں پیش کر دیا گیا۔ اس ہیرے کے متعلق مشہور ہے کہ جس کے پاس رہا اس کو تباہ و برباد کر دیا۔ تاریخی حالات سے بھی یہی پتہ چلتا ہے مثلاً "کارتار"، جنگ میں شکست کھا کر قتل کر دیا گیا۔ "اوجین" کے ہاتھ سے حکومت نکل گئی۔ "شاہ رُخ" اندھا ہو کر قتل کیا گیا۔ "شاہ شجاع" قید میں اندھا ہوا۔ مہاراجہ رنجیت فالج میں مبتلا ہوا۔ کھڑک سنگھ کو زہر دیا گیا۔ شیر سنگھ کو گولی ماری گئی وغیرہ۔ برطانیہ کا عروج زوال میں تبدیل ہوا۔ یہ مشہور ہیرا ملکہ میری کے تاج میں جڑا ہوا ہے۔ ملکہ ایلزبتھ نے تاجپوشی پر جو تاج پہنا تھا، اس میں یہ ہیرا لگا ہے۔ اس ہیرے کے لئے مشہور ہے کہ عورت کو راس آتا ہے۔ لیکن مردوں کے لئے نحس اور نقصان رساں ثابت ہوا ہے۔ ان تواریخی ہیروں میں جہاں دلچسپی ہے وہاں بادشاہوں کے زوال، ان کی روایتی وابستگی خاص طور پر نمایاں ہو جاتی ہے۔

ایک اور ہیرا "ارلو" نامی ہندوستانی طرز پر تراشہ ہوا جس کا وزن ۱۹۹ء۴ کیرٹ ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ ہیرا روس کی ملکہ دوم کیتھارائن کو ۱۷۷۳ء میں دیا گیا تھا۔

شاہ نامی ہیرا بھی ہندوستانی ہے۔ گولکنڈا کی کان سے دستیاب ہوا تھا۔ اس کا کنارہ ایسا ہے کہ ڈورے میں باندھ کر بطور لاکٹ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور روس کے خزانے میں موجود ہے۔ یہ حیرت انگیز بات ہے کہ اس ہیرے پر اس کی تاریخ اور ایک

کسی کو بے باکانہ وہ نہ کہو جس کو تو نہیں جانتا۔

نقش سے نظام شاہ کا نام ظاہر ہوتا ہے۔ اس ہیرے پر دوسرے نقش سے ۱۵۹۱ء اور شاہجہاں کا نام ظاہر ہوتا ہے۔ تیسرا نقش ایرانی شاہ فتح علی کا ہے۔ جس کا تعلق ۱۸۲۴ء سے ہے۔ اس کا وزن ۸۸ء۷۰ قیراط ہے۔

کچھ ہیرے "فلورین ٹائن"، گرینڈ ڈیوک آف نیوز کنی آسٹریلین بلو نامی پندرھویں صدی سے مشہور ہیں۔ اور ہندوستانی تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں۔

"پٹ یا ریجنٹ"، نامی ہیرا حیدرآباد دکن (بھارت) سے مس پٹ نے جو فورٹ سینٹ جارج مدراس کے گورنر تھے۔ بیس ہزار پونڈ میں خریدا تھا۔ گولکنڈا سے ۱۵۰ میل کے فاصلے پر کستنا کی کان سے نکالا گیا۔ یہی ہیرا پھر گورنر پٹ نے "ڈیوک آف آرلینس" کے ہاتھ تقریباً ایک لاکھ ۳۵ ہزار پونڈ میں فروخت کیا۔ اس کا وزن ۴۱۰ قیراط تھا۔ تراشنے کے بعد ۱۳۵ قیراط رہ گیا۔ اس ہیرے کو تراشنے اور بنانے میں دو سال کا عرصہ لگا۔ اور تراشنے میں پانچ ہزار پونڈ صرف ہوئے۔ یہ ہیرا فرانس پہنچا۔ ۱۷ اگست ۱۷۹۲ء میں انقلاب فرانس میں چوری ہوا لیکن چور اُسے علیحدہ نہ کر سکے آخر واپس کرنا پڑا۔ اب اس وقت پیرس میں ہے۔ یہ تمام ہیرے ۱۷۵۳ء میں برطانوی عجائب خانہ میں لائے گئے تھے۔ کراؤن آف اسٹیٹ جو ملکہ وکٹوریہ کے لئے تیار ہوا تھا۔ اس تاج میں ایک ہیرا "سیکنڈ اسٹار آف افریقہ" نامی لگا ہوا ہے۔

ٹرانس وال کے عہد میں یہ ہیرا ۱۹۰۷ء میں شاہ ایڈورڈ ہفتم کو پیش کیا گیا تھا۔

ایک ہیرا "تاج ماہ" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ہیرا امیر جملہ کے ہاتھوں شاہ جہاں کو پیش کیا گیا تھا۔ یہ خاندانِ مغلیہ سے نادر شاہ کے ہاتھوں سے گزرتا ہوا شاہ فارس کے پاس پہنچا۔ اس کا وزن ۱۴۶ قیراط تھا۔ اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے انوکھا اور بڑی خاص آب و تاب کا ہیرا تھا۔ اب یہ شاہی خزانہ ایران میں بتایا جاتا ہے ایک نادر ہیرا "الماس شاہ عباس" کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۸۳۲ء میں جب

غرور و نخوت اور خود پسندی گمراہی کا نشان ہے۔

شاہ عباس مرزا کی فوج نے خراسان کا محاصرہ کیا تو یہ نادر ہیرا ایک اجنبی آدمی کے ذریعہ شاہ عباس مرزا کے ہاتھ آیا، اس کا وزن ۱۳۰ قیراط تھا۔ یہ ہیرا ایک طرف سے چوڑا تھا۔

"الماس اکبر شاہ جہانگیر شاہ" شاہجہاں کے عہد تک خاندانِ مغلیہ میں رہا۔ اس ہیرے پر شاہجہاں نے دونوں طرف طغرے کندہ کرائے تھے۔ جس پر ۱۰۲۸ء کندہ تھا۔ یہ ہیرا سترہویں صدی عیسوی کے آخر میں لاپتہ ہوگیا۔

"الماس نپولین" کے نام سے مشہور تھا۔ شاہ نپولین بوناپارٹ سے آٹھ ہزار پونڈ میں خریدا تھا۔ جب نپولین کی شادی ہوئی تو اس نے اپنی تلوار کے قبضہ میں مزین کرایا تھا۔

برازیل ڈائمنڈ اسٹار آف ساؤتھ

: یہ نایاب ہیرا ۱۸۵۳ء میں برازیل کی کان سے دستیاب ہوا اس کا وزن ۸۸ء۲۶۱ قیراط تھا اور چالیس ہزار ڈالر میں فروخت ہوا۔ بعد میں تراشہ گیا اور مہاراجہ بڑودہ نے خرید کیا تھا۔

اسی قسم کا دوسرا ہیرا بھی برازیل سے دستیاب ہوا تھا یہ مسٹر ڈرسڈن کے نام سے منسوب اور مشہور ہے۔ بُندے کی شکل میں تھا اسے بھی مہاراجہ بڑودہ نے خرید کیا تھا۔

دریائے نور

: یہ "اولول" ہیرا مغل اعظم سے منسوب ہے۔ ماہرین کے خیال میں ہندوستانی ہیروں میں اعلیٰ ترین تھا۔ یہ گولکنڈا کی کان کلور سے سترہویں صدی میں دستیاب ہوا اور سری رانگم کے مندر ترچناپلی میں برہما کی مورتی کی آنکھ کی جگہ نصب تھا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے اوائل میں ایک فرانسیسی سپاہی نے مندر کے پوجاری سے مل کر اُسے حاصل کر لیا۔ اور انگریزی جہاز کے ایک کپتان کے ہاتھ دو ہزار ڈالر میں فروخت کیا۔

ایمان میں امن اور مُراد ہے کفر میں تباہی۔

ناسک NASSAK

: اس ہیرے کا نام ایک "ناسک" جگہ کے نام سے منسوب ہے۔ جو بمبئی سے تقریباً سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ ہیرا جوار کے مندر میں تھا۔ مرہٹوں کے دور میں اسے مندر سے نکال لیا گیا اور ۱۸۱۸ء میں مالِ غنیمت کے طور پر ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ میں آیا۔ پھر ایک مشہور جوہری نے اسے خرید کر لیا۔ اس کی شکل مخروطی تھی لیکن بعد میں خوبصورت طرز میں تراشہ گیا۔ ۱۸۳۷ء میں مارکوئس آف ویسٹ منسٹر نے خرید کیا اور اب تک اس کے خاندان میں محفوظ ہے اس کا وزن ۸۹ ۲/۹ قیراط تھا اب ۸۰ ۱/۴ قیراط ہے۔

پولار اسٹار POLAR STAR

یہ خوبصورت ہیرا صرف چالیس قیراط وزن کا ہے۔ اور روس کی ملکیت میں تھا۔

ہُوپ HOPE

یہ انوکھا اور رنگین ہیرا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کا وزن ۴۴ ۱/۴ قیراط ہے۔ رنگ اس کا نیلم جیسا ہے۔ یہ گولکنڈا کے کلور اکان سے دستیاب ہوا تھا۔ مسٹر ناورنر نے اپنی سیاحت کے دوران ۱۶۴۲ء میں خرید کیا اور ۱۶۶۸ء میں مسٹر لوئس کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ یہ ہیرا انقلاب فرانس کے بعد ۱۷۹۲ء سے ۱۸۴۰ء تک لاپتہ رہا۔ ۱۸۴۰ء میں اس کے منحوس اثرات کے متعلق بہت سے مختلف مضامین شائع ہوئے۔ پھر یہ ۱۸۶۸ء میں فروخت ہوا اور امریکہ چلا گیا۔ ۱۹۰۹ء میں فرانس کے ایک بڑے جوہری نے خریدا اس کی قیمت اندازاً ۴۲۰۰۰ ڈالر تھی۔ یہ ہیرا اب تک بدنصیبی کے لئے مشہور ہے۔

اگر تو خدا کے کام کی عزت نہیں کرتا تو خود کہاں سے عزت پائے گا۔

پاشا آف ایجپٹ PASHA OF EGYPT

یہ چالیس قیراط کا خوبصورت اور آب و چمک میں بے نظیر ہیرا ابراہیم وائسرائے آف مصر نے اٹھائیس ہزار ڈالر میں خریدا تھا مصری جواہر خانہ میں سب سے اعلیٰ یہی ہے۔ بغداد کے خلیفہ مامون الرشید کی شادی کی خوشی کے موقع پر محل کی چھت سے چھوٹے چھوٹے ہیرے تمام مہمانوں پر برسائے گئے۔ تاریخی لحاظ سے تخمیناً ان ہیروں کی قیمت اس وقت پندرہ لاکھ ڈالر سے زائد تھی۔

نقلی ہیرا بھی بنایا جاتا ہے۔ یہ شیشہ سے بنتا ہے۔ کچھ چالاک لوگ ایک اصلی ہیرا اور دوسرا نقلی تلے اوپر جوڑ دیتے ہیں۔ یہ دیکھنے میں ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن خوردبین سے اس کا جوڑ معلوم ہو سکتا ہے۔ گرم پانی، تیل یا اصلی شراب میں ترکیبی ہیرا ڈالنے سے ٹکڑے جدا ہو جاتے ہیں۔ ترکیبی ہیرا بنانے میں کافی اخراجات ہوتے ہیں۔

ایک فرانسیسی کیمیا گر جس کا نام موئش تھا۔ اس نے ترکیبی ہیرا مثل اصلی بنانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اخراجات زیادہ ہونے پر تجارتی نقطۂ نظر سے یہ تجربہ کامیاب ثابت نہ ہوا۔

کچھ اور لوگوں نے بھی ترکیبی ہیرے بنانے میں مختلف طریقے اختیار کئے۔ لیکن مستقل طور پر کارآمد ثابت نہ ہو سکے۔ الزبتھ ٹیلر کے تاج میں تمام گراں بہا ہیرے جڑے ہوئے ہیں۔ ان تمام ہیروں کی مجموعی قیمت کا اندازہ چھ کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ اس تاج کے لئے مشہور ہے کہ زیادہ دیر تک اس پر نظر رکھنے سے ہیروں کی چمک دمک کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ بینائی کمزور ہو جاتی ہے۔

قدرتی ہیرا تیار ہونے میں سینکڑوں سال لگتے ہیں۔ جبکہ مصنوعی ہیرا

کسی خداداد قوت کو ضائع نہ کرو، بلکہ درست محل عمل معلوم کرو

سائنسداں چند مہینوں میں تیار کر لیتے ہیں۔ کارخانوں میں آگ کی بھٹیوں میں ایک مقررہ وقت تک مصنوعی امی ٹیشن کی قلمیں رکھی جاتی ہیں۔ ان قلموں میں کیمیائی اجزاء شامل کئے جاتے ہیں اور آگ کی حرارت سے رنگ چڑھ جاتا ہے پھر ان کو تراش اور خراش کر مثل اصلی ہیرے کے بنایا جاتا ہے۔ مصنوعی شناخت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ان کے اندر بھی بہت سے رنگ پوشیدہ رہتے ہیں۔

ہیرے کی مشہور کانیں کانگو، پرتگال، انگولا کی سرحد، ساؤتھ افریقہ، گھانا، جنوبی روڈیشیا، ٹانگانیکا، بورنیو، اورنیو، آسٹریلیا، ساؤتھ ویلز و برطانوی گنی میں ہیں۔ ہندوستان کے چندر گپتا کے دورِ حکومت میں اس کی تجارت میں خاصی اہمیت تھی جس کی وجہ سے اس پر ٹیکس لگتا تھا۔
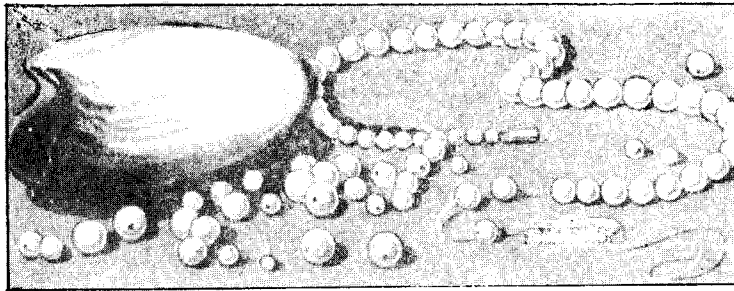
موتی و سیپ

ہیرا چٹان کے ٹکڑے میں

غیبت بدترین گناہ ہے۔
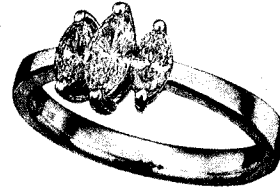
یاقوت

فارسی میں بہرمانی، سنسکرت میں مانکیہ پدم راگ اور انگریزی میں RUBY اور اوبس، روبن کہتے ہیں۔ اس کا رنگ گہرا سُرخ، گلابی، نارنجی، زعفرانی، ارغوانی چمکدار ہوتا ہے۔ از قسم جواہر ہے۔ سیاہی مائل خراب مانا گیا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک و معتدل ہے۔ اس پتھر کی سختی نو درجہ ہوتی ہے اور یہ ہیرے سے کٹ سکتا ہے۔ اگر فلٹر سے اس کی روشنی کی شعاع پاس ہو جائے تو نقلی ہوتا ہے۔ رنگ میں سُرخ مثلِ کبوتر کی آنکھ عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ زمانۂ قدیم کی ایک نادر کتاب میں تحریر ہے کہ اس پتھر کی خلقت آبِ شیریں سے ہوتی ہے۔ جو دو پتھروں کے درمیان ایک عرصہ تک رہتا ہے۔ یہ پانی گاڑھا ہو کر صاف اور سنگین ہو جاتا ہے۔ پتھروں کی گرمی اور حدت اس کو پختہ کر کے سخت کر دیتی ہے۔ اس جواہر میں کیمیائی طور پر ۹۸ فیصد ایلومونا ڈیڑھ سو فیصد چُونا اور معمُولی مقدار میں کرومیم شامل ہوتی ہے۔ اس کو کئی درجہ دے کر مختلف نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ سُرخ احمری، گہرا لال، سُرخ اودی، گلابی رنگ، سُرخ نارنجی، گہرے لال میں پیلا رنگ ظاہر کرے۔ سُرخ، لیموی، زردی مائل، یاقوت رمانی، جس کا رنگ انار کے دانے سے مشابہ ہو۔

بقول ارسطو یاقوت شریف و نفیس ہے۔ اس میں کچھ نقطے معلوُم ہوتے ہیں اور مختلف قسم کے عکس ہوتے ہیں۔ کان سے نکلتا ہے۔ یہ پتھر سب جواہرات سے افضل کہا گیا ہے۔ اور بڑا قبولِ نظر ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم کے شعرا اس جواہر کو اپنے لبِ محبوب سے تشبیہہ دیتے تھے۔ یاقوت کو شبِ چراغ بھی کہا گیا ہے یہ فروغِ دلی محبت اور شفقت بڑھاتا ہے۔ پرُانے زمانے میں رسمِ شادی کے لئے یاقوت کی انگوٹھی کی بڑی

"کرشمۂ قدرت مع اضافہ"

قدرتی رنگین، چمکدار، دیدہ زیب قیمتی ... کا خاص تحفہ

Energy & Beauty

نیلم

زبرجد

کٹیلا

"یاقوت" اپنی اصلی شکل میں (کھڑ)

پکھراج زرد

یاقوت

برمی یاقوت

عقیق یمنی کی پنچی

عقیقِ یمنی برنگ کلیجی، دُھنیلا، حدید چینی، زمرّد، مونگا وغیرہ

علم کے ساتھ عمل ضروری ہے۔

اہمیت تھی۔ ازدواجی زندگی میں بڑا معاون پتھر ہے۔ زمانۂ حال میں بھی انگوٹھی پہننا نیک شگون اور پختگی کا باعث رہتا ہے۔ اس کو وفاداری رفاقت و دوستی کا معاون سمجھا جاتا ہے۔ تعلقات بہتر رکھتا ہے۔ فکر اور پریشانی دور کرتا ہے۔ اس میں حرارت زیادہ ہے۔ اس کا رنگ مزاج میں تیزی اور پھرتی پیدا کرتا ہے۔ ترقی روزگار میں ذرائع پیدا کرتا ہے۔ امورِ معاش کے لئے اچھا پتھر ہے۔

جوہری حضرات اس کو کئی اقسام میں تقسیم کرتے ہیں، چولان، چکا رنگ گاڑھا سُرخ ہو، بنوسی معمولی سیاہی مائل، کھیرا، اس کا رنگ سُرخ کتھئی، اطلسی، یہ گہرا سُرخ یاقوت ہے۔

طبی طرز میں اس کا سُرمہ آنکھ کی بصارت کو تیز کرتا ہے۔ اور یہ پتھر مرضِ طاعون سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کو رگڑنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ مفرح قلب و مقوی اعضائے رئیسہ ہے اور رطوبت خشک کرتا ہے۔ مفرح ہے۔ وحشت اور دافع زہر ہے۔ خفقان کو فائدہ کرتا ہے۔ یاقوت کے پیالے میں شراب رکھنے سے اس کا نشہ اور تیزی زائل ہو جاتی ہے۔

یاقوت جاری خون بند کر دیتا ہے اور مصفیٔ خون ہے۔ یہ پتھر کل جواہرات سے افضل ہے۔ اس کے دیکھنے سے بینائی تیز ہوتی ہے۔ اس کو املی کے پانی سے صاف کیا جا سکتا ہے۔

خراب پسینہ، بدبُو، دھواں، اصلی یاقوت پر بُرا اثر ڈالتا ہے۔ اس جوہر میں چیر (پرت) مثل ابرق کی چادر کے شگاف دار دھاریاں و نیز زردی مائل رنگ عیب سمجھے جاتے ہیں۔

بقول حکمائے سابقین یہ جواہر استقلال، ہمت اور طاقت برقرار رکھتا ہے مرضِ مرگی، ہیضہ، طاعون سے محفوظ رکھتا ہے۔ خون کو باقاعدہ متحرک رکھتا ہے۔ اس کی

بن بھید بیوپار پرایا ہوتا ہے۔

انگوٹھی گٹھیا کے مرض میں مُفید ہے۔ دل میں شیطانی حرکت پیدا نہیں ہونے دیتا۔ خونی امراض میں بھی مُفید ہے۔ روح کو طاقت دیتا، پیاس کی شدّت کم کرتا ہے۔ اس کے استعمال سے مرض گٹھیا نہیں ہوتا اور اس کی انگوٹھی امراضِ قلب کو دفع کرتی ہے۔

اس پتھر کے متعلق مستند کتب میں نظر سے گزرا ہے کہ تمام پہاڑوں سے پہلے اس پتھر نے ولایتِ اہلِ بیت علیہ السلام کا اقرار کیا۔ ارشاد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہے کہ یاقوت ہاتھ میں پہننے سے فقر و پریشانی دفع ہوتی ہے۔ آپؑ کے دستِ مبارک میں منجملہ اور انگوٹھیوں کے یاقوت کی انگوٹھی بھی تھی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا بھی ارشاد ہے کہ یاقوت فقیری زائل کرتا ہے۔
شیخ محمد بن بابویہ علیہ الرحمۃ کتاب ثواب الاعمال میں آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ یاقوت کی انگوٹھی پہننا مسنون اور ثواب ہے یہ نگینہ سب سے افضل ہے۔

جناب مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں ہر مومن کے لئے یاقوت کی انگوٹھی بہتر جانتا ہوں۔ بعض کتب میں ان ہی حضرات سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی انگشتری جو حالتِ رکوع میں سائل کو آپ نے مرحمت فرمائی تھی وہ یاقوت سُرخ کی تھی۔ اس کا وزن پانچ مثقال اور چاندی چار مثقال (کل انگشتری تقریباً تین تولہ ساڑھے چھ ماشے وزن کی تھی۔) قیمت اس کی چھ سو خروار نقرہ اور چار خروار طلائی تھی۔ کتب میں اس کے متعلق تحریر ہے کہ وہ انگوٹھی طوق بن حران کی تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ ابنِ کناد کی تھی۔ جس وقت حضرت علی علیہ السّلام نے اس کافر کو قتل کیا۔ اس کے ہاتھ میں یہ انگشتری تھی۔ یہ انگشتری حضرت رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں دی گئی۔ آنحضرتؐ نے وہ انگشتری حضرت علی علیہ السلام ہی کو عطا فرما دی۔ آپؑ نے اس کو زیبِ انگشت فرمایا۔ تہذیب المتین جلد ۱ اور دیگر کتب میں تحریر ہے کہ ایک روز ہمراہ حضرت خاتم الانبیاءؐ مع دیگر اصحاب نماز ظہر مسجد میں

دل ہل جاتے ہیں پر خیالات ہل جانے پر کامیابی ہے۔

ادا فرما رہے تھے کہ ایک شخص بصُورت سائل مسکین صفوف نماز کے گرد پھر رہا تھا اور سوال کر رہا تھا۔ جب کسی نے توجہ نہ کی تو اس نے دستِ دُعا رب العزّت کی بارگاہ میں بلند کئے اور کہا کہ میں نے تیرے رسُول کی مسجد میں سوال کیا۔ کسی نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ اب میں محروم ہو کر جاتا ہُوں۔ یہ الفاظ حضرت علی علیہ السلام نے سُنے۔ آپؑ نے انگشتِ مُبارک کو اس کی طرف حرکت دی۔ مسکین قرینہ سمجھ گیا۔ اس نے جلد انگشتری اُتار لی۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس واقعہ سے واقف ہوئے۔ بعد فراغتِ نماز دستِ مبارک بجانب آسمان بلند فرمائے اور مناجات کی، ابھی مناجات حضرتؐ کی ختم نہ ہوئی تھی کہ جبرئیل علیہ السّلام نے نزول فرمایا اور اس آیت سے بشارت دی۔ (اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ) یعنی یقیناً (صرف ایسا ہی ہے کہ) اللہ اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان والے ہیں (ایسے ایمان والے جو) نماز پڑھتے ہیں اور بحالتِ رکوع (اثنائے نماز میں) زکوٰۃ دیتے ہیں۔

حاکم و ادنیٰ و افضل کوئی نہیں ہے کہ تصرف تمہارے امُور میں کرے۔ مگر خُدا اور رسُول اور وہ شخص ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اثنائے نماز میں بحالتِ رکوُع زکوٰۃ دیتے ہیں۔

بعض کتب میں اس طرح تحریر ہے کہ بوقتِ نماز ظہر جنّات و بنی آدمؑ حاضر تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام بھی بصورت سائل آکر درمیان صفوں کے پھرتے تھے۔ جب وقت رکوع آیا پشت حضرت علی علیہ السّلام آکر کھڑے ہو گئے اور سوال کیا۔ حضرتؑ نے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔ انگوٹھی دستِ مبارک کرامت ظہور سے سائل کی طرف چلی گئی۔ اس واقعہ سے ملائکہ میں ایک گفتگو اور غلغلہ پیدا ہوا اسی اثناء میں حضرت جبرئیل علیہ السّلام رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ارشاد

صحبت جلد اثر کرتی ہے۔

فرمایا کہ بے شمار نعمتیں آپ کے خاندان کے لئے پروردگار عالم نے عطا فرمائی ہیں۔ آنحضرت نے حضرت علی علیہ السلام سے اس واقعہ کو بیان فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ نعمت فانی اور ناپائیدار دُنیا ہے۔ اس کے حلال مال میں حساب اور حرام میں عذاب ہے۔

مناقب مرتضوی اور امام غزالیؒ نے کتاب سرّ العالمین میں بھی یہی واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ انگشتری حضرت سلیمان ابن داوٗد علیہ السلام کی تھی۔ اور تبرکات انبیاءً علیہم السلام میں داخل رہے۔ جب یہ انگشتری حضرت علی علیہ السلام نے سائل کو دے دی۔ پھر ائمہ طاہرین علیہم السلام کو کیوں کر پہنچی۔ بہ حیثیت میراث ہونے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس انگشتری کو کافی رقم میں خرید فرمایا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ سائل ملک تھا اور ملائکہ حرص وطمع سے پاک ہوتے ہیں یہ انگشتری واپس حاضر خدمت کر دی ہو۔

بعض علمار نے تحریر فرمایا ہے کہ یہی انگشتری حضرت صاحب الزمانؑ شریک القرآن عجل اللہ فرجہ (بارھویں امام حضرت مہدی علیہ السلام) کے پاس موجود ہے۔ اس انگشتری پر حضرت علی علیہ السلام نے کلمات (سُبحان من فخری بانی لہٗ عبد) کندہ کرلئے تھے۔ اس واقعہ کو محمد بن بابویہ علیہ الرحمۃ نے کتاب امالی میں تحریر فرمایا ہے کہ شانِ نزول آیۂ شریف حضرت امام باقر علیہ السلام کی ایک حدیث اس طرز پر ہے کہ ایک جماعت یہودیوں کی جن میں عبد اللہ ابن سلام و اسد ابن یامین و ابن صوریا جو مشرف باسلام تھے۔ ایک روز حاضر خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے۔ اور عرض کیا کہ حضرت موسیٰؑ نے یوشع ابن نون کو اپنا جانشین اور وصی کیا تھا۔ آپ کا وصی کون ہوگا۔ آپ کے بعد ہمارا پیشوا کون ہوگا۔ پس آیۂ مذکورہ نازل ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اٹھو اور مسجد میں چلو۔ جب وہ لوگ ہمراہ حضرت گئے، دیکھا کہ مسجد سے ایک سائل جا رہا ہے۔ حضرت نے اس سائل سے دریافت فرمایا تمہیں کسی نے کوئی چیز

نصیحتوں کو قبول کرو، یہی دل کی حیات ہے۔

دی ہے۔ اس سائل نے عرض کیا کہ یہ انگوٹھی مجھے ایک مرد نے دی ہے جو نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ کس حالت میں دی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ حالتِ رکوع میں۔

یہ سُن کر حضرت خاتم الانبیاءؐ نے اور اہلِ مسجد نے تکبیر کہی۔ حضرت رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام میرے بعد تمہارا ولی ہے سب نے کہا ہم راضی ہیں۔

ہر دو احادیث میں ایک دوسرے سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ یعنی ایک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریکِ نماز ہونا اور دوسری میں حضرت کا اس وقت تشریف لے جانا جب سائل واپس جا رہا تھا ممکن ہے سائل کو دوبارہ انگوٹھی دی ہو اور دوبار آیت نازل ہوئی ہو جیسا کہ سورۃ فاتحہ ایک بار مکہ معظمہ میں بوقت نماز فرض اور دوسری دفعہ جب قبلۂ بیت المقدس سے مکہ معظمہ کی طرف تبدیل ہوا۔ کسی امر کی تکرار سے اس کے استحکام اور بلیغ ہونے کا ثبوت ہوتا ہے۔ ۲۴ ذوالحجہ کو نزول آیت ہے۔ اسی روز سائل کو انگوٹھی مسجد میں مرحمت کی گئی۔ کتاب "آیاتِ جلی"، ۱۳۳۰ھ میں تحریر ہے کہ سب سے مستند اور سب سے قومی قول خود اللہ جل شانہٗ کا ہے جو اس واقعہ پر پورا حاوی ہے۔

صاحبِ کشاف و علامہ نیشاپوری و حافظ ابونعیم و ثعلبی وغیرہ جو مشہور مفسرین ہیں اور علمار ہیں صحاح ستہ و مسند ابن حنبل و مناقب منازل و نسائی میں تصریحاً تحریر کرتے ہیں کہ ان آیات کا مقصد و مفہوم اس طور پر ہے کہ حافظ حامی تمہارے دین کے اور اولی تصرف کرنے کے لئے تمہارے کاموں میں یہی تین ہیں۔ اوّل خدا تعالیٰ پیدا کرنے والا اور عالم تمہارے خیر و شر کا ہے۔ دوسرے رسولؐ کہ پیغمبر مبین تمہارے افعال حلال و حرام سے واقف ہیں۔ تیسرے وہ لوگ کہ صفت ان کی یہ ہے کہ نماز پڑھتے

احسان جتانا احسان کو باطل کرنا ہے۔

ہیں اور حالتِ رکوع میں سائل کو زکوٰۃ مرحمت فرماتے ہیں۔

آیت میں خلاقِ عالم نے اپنی عنایت کا اظہار فرمایا ہے۔ اس طور پر کہ جس کلمہ سے اپنا اور اپنے رسولؐ کا وصف بیان فرمایا۔ اسی کلمہ سے حضرت علی علیہ السلام کی بھی صفت بیان فرمائی۔ حضرت علیؑ بھی انہیں اوصاف سے متصف ہیں۔ ان کے حکم کے مخالف خدا اور رسولؐ کے مخالف ہیں ایک قدیم قلمی کتاب میں یاقوت کو حجر علیؑ تحریر کیا گیا ہے۔ ع

انگوٹھی دی جو سائل کو علیؑ نے غل ہوا ہر سُو
گدا کو مرتبہ حیدرؑ نے بخشا ہے سلیماں کا

اسی سلسلے میں ایک واقعہ اور عرض کر دوں جس کے متعلق منقول ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے ایک انگوٹھی اپنے پدر بزرگوارؐ سے طلب فرمائی۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ بعد فراغت نمازِ عشاء انگوٹھی اپنے خالق سے طلب کرنا جو میرے عطا کرنے سے بہتر ہوگی۔ راوی کہتا ہے کہ صدیقہ عالمؑ نے بعد فراغت نمازِ عشاء دُعا کی۔ ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ چیز مطلوبہ زیر جائے نماز موجود ہے۔

جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنی جائے نماز کے نیچے دیکھا "انگوٹھی یاقوت نہایت بیش بہا خوش رنگ موجود ہے۔ آپؑ بہت خوش و مسرور ہوئیں۔ دستِ مُبارک میں پہنی۔ جب آپؑ نے آرام فرمایا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ داخلِ بہشت ہیں۔ جس میں تین قصر عالی شان ہیں۔ آپؑ نے فرمایا۔ یہ مکان کس کے ہیں۔ بتایا گیا کہ جنابِ سیدہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔

آپ ایک قصر عالی شان میں تشریف لے گئیں۔ اس قصر میں ایک مقام پر ایک تخت یاقوت تین پائے پر رکھا ہوا دیکھا، چوتھا پایہ ایک طرف جھکا ہوا تھا۔ آپؑ نے فرمایا اس کا چوتھا پایہ کیوں نہیں ہے۔ بتایا گیا کہ خاتونِ جنت جنابِ سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا

ہر انسان کے لئے ایک عاقبت ہے۔ شیریں یا تلخ

نے ربُّ العزت سے ایک انگوٹھی طلب کی تھی۔ اس تخت کے پایہ سے یاقوت نکال کر انگوٹھی معظمہؑ کو عطا ہوئی ہے۔

جب خواب سے بیدار ہوئیں تو آپ نے پدر بزرگوار کی خدمت میں کیفیت خواب بیان فرمائی۔ حضرت نے فرمایا کہ اے دُختر نیک اخترؑ خدا تعالیٰ ہمارے اہلِ بیتؑ کے لئے نعمت ہائے آخرت بہشت میں عطا کرے گا۔ نعمت ہائے دنیا فانی ہے۔ بس اے فاطمہؑ آج شب کو یہ انگوٹھی زیر جائے نماز رکھ دینا اور دعا کرنا پروردگار اس انگشتری کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے ایسا ہی کیا۔ سوتے میں پھر وہی قصرِ بہشت خواب میں دیکھا۔ اب اس تخت یاقوت کا پایہ جُڑا ہوا تھا۔ آپؑ نے دریافت فرمایا۔ جواب ملا کہ جو خاتونِ جنتؑ اس تخت کی مالک ہیں انہوں نے انگوٹھی مطلوبہ واپس کر دی جس کی وجہ سے یہ تخت اپنی اصلی حالت میں آ گیا معصومۂ عالم نے آخرت کی زینت کو ترجیح دی۔ یہ جواہر جنت کی نعمتوں میں سے ہے۔

تحفۂ عالم شاہی میں تحریر ہے کہ یاقوت سُرخ پاس رکھنے سے جلالت قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے۔ نگاہوں میں عزت سے دیکھا جاتا ہے۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نگینۂ یاقوت میں سب سے زیادہ ثواب اور فخر ہے۔ بچوں کے گلے میں ڈالنے سے مرض الصبیان نہیں ہوتا۔

حاملہ عورت کے باندھنے سے اسقاطِ حمل کا ڈر نہیں رہتا۔ صاحب ورم کے لئے مُفید ہے۔ یہ پتھر زندگی میں معاون و مُبارک ہے۔ پانی میں غرقابی اور بجلی کے نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ انگوٹھی یاقوت فقر و محتاجی سے بچاتی ہے۔ مولانا شیخ حُر علیہ الرحمۃ نے ہدایت الائمہ میں روایت کی ہے کہ نقش نگینۂ مولا مشکل کشا علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام مندرجہ ذیل تھا۔

(لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المُبین)

شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔

بعض کتب میں نگینۂ یاقوت پر (المَلِکُ اللہ یا افوّض امری الی اللہ یا العزۃ للہ) کندہ کرلنے کی ہدایت ہے۔

ارسطو نے یاقوت کے متعلق تحریر کیا ہے۔ کہ یہ دشمن کو زیر رکھتا ہے۔ اس کے اثرات سے انگوٹھی پہننے والے پر کتے کا حملہ اور بھونکنا اثر نہیں کرتا۔ اس پتھر کے پہننے سے حوصلہ اور قوت ارادی وسیع ہوتا ہے۔ بڑے سے بڑے مرحلہ میں جھجک نہیں ہوتی۔

پہلے زمانے میں یاقوت ہندوستان کے بعض ایسے مقامات سے دستیاب ہوئے ہیں۔ جہاں چاول بوئے جاتے تھے۔ ان کھیتوں کے چوہے اپنے بلوں سے باہر پھینک دیتے تھے۔

ایک نایاب یاقوت ۱۸۷۷ء میں زار روس کے تاج میں کبوتر کے انڈے کے برابر تھا۔ اس کا وزن تقریباً سو قیراط تھا۔ قدیم ایران کے ساسانی خاندان کے بادشاہ جن کے پاس شطرنج کے مہرے یاقوت اور زمرد کے تھے۔

ایک اور نادر و نایاب یاقوت مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس چودہ تولہ وزنی تھا۔ اس پر احمد شاہ اور اورنگ زیب کے نام کندہ تھے۔ شہنشاہِ ایران کے پاس ایک نادر یاقوت محفوظ تھا جس کا وزن ۲۷ کیراٹ تھا۔ یہ نادر یاقوت چار بادشاہ کے تاج کا ہے۔

تیموریہ یاقوت: یہ اعلیٰ قسم کا نادر یاقوت ہے تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ "کوہِ نور" ہیرے کے ساتھ ساتھ رہا ہے۔

شبِ افروز: یہ یاقوت نوشیرواں کے خزانے میں رہا۔ اس کو "کوکب" کا لقب دیا گیا تھا۔ شب کی تاریکی میں چراغ کی طرح روشن نظر آتا تھا اکثر کتب میں اس کو "گوہر شب چراغ" بھی لکھا گیا ہے۔

مومن کا اچھا ہتھیار دُعا ہے۔

سلطان ملک شاہ نے اپنا ایک قاصد سلطان ابراہیم کے پاس بھیجا۔ جب یہ قاصد سلطان کی خدمت میں پہنچا تو موسم سرد تھا۔ قاصد نے دیکھا کہ سلطان کے سامنے ایک طشت میں زرین آتش دان رکھا ہے۔ اس میں سُرخ روشنی نظر آرہی ہے۔ قاصد حیران رہ گیا۔ پتہ چلا کہ یہ سب سُرخ نادر و نایاب یاقوت ہیں۔

کراؤن آف اسٹیٹ جو ملکہ وکٹوریہ کے لئے تیار ہوا تھا۔ اس کے جڑاؤ جواہرات میں ایک بہت بڑا یاقوت لگا ہوا ہے، یہ ۱۳۵۷ء میں شاہی خزانہ کو دیا گیا تھا۔ یہ یاقوت بہت مشہور ہے۔ ۱۶۲ کیراٹ کا عمدہ یاقوت، نیچرل ہسٹری میوزیم لندن میں محفوظ ہے۔

برما میں عمدہ یاقوت کی کانیں بہت قدیم ہیں۔ افغانستان کے صوبہ بدخشاں کا یاقوت اچھا مانا گیا ہے۔ پاکستان کے شمالی پہاڑی علاقہ سوات، ہنزہ، نگر میں عمدہ یاقوت کے علاوہ دیگر قدرتی و قیمتی رنگین پتھر ہیں۔ سیام کے جنوبی شرقی حصہ، مڈغاسکر، کیلیفورنیا، جنوبی افریقہ اور لنکا میں بھی یاقوت پایا جاتا ہے۔
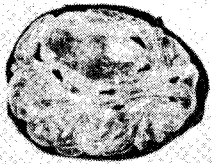
یشب

فارسی میں سنگِ یشم، عربی میں حجر الیشم اور انگریزی میں جیسپر JASPER اور رایری سوسا کہتے ہیں۔ یہ پتھر انگوری، کچھ زردی مائل، کافوری، بھورا، دودھیا، سبز کاہی رنگوں کا ہوتا ہے۔ اور بعض پر خاکی دھاریاں ہوتی ہیں۔ قدرے چمکدار سخت ترین معدنیات میں سے ہے۔

مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے۔ طبّی طریقہ میں زخم اچھا کرتا۔ اس کا کشتہ مقوی باہ ہے۔ سانپ کے زہر کو دفع کرتا ہے۔ جاری خون کو بند کرتا ہے۔ اس کی تختی بطور لاکٹ مقوی دل و دماغ ہے۔ دافع خفقان و وسواس ہے اور اختلاج قلب میں مفید ہے

زندگی ایک طویل علالت ہے۔ (پوپ)

اس کے استعمال سے عمر بڑی ہوتی ہے۔ تقریر کی صلاحیت بڑھاتا ہے۔ سحر کے اثرات کو زائل کرتا ہے۔ نظر بد اور آسمانی بجلی کے ضرر سے محفوظ رکھتا ہے۔ گردن میں بطور لاکٹ پہننے سے مرض خناق وسل دفع کرتا ہے۔

سنگ یشب کے لئے قدیم زمانہ کا مشہور ڈاکٹر گیلن نے تحریر کیا ہے کہ مصری بادشاہ خنجر کی طرز کا ترشا ہوا یہ پتھر اپنے گلے میں بطور لاکٹ اس طرح پہنتا تھا کہ خنجر کی نوک پیٹ پر معدہ سے قریب رہتی جس سے معدہ کو تقویت اور نظام ہضم میں مدد رہتی دیگر حکمائے قدیم کے بھی اسی قسم کے قول اور تجربات ہیں۔

ہاتھ اور بازو پر باندھنے سے ڈر اور خوف جاتا رہتا ہے۔ اس کو اکثر ہول دل کے لئے گھس کر پیتے بھی ہیں۔ حکمائے قدیم کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ امراض دل میں اس کی تختی گلے میں لٹکانے سے فرحت اور قوت ہوتی ہے۔ اور حافظہ بڑھتا ہے۔ شاہی زمانے میں اکثر حضرات اپنی تسبیح میں اس کی تختی رکھتے تھے اور ہر نماز میں تسبیح پڑھنے کے بعد یہ تختی اپنے سینے سے مس کر لیا کرتے تھے۔ اس سے سکونِ قلب ہوتا ہے۔ بچّہ کے گلے میں باندھنے سے گریہ کم ہوتا ہے اور بچّہ کا ڈرنا موقوف ہو جاتا ہے۔

یشب کی انگوٹھی پہننے والا احباب اور محفل میں عزیز رہتا ہے۔ احتلام اور پریشان کن خواب سے محفوظ رہتا ہے۔

سنگِ یشب کی انگوٹھی دشمنوں کو زیر کرنے میں خاص طور پر اچھی ہے۔ پاس رکھنے سے مخالف پر غالب ہے۔ یہ پتھر بحث اور تقریر میں معاون ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ قدیم کے بادشاہ اور پہلوان اس پتھر کو اپنی کمر میں باندھا کرتے تھے۔ تلوار، قرولی اور برچھے کے دستے اسی یشب کے بنوائے جاتے تھے۔ اس پتھر کو منہ میں رکھنے سے پیاس کی شدت کم ہوتی ہے۔ اس پتھر پر برج آتشی کے وقت تعویذ کندہ کرایا جاتا ہے۔ تعویذ جسم سے ہر درد کو دفع کرتا ہے۔ پہلے سنگِ یشب کے متعلق روم کے رہنے والوں کو

تدبیر و تدبر سے زیادہ کوئی عقلمندی نہیں۔

معلوم ہوا کہ وہاں کے آتشِ فشاں پہاڑوں کی چٹانوں میں موجود ہے۔ یہ پتھر روم سے اٹلی لایا گیا۔ اٹلی کے کاریگروں نے اس کی تراش شروع کی۔ پندرھویں صدی عیسوی کے بعد سے سنگِ یشب کے بٹن خنجر کے دستے اور مختلف چیزوں میں استعمال کیا جانے لگا۔

انیسویں صدی عیسوی میں یشب کو رنگنے کا طریقہ ایجاد ہوا اور اس کی صنعتی ترقی میں اضافہ ہوا۔

۱۸۲۵ء میں یشب کی بھاری تعداد برازیل میں معلوم ہوئیں۔ لیکن برازیل کی خانہ جنگی سے یہ پتھر دوسرے ممالک نہ جا سکا۔ صرف ۱۸۴۰ء میں کچھ یشب جرمنی بھیجا گیا تھا۔ پیرس کے عجائب گھر میں ایک نادر و نایاب یشب محفوظ ہے جس پر حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مبارک چہرہ کندہ ہے۔

اس پتھر کی عہدِ قدیم میں کتب کی جلد بندی کی جاتی تھی۔ چنانچہ پاکستان قومی عجائب گھر (کراچی) میں بھی چند کتب محفوظ ہیں۔ جن کی جلد اسی پتھر سے تیار کی گئی۔

NATURAL CRYSTAL
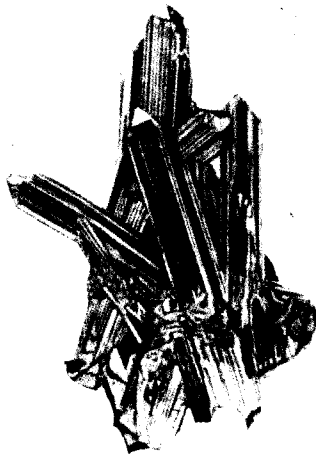
بلور کی لمبی قلمیں
یہ اکثر پہاڑوں سے دستیاب ہوتی ہیں۔

مصائب و آلام اور راحت میں اللہ کو یاد رکھو۔ (ارشادِ رسولؐ)

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آئمۂ معصومین علیہ السلام و بزرگانِ دین کی انگشتریاں اور ارشادات

انگوٹھی مرد اور عورت کیلئے سُنّتِ موکدہ ہے۔ انگوٹھی کو دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنے لیکن بعض احادیث کے مطابق بائیں ہاتھ میں بھی استعمال کی جا سکتی ہے بشرطیکہ اس پر کوئی مقدس نقش، اِسم یا متبرک نگینہ نہ ہو۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ جو شخص داہنے ہاتھ میں انگوٹھی استعمال کرتا ہو اور اس کی نیت آپؐ کی سُنّت کے مطابق ہو، یومِ محشر اگر وہ پریشان ہوگا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر آپؐ کے اور حضرت علیؑ کے پاس پہنچا دوں گا۔ (حلیۃ المتقین در مطبع مقبول پریس دہلی ۱۳۲۸ھ)

رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیوانوں کی تصاویر نگینہ پر کندہ کر کے پہننے کی ممانعت فرمائی ہے۔ شکل پھول و ہلال کی بظاہر کوئی قباحت نہیں سوائے نقوشِ مخصوص یا مقدس نام اور کچھ نگینہ پر کندہ کرانا مناسب نہیں۔

نگینہ خلقی ہو یا مثل شجری یا کندہ کیا ہوا، جس انگوٹھی پر اسمائے باری تعالیٰ یا آئمۂ معصومین علیہ السلام کندہ ہوں۔ اس کو بحالتِ نجاست مَس کرنا یا بیت الخلاء لے جانا اور ایسے نگینے کو درمیان سے ترشوانا جس سے حروف کٹ جائیں منع ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جس سِکّہ یا دینار و درہم پر اسمائے اقدس الٰہی منقش ہوں انکو بھی نجاست میں مس کرنا، بیت الخلاء لے جانا، اور استنجے کے وقت ہاتھ میں نہیں رکھنا چاہیئے۔ بعض علمائے نے بحالتِ مذکورہ بالا

جو شخص حرام کاموں سے بچتا ہے، وہ جنّت پا لیتا ہے۔

نگینہ، عقیق یمنی، درنجف، فیروزہ اور حدید کو بغیر نقش کے بھی بسبب ان نگینوں کی فضیلت مَس کرنا پاس رکھنا منع فرمایا ہے۔ بہتر ہے کہ عقیق یمنی، درنجف، یاقوت اور فیروزہ کی انگوٹھی صرف دائیں ہاتھ کی انگلی میں استعمال کی جائیں۔ ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی۔

رسالت مآبؐ و ائمۂ معصُومین علیہم السّلام کی انگشتریاں چاندی کی تھیں۔ ان حضراتؑ نے سونے کی انگوٹھی مرد کو پہننے کی ممانعت فرمائی ہے۔ صرف عورتیں سونے کی انگوٹھیاں پہن سکتی ہیں۔ سُنّت ہے کہ انگوٹھی چاندی کی ہو، لوہا، فولاد، پیتل کی انگوٹھی مرد اور عورت دونوں کے لئے مکروہ ہے۔ تمام قسم کے برتنوں کا استعمال خواہ کتنے ہی قیمتی پتھر اور اعلیٰ جواہرات کے بنے ہوں جائز ہے۔ لیکن طاہر اور پاک ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ آپ نے مرد کو سونے کی انگشتری پہننا جائز قرار نہیں دیا۔ اس کو پہن کر نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔

روایت ہے کہ ایک روز بحرین کے چند عیسائی مدینہ میں رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کی طرف خاص توجہ نہ کی۔ یہ عیسائی عثمانؓ بن عفان اور عبداللہ بن عوف کے پاس گئے۔ جن سے پہلے شناسائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے توجہی کی شکایت کی۔ یہ دونوں اشخاص ان عیسائیوں کو لے کر حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی خدمت میں آئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان لوگوں کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخاطب نہ ہونے کی یہ وجہ بتائی کہ تم لوگ سونے کی انگشتری اور ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ پھر یہ لوگ واپس آئے۔ دوسری مرتبہ یہی عیسائی بغیر ان چیزوں کے رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے ان لوگوں سے گفتگو کی اور اسلام پیش کیا۔ ان عیسائیوں نے انکار کیا طے ہوا کہ مُباہلہ کیا جائے جو مشہور واقعہ ہے اسلام نے

غصہ ہمیشہ حماقت سے شروع ہو کر ندامت پر ختم ہو جاتا ہے (ارسطو)

اسرافِ بیجا کی اجازت نہیں دی ہے لیکن انگوٹھی خریدنا اس کے تکلف اور تیاری نگینہ میں صرف کرنا جائز قرار دیا ہے۔

تہذیب المتین جلد ۱ حصہ ۲ میں تحریر ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام، حضرت ابراہیم علیہ السّلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام، حضرت اسحاق علیہ السّلام، حضرت الیاس علیہ السّلام، حضرت داؤد علیہ السّلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السّلام، حضرت دانیال علیہ السلام، حضرت یوشع علیہ السلام، حضرت ذوالقرنین علیہ السّلام، حضرت یحییٰ علیہ السّلام، حضرت صالح علیہ السّلام، حضرت ایوب علیہ السّلام، حضرت لقمان علیہ السّلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سب انگوٹھی داہنے ہاتھ کی انگلی میں استعمال کرتے تھے۔ حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی انگشتری کا نگینہ گول تھا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کی انگشتری نقری اور منقش تھی۔ یہ انگشتری بہ حیثیت میراث ہونے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے کافی رقم میں خرید فرمائی تھی۔

ائمہ معصومین علیہ السّلام انگشتریاں داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ علامہ شوستری علیہ الرحمۃ نے کتاب اخلاق الحق میں تحریر فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب انگشتریاں داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ صرف معاویہ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی تھی۔ انگوٹھی پہننا پیغمبروں کی سنّت ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ انگشتری داہنے ہاتھ میں پہننا

علم سے جاہل ہو، لیکن عقل سے جاہل نہ ہو۔ (مولف کتاب)

سنت آدم علیہ السّلام ہے اور یہ طریقہ ان کے فرزندوں میں رائج ہے۔ بعض احادیث میں وہ نگینہ جو متبرک نہیں ہے بائیں ہاتھ کی انگلی میں بھی پہننے کی اجازت دی گئی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ انگشتری انگشتِ شہادت یا انگشتِ میانہ میں نہ پہنو یہ طریقہ قومِ لوط کا ہے۔

انگشت کوچک (چھنگلیا) میں پہننا بہ نسبت اور انگشت کے بہتر اور اچھا ہے۔

قصص الانبیاء میں تذکرہ ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو انگشتری ملی۔ اس وقت پانچوں انگلیوں میں آپس میں مکالمہ ہوا۔ انگشتِ نر (انگوٹھا) نے کہا کہ میں سرپنج ہوں۔ انگشت شہادت نے کہا کہ میں بوجہ اسم باسمہ کے قابلِ عزت ہوں اور تم سب میں بزرگ ہوں۔ انگشتِ چہارم نے کہا کہ میں لائق ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پانچویں (چھنگلیا) سے ارشاد فرمایا کہ تو نے کچھ نہیں کہا۔ اس نے عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا سب نے اپنی اپنی بزرگی اور فخر پر ناز ظاہر کیا۔ میں ان سب سے چھوٹی اور حقیر ہوں۔ مجھے کچھ کہنا لازم نہیں

پس پروردگار عالم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اس چھوٹی انگلی چھنگلیا میں انگوٹھی پہننا بہتر و خوب ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا نگینہ ہشت پہلو تھا۔

اسی سلسلے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ انگشتری انگشت پنجم (چھنگلیا) کی آخیر پور میں پہنو۔ انگلی کے سرے پر نہ پہنو، یہ بھی طریقہ قوم لوط کا ہے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ کا نقش انگشتری جو آپ نے توریت سے استخراج فرمایا تھا وہ یہ ہے۔

(صبر تو جر اصدق تنج) یعنی صبر کر اے موسیٰ زحمت و مشقت و عبادت طاعت پر اور تحمل کر محنت و مصیبت پر، تاکہ اجر و ثواب تجھ کو ملے۔

زیادہ قسمیں کھانے والا زیادہ جھوٹا ہوتا ہے۔ (مولانا رومؒ)

راست گوئی کو اپنا شعار کر تاکہ نجات و رستگاری حاصل ہو۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ نقش انگشتری حضرت سلیمان علیہ السّلام کا یہ تھا۔ (سُبْحَانَهٗ مَنْ اَلْجُمُ الْجِنَّ بِکَلِمَاتِہٖ) تمام جن وانس انکے تابع فرمانبردار تھے۔ (بحوالہ کتاب فوائد القرآن)۔ نیز ارشادِ گرامی ہے کہ نقشِ انگشتری حضرت عیسٰی علیہ السّلام ابن مریم جو آپ نے انجیل سے استخراج فرمایا تھا یہ ہے۔ (طُوبٰی لِعَبْدٍ ذِکْرُ اللّٰہِ مِنْ اَجْلِہٖ وَالْوَیْلُ لِعَبْدٍ نَسِیَ اللّٰہَ اَجَلَہٗ) حضرت ابراہیمؑ کو قدرت نے جو انگشتری حضرت جبرئیل کے ذریعہ بھیجی تھی اس میں چھ مندرجہ ذیل کلمات کندہ تھے۔

(۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(۳) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

(۴) فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ

(۵) اَسْنَدْتُ ظَہْرِیْ اِلَی اللّٰہِ (۶) حَسْبِیَ اللّٰہُ۔

حکم ہوا کہ ابراہیمؑ یہ انگشتری پہن لو میں تم کو نجات دوں گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ انگشتری پہن لی اور حکم خدا سے آگ فوراً سرد ہو کر گلزار ہو گئی۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا۔
(لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ)

مولانا شیخ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمۃ نے حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ ایک دن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ایک نگینہ انگشتری حضرت علی علیہ السّلام کے حوالے کی اور ارشاد فرمایا کہ نقاش سے اس نگینہ پر "مُحَمَّدُ اِبْنِ عَبْدِ اللّٰہِ" کندہ کرالائیں۔

نقاش نے کندہ کر کے نگینہ واپس کیا۔ حضرت علی علیہ السّلام نے جب ملاحظہ

جو محبت سے واقف نہیں وہ خدا سے واقف نہیں۔

فرمایا تو بجائے محمد ابن عبداللہ کے محمد رسول اللہ کندہ تھا۔ حضرت نے نقاش سے ارشاد فرمایا کہ محمد ابن عبداللہ کے بجائے محمد رسول اللہ کیوں کندہ کر دیا۔ نقاش نے عرض کیا کہ آپ درست فرماتے ہیں۔ لیکن عجیب واقعہ ہوا میرے ہاتھ کانپنے لگے۔ بلا قصد "مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ" نگینہ پر کندہ ہو گیا۔

حضرت علی علیہ السلام اس نگینہ کو لے کر خاتم النبیینؐ کے پاس تشریف لائے اور کل کیفیت بیان فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ محمد ابن عبداللہ اور محمد رسول اللہ دونوں نام میرے ہیں اور پھر انگشتری مذکور اپنے دست حق پرست میں پہن لی۔ دوسرے روز جب اس پر نظر پڑی تو زیر نگینہ "علیؑ ولی اللہ" بھی کندہ تھا۔ اسی اثناء میں حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا۔ اے رسول اللہ ارشاد رب العلمین ہے کہ جو کچھ آپ نے چاہا کندہ کرایا اور جو میں نے چاہا اپنی قدرت کاملہ سے اس پر نقش کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کا نقش نگین (اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ۔)

حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی انگوٹھی پر "اٰمَنَ المتوکلون" کندہ تھا۔ حضرت علی علیہ السلام کی چار انگشتریاں تھیں۔ ایک عقیق پر تین سطروں میں کندہ تھا۔ (مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ) (فوائد القرآن ص۱۲۴)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بوساطت اپنے آبائے کرامؑ کے ارشاد فرماتے ہیں کہ انگشتری حضرت علی علیہ السّلام چاندی کی تھی اور اس پر "نعم القادر" کندہ تھا۔

حضرت امام حسن علیہ السّلام کی انگوٹھی پر "حسبی اللہ" کندہ تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السّلام کی ایک انگشتری کے نگینے پر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اور دوسری پر "اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ" کندہ تھا۔

حضرت امام رضا علیہ السّلام کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام کے ایک نگینے پر "اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ" کندہ تھا۔

جو بات دشمن سے پوشیدہ رکھنی ہو وہ دوست سے بھی پوشیدہ رکھو (بقراط)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے نگینے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَلِیِّ کندہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی انگشتری پر "خزی وشقی قاتل الحسین بن علیؑ "، کندہ تھا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ نقش نگینہ امام محمد باقر علیہ السلام " ظنی باللہ حسن وبالنبی الموتمن وبالوصی ذی المنن۔ بالحسن والحسین۔ کندہ تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے نگینہ انگشتری پر " اللہ خالق کل شیءٍ "، کندہ تھا۔ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک نگینہ انگشتری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر " اللہ ولی وعصمنی من خلقہ "، کندہ تھا۔ روایت ابراہیم ابن حمید سے معلوم ہوا کہ ایک اور نگینہ انگشتری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر " اللّٰھم انت ثقی تمقنی شر خلقك "، کندہ تھا۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نگینہ انگشتری پر " الملك للہ وحدہٗ "، کندہ تھا۔ روایات سے پتہ چلا ہے کہ آپ کی انگشتری کے نگینے پر پھول وہلال کی شکل بھی تھی۔ بروایت حضرت امام رضا علیہ السلام آپ کی ایک انگشتری پر " حسبی اللہ "، اور بروایت یونس بن عبدالرحمٰن نقش انگشتری پر حضرت امام رضا علیہ السلام " مَا شَآءَ اللہ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ "، کندہ تھا۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے نگینہ انگشتری پر " المہین عضدی " کندہ تھا اور بروایت حسن ابن خالد آپ کی انگشتری پر " اللہ حافظی "، کندہ تھا۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے نگینہ انگشتری پر " من اخلاق المعبود حفظ المعہود "، کندہ تھا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے نگینہ انگشتری پر " انا اللہ شہید "،

سب سے بخیل وہ شخص ہے جو دعا بھی نہ دے سکے (ایم ظہیر حسن لکھنوی) برادر ناشر

کندہ تھا۔ بروایت ابو ہاشم جعفری آپ کی ایک اور انگشتری پر " الحسن ابن علی "، کندہ تھا۔

شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمۃ نے حدیث میں روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے بجواب استفسار کسی شخص کے سنگریزہ چاہ زم زم بطور نگینہ بنوا کر پہننے کی اجازت دی تھی۔ اس نگینہ کو بروقت نجاست اُتار ڈالنا چاہیئے۔

حضرت صاحب الزمان خلیفۃ الرحمٰن بارہویں امام مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نگینے پر " انا حجۃ اللہ وخاصتہ "، کندہ ہے۔

خلفائے راشدین نے اپنی اپنی انگشتریوں پر نصیحتیں وحکمت کی باتیں کندہ کرائیں تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر " نعم القادر اللہ انا عبد ذلیل لرب جلیل "، کندہ تھا۔ (تاریخ اسلام ۱۹۲۷ء مؤلفہ علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ عباسی ص۱۶۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگشتری پر " لتعبرن اولتیندمن "، کندہ تھا۔

بغداد آتے ہوئے ہارون رشید نے غوطہ زنوں سے کہا کہ میری ایک انگوٹھی "جبل"، نام کی جو ایک لاکھ دینار کی ہے میں نے اس کو دریا میں ڈال دیا۔ غوطہ زنوں نے اس انگوٹھی کو دریا سے ڈھونڈ نکالا۔ اس انگوٹھی کے دستیاب ہونے پر ہارون بہت مسرور ہوا۔ (تاریخ طبری حصہ ششم ص ۳۵)

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں روشنی اور چمک پیدا کرنے والے جواہرات لگے تھے۔

قدیم اسپینی مسلمانوں میں انگشتریوں کا حسب حیثیت استعمال عام تھا ان کو یقین تھا کہ ہر قیمتی پتھر کچھ نہ کچھ خصوصیات کا حامل ضرور ہوتا ہے۔ اکثر انگوٹھیاں کندہ یا مہروں کی طرز میں بھی ہوتی تھیں۔

قولِ معصومؑ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ انسان کی عقل و بزرگی کا تین چیزوں سے امتحان کیا جاسکتا ہے۔ اوّل اس کی ریش کی درازی دوسری اس کی انگوٹھی اور تیسرے نگینہ ہے۔ *
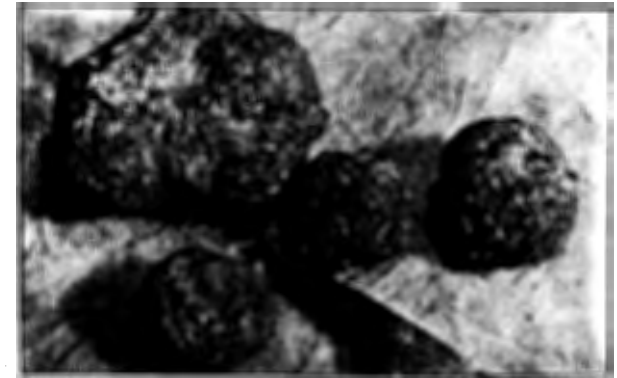
"سنگِ سلیمانی" کا بڑا ٹکڑا امریکہ کے مقام بلو بیڈ کی چٹانوں اور چھوٹے ٹکڑے پونی ہیوٹ بیڈ کے علاقے سے دستیاب ہوئے ہیں۔

صاحب انگشتری کو چاہیئے کہ روزانہ صبح نیند سے بیدار ہونے پر انگشتری نگینہ پر نظر ڈالیں اور جب صبح گھر سے باہر قدم رکھیں تو کم از کم سو مرتبہ درود شریف کا ورد کریں۔ اس طریقہ سے زندگی خوش اور دنیاوی امور میں انسان کامیاب رہتا ہے۔ غیر مسلم حضرات کے لئے بھی بہتر ہے کہ نیند سے بیدار ہو کر انگوٹھی پر نظر ڈالیں اور اپنے مذہب و اصول کے تحت خدا کا نام لیں

سنگ و جواہر کی شناخت تراشں اور نگائی

جواہرات خام صورت میں زیادہ پُرکشش اور اہمیت نہیں رکھتے تراش، کٹاؤ اور بناوٹ کے بعد ان کی چمک دمک و خوبصورتی اور آب پیدا ہوتی ہے۔ نگینہ کی تیاری میں نگینہ ساز کو سنگ و جواہر کی ماہیت سے واقف ہونا ضروری ہے تاکہ یہ معلوم ہے کہ نگینہ کے عیب نکال لینے اور صاف کرنے میں کہاں تک رنگ محفوظ رہ سکتا ہے۔ جواہرات کی جانچ اور انھیں استعمال کرنے کا فن زمانۂ قدیم سے ہر ملک میں اور ہر وقت رائج رہا ہے۔ ان کی بڑی قدر و منزلت کی جاتی تھی۔ سکندر اعظم کے زمانے میں جواہرات اور پتھروں کی بہت کثرت تھی۔ سنگ تراشی میں قدیم مصر کا ہم پلّہ کوئی نہیں تھا۔ اس فن کا اندازہ ابوالہول کے مجسّمے سے کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد یونان نے اس ہُنر کو اپنایا۔ قیمتی پتھروں کی کئی قسمیں ہیں جیسا کہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ پتّھر کو جتنا عمدہ طریقے سے تراشا جائے اتنا ہی وہ اچّھا اور قیمتی رہتا ہے۔ جواہرات میں آٹھ خاص رنگ مانے گئے ہیں۔ سفید، سیاہ، سُرخ، سبز، زرد، بھورا، خاکی اور نیلا۔ قیمتی پتّھر و جواہرات ایسے کوہستانوں میں پائے جاتے ہیں جو بہت قدیم ہوں، اور جن میں ایک قسم کی سنگِ مرمر اور سنگِ ساق وغیرہ کی چٹان ہو۔ جواہرات سمندر اور میدانی سطح، دامن پہاڑ سے بھی دستیاب ہوتے ہیں۔ ان میں چھوٹے

اعتماد کرنے ہی سے اعتماد بڑھتا ہے۔

چھوٹے دراز اور شگاف ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ کٹوانے کے لائق ہوتے ہیں۔ نگینوں پر کھود کر نقش بنانے کی دستکاری زمانہ قدیم سے جاری ہے۔ مختلف ممالک کے مشہور شہروں کے عجائب خانوں میں اس زمانے کے منقش جواہرات اب بھی موجود ہیں۔

پتھروں میں نقش و نگار کرنے کے دو طریقے ہیں ایک تو پتھر کو کھود کر اور دوسرے پتھر کے اوپر نقش ثبت کر کے بعض ماہرین نے نگینوں پر بادشاہوں کی تصویریں تک کندہ کی ہیں۔

بعض خوبصورت پتھروں کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے درمیان میں پانی ہے۔ جو مختلف پہلو بدلنے سے حرکت بھی کرتا ہے۔ لیکن اس کو ترشوانے پر اندر سے ٹھوس ہوتا ہے۔ اس طرح قدرت کی عجیب و غریب صناعی نظر آتی ہے۔

جس طرح ہر بڑھنے والی شے میں رگ و ریشے اور پٹھے رہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح بعض پتھروں میں بھی رگیں و ریشے ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر یہ ریشے اور رگیں بہت زیادہ نمایاں ہوں تو عیب میں شامل ہیں۔ جب تک سنگ و جواہر اپنے بڑے بڑے پہاڑوں کے پتھروں سے وابستگی رکھتے ہیں سیکڑوں سال میں انہیں رگوں و ریشوں کی مدد سے پروان چڑھتے ہیں۔

جن پتھروں میں ریشہ، داغ، پرت، چیر، پرچھائیاں، بھورے اور بادامی یا سفید داغ نہ ہوں وہ پتھر عمدہ اور قیمت میں زیادہ سمجھے جاتے ہیں۔ یہ عیب عام طور پر ہیرا، یاقوت وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ زمانہ قدیم کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ فن جواہرات مصر کے کھنڈرات سے وابستہ ہے۔ پندرہویں صدی عیسوی میں اس فن کی اٹلی میں بھی ترقی ہوئی اور یہ فن رفتہ رفتہ یورپی ممالک میں پہنچا۔ انگلستان، ایران، فرانس میں اس فن کے بڑے بڑے نقاش کاریگر ہوئے ہیں۔

ایک اچھے نگینے کی تراش اور بناوٹ میں تقریباً پچاس فیصد وزن کم ہو جاتا ہے۔

ناموری دولت سے بدرجہا بہتر ہے۔

لیکن قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خام سنگ و جواہر خرید کرنے میں بڑی مہارت کی ضرورت رہتی ہے۔ عام طور پر خام اور بغیر ترشا ہوا پتھر کم قیمت میں خریدا جاتا ہے۔ ایک چھوٹا سا خوش قطع جواہر رنگ، ڈھنگ اور چمک میں خوبصورت بہت بڑے کڈھب اور ناتراشیدہ جواہر سے کہیں زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

جواہرات کے تراشنے کا فن سولہویں صدی میں فرانس، ڈنمارک، اٹلی میں پھیلا اور کاٹنے و جلا دینے کا فن ۱۶۹۰ء میں پیرس سے شروع ہوا۔ انگلستان میں اس فن کو بڑا عروج ہوا۔ جواہرات کو تراشنے کا کام برما یا رنگون میں عمدہ اور اچھا ہوتا ہے۔

روم میں جواہرات کی تراش اور کٹائی عمدہ طریقے پر ہونے لگی۔ ان کے تراشنے کے اوزار تیز گھومنے والے پہیئے ہوتے ہیں۔ ان پہیوں کے کناروں پر خراش پیدا کرنے والی اشیاء لگائی جاتی ہیں۔ یہ اشیاء کافی سخت ہوتی ہیں۔ جو سنگ و جواہر اور گلاس کو تراش دیتی ہیں۔ گہری تراش کے لئے بڑے پہیئے استعمال کرتے ہیں۔ پتھر کو پہیئے کے اوپری کنارہ پر دباتے ہیں۔ جب تراشنے کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ تو ترشے ہوئے حصوں کی سطح کھردری نظر آتی ہے، اس کو چمکانے کے لئے انہیں پہیوں کے ذریعہ پالش کر دیتے ہیں۔ شیشے پر بھی نقش کاری کی جاتی ہے۔ جیسا کہ شراب کے ظروف اور دیگر اشیاء گلاسوں پر ہوتی ہے۔ شیشے کی منقش اشیاء کو جلا نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ صاف اور شفاف نظر آنے کے لئے ویسے ہی چھوڑ دیتے ہیں۔

سنگ تراشی بھی ایک فن لطیف ہے اس کو سیکھنے کے لئے برسہا برس درکار ہوتے ہیں۔ تراشے ہوئے شیشے کا بلورین گلاس کبھی سستا نہیں ہوتا۔ جن شوقین حضرات کے پاس ترشے ہوئے شیشے کے خوبصورت اور چمکدار چیزیں پائی جاتی ہیں۔ وہ اُن کی قیمت، ملکیت اور مستقل مسرت کا باعث ہیں۔

موجودہ دور میں اسرائیل، بلجیم، سری لنکا اور بھارت نے نگینوں کی تراش کٹاؤ

صبر سے کام لو، کامیابی ہوگی۔

اور بناوٹ میں بڑی نمایاں ترقی کی ہے پاکستان معدنی ترقیاتی کارپوریشن کے ایک منصوبہ کے تحت جو تراش اور کٹاؤ کے کارخانے کے قیام کے لئے سری لنکا کے ماہرین کا تعاون حاصل کیا تھا۔

موجودہ دور میں انکشاف کیا گیا کہ پاکستان میں پائے جانے والے اعلیٰ ترین سنگ و جواہر کے لحاظ سے دنیا میں یہ خداداد ملک ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ یہاں اوّل، دوئم، سوئم تینوں درجہ کے قیمتی پتھر دستیاب ہیں۔ بشرطیکہ نیک نیتی سے اس پر کام کیا جائے۔ تاکہ مزید ترقی ہو۔

افلاطون، ارسطو جیسے علمار علم جواہرات میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔

سقراط نے جواہرات کی تراش اور پتھروں کے متعلق مفصل اور عام طریقے پر سمجھایا انھوں نے بتایا کہ بعض پتھروں میں خاص طور پر قدرتی اور فلکی گردش سے گہرا تعلق ہے ہیرے پر روشنی پڑتے ہی دو پہلو شعاعیں نکلنے لگتی ہیں۔ ان شعاعوں میں قوس و قزح کا جیسا رنگ جھلکنے لگتا ہے۔ ہیرے کو تیز آگ میں خوب سرخ کر لیا جائے تو یہ کاربن میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ہیرے کی پہچان صرف نگاہ، تجربہ اور عقل ہے۔ اس کی چمک تڑپ دار ہوتی ہے۔ یہ بات اور پتھروں میں نہیں ہوتی، اصلی ہیرا بھاری اور وزنی ہوتا ہے۔ ایک گتے کے ٹکڑے میں سوئی سے سوراخ کر لیا جائے۔ اس سوراخ سے ہیرے کو دیکھا جائے۔ اگر ہیرا نقلی ہوگا تو دو سوراخ نظر آئیں گے۔ اصلی ہونے کی صورت میں صرف ایک ہی سوراخ دکھائی دے گا۔ دوسری پہچان نقلی ہیرے کے نیچے انگلی رکھ کر اس کو دیکھنے سے چہرے کی سطح دکھائی دیتی ہے۔

پہلے زمانے میں چینی لوگ طویل عمر کے لئے جواہرات استعمال کرتے تھے اور اپنے گھروں کے دروازوں پر نیک شگون کے لئے لٹکاتے تھے۔

فرانس کے بادشاہ کو جواہرات جمع کرنے کا شوق ہوا اس نے اپنے شاہی لباس

فکر خونِ جگر پیتی ہے۔

میں قیمتی اور بیش بہا جواہرات جڑوائے۔

ہندوستان کے سابقین شہنشاہ اور مغلیہ دور کے بادشاہ، نوابین جواہرات سے خاص دلچسپی اور شوق رکھتے تھے۔ بعض خاندانوں میں قیمتی اور نادر جواہرات تھے۔ امرتسر، لاہور، دہلی، لکھنؤ اور کلکتہ میں ان کی تجارت گاہیں تھیں۔ جواہرات پر مصنوعی رنگ دینے کا طریقہ بھی بہت پرانا ہے۔ ماہرین فن پتھروں میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا کرتے تھے اور لعابِ دہن لگا کر اندازہ کر لیتے تھے کہ اس پتھر میں رطوبت جلد خشک کر لینے کی کتنی صلاحیت ہے۔

انسان نقلی پتھر بنانے میں بہت حد تک کامیاب ہو گیا ہے۔ ۱۹۵۴ء کے بعد سے نقلی جواہرات (امی ٹیشن) کے استعمال کی لوگوں میں رغبت بڑھی۔ یہ پتھر زیادہ تر جرمنی، اٹلی، سوئزرلینڈ، روس، جاپان، فرانس، جے پور (ہندوستان) میں بھی اچھے تیار کئے جاتے ہیں۔ ترکیبی اور مصنوعی پتھر (جواہرات) میں چھوٹے چھوٹے حباب ہوتے ہیں۔ جو عام طور پر گول نظر آتے ہیں۔ قدرتی جواہرات میں حباب نہیں ہوتے۔ اگر ہوتے ہیں تو بے قاعدہ اور ناہموار شکل میں اکثر و بیشتر پتھر کی شکل کے مشابہ ہوتے ہیں۔

مصنوعی اور ترکیبی پتھروں میں شامل کئے ہوئے مادہ ذرات اگر دیکھے جائیں تو معلوم ہوگا کہ وہ ترچھے یا ایک طرف جھکے ہوئے ترتیب دیئے گئے ہیں لیکن قدرتی نگینوں میں ان کا سائز ایک دوسرے سے مختلف ہوگا اور معلوم ہوگا کہ غیر منقسم طریقے سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔

قدرتی پتھروں میں لکیروں کی شکل سیدھی ہوگی اور ترکیبی پتھر (امی ٹیشن) میں ہمیشہ ٹیڑھی اور ترچھی لکیریں ہوں گی۔

ترکیبی پتھر کا رنگ عام طور پر غلط ہوگا۔ اور ان کا رنگ عام طور پر یکساں ہوگا۔ دیکھنے میں چمک دار معلوم ہوگا۔

اگر کسی پتھر میں رنگ کی پٹیاں ہوں گی تو وہ متوازی یا غیر ترتیب وار لیکن ایک دوسرے سے ترچھی کبھی نہ ہوگی۔ ۱۸۹۲ء میں سب سے پہلے مصنوعی ہیرا ایک فرانسیسی کیمیا داں ہنری موئزال نے بنایا۔ اب غیر شفاف پتھروں کی نقل بنانے میں پلاسٹک کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ پلاسٹک سے بنے ہوئے مصنوعی پتھر رنگ میں ڈھالے اور بنائے جا سکتے ہیں۔ پلاسٹک پتھر سے بہت ہلکا ہوتا ہے۔ تمام جواہرات اور پتھروں کی شناخت عام طور پر نگاہ، تجربہ اور عقل سے ہوتی ہے۔ جواہرات میں مشکل ہی سے کوئی ایسا پتھر ہوگا، جو اپنی اصلی حالت میں استعمال کیا جاتا ہو۔ پتھر جب نکالا جاتا ہے تو غیر سڈول، بے ڈھنگا اور ان جواہرات میں سفید، بھورے پتھر منسلک ہوتے ہیں۔ موسم کی وجہ سے پتھروں کی سطح پر شگاف پڑ جاتے ہیں ان کو تراش کر صاف کرنا ضروری ہوتا ہے۔

پتھروں کو تراش کر قیمتی بنانا بہت کم لوگوں کو آتا ہے۔ یہ ایک اہم علم اور فن ہے۔ ۱۹۵۶ء میں ایک انگریز نے پتھر کے تراشنے اور پالش کرنے کا طریقہ یورپ میں شروع کیا۔ آج کل برقی قوت سے پتھر اور نگینے تراشے جاتے ہیں۔ لیکن بہت نازک جواہر ہاتھ ہی سے عمدہ اور خوبصورت بنائے جاتے ہیں۔ جرمنی کے تاجر اور پتھر تراش تمام دنیا کی کانوں سے واقف ہیں۔ پتھروں کی تراش کا کچھ کام لندن میں بھی شروع ہوا۔ شروع شروع میں جنوبی افریقہ میں بھی پتھر تراشنے کا کام کیا گیا۔ لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ ۱۹۲۹ء کے بعد یورپ کی حالت بوجہ جنگ خراب ہو گئی، وہاں کے پتھر تراش دوسرے ممالک چلے گئے۔ امریکہ میں پتھر تراش کی اجرت بہت اچھی اور کافی ہے۔

پتھروں کی نقلی رنگائی نگینوں کی قدر و منزلت بڑھانے کے لئے کی جاتی ہے۔ نگینوں کی نقلی رنگائی کوئی نئی ایجاد نہیں، بلکہ زمانۂ قدیم کے لوگوں کو نگینوں پر نقلی رنگائی کرنے کے بہت کارآمد طریقے آتے تھے اور یہ ایک خاص ہنر ہے۔ بہت سے کارآمد اور اچھے نسخے بھولے جا چکے ہیں، چونکہ ہنرمندوں نے وہ طریقے صرف اپنے تک محدود رکھے تھے۔

اور کچھ میں رد و بدل کر لیا گیا۔ پتھروں اور نگینوں پر رنگ چڑھانے میں کافی مہارت کی ضرورت ہے۔ یہ ایک فن ہے۔ واضح رہے کہ اگر مصنوعی پتھر استعمال کیا جائے تو اصل جواہر جیسے قدرتی افعال و خواص اور اثرات نہ ہو سکیں گے۔ نگینہ خریدتے وقت یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ یہ اصلی ہے یا مصنوعی۔ مندرجہ ذیل چند نسخے اور طریقے رنگائی زمانہ قدیم کی قلمی کتب سے درج کئے جاتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں کیمیکل سے بھی رنگ چڑھا دیا جاتا ہے۔

بلور کو مثلِ زمرّد رنگنا

سونا مکھی، اصلی روغن گاؤ۔ گائے کے پتے کے پانی میں سب کو خوب کھرل کر لیں اور بلور مصفا جلا کئے ہوئے پر ضماد کر کے تین گھنٹے تک بلور کو علیحدہ رکھ دیں۔ وہ خشک ہو جائے گا۔ پھر زنگار اور سونا مکھی کو کھرل کر کے اس پر لیپ کر دیں، خشک ہونے پر تانبہ کی ڈبیوں میں رکھ کر لیموں کا عرق اس میں ڈال دیں اور چولھے کے قریب گرم جگہ پر رکھ دیں، تین دن تک گرم جگہ پر رکھنے کے بعد ٹھنڈے پانی سے دھو لیں۔ بلور مثل زمرّد کے ہو جائے گا۔

بلور کو مثلِ نیلم رنگنا

بلور کشمیری بلا داغ حسبِ ضرورت لے کر خوب مجلّا و مصفّٰی کر لیں اور سان پر نگینہ ساز سے پہلو بنوا کر ترشوا لیں۔ سنگ سلیمانی کو پیس لیں۔ بعدہٗ عرق کھٹا لیموں میں پھر پیس لیں اور نگینہ پر ضماد کر کے خشک کر لیں۔
اس خشک نگینہ کو شیشہ کی گرم بھٹی (جس میں شیشہ کی چوڑیاں بنتی ہیں) کے اندر

دین کا انتظام حسن یقین سے ہے۔

ایک گھنٹہ آگ میں رکھ کر نکال لیں اگر صحیح اور پورے ایک گھنٹے کے بعد نکالیں گے تو نہایت عمدہ اعلیٰ رنگ نیلم کا آجائے گا۔

بلور کو مثلِ یاقوت رنگنا

بلور کشمیری کو صاف کرلیں۔ مجیٹھ (یہ ایک سُرخ رنگ کی جڑی ہے اس کو توڑا جائے تو اندر سے بھی سُرخ ہوتی ہے)۔ اس کو پیس کر کپڑے میں چھان لیں تھوڑا موم ملاکر آگ پر گداز کریں۔ بعدہٗ اس میں انار کے پھولوں کا عرق دو تولہ ڈالیں۔ پھر موم کو سب اجزار کے ساتھ ملاکر پکالیں۔ جب پانی بالکل خشک ہوکر رنگ اس کا ایک دم سُرخ ہوجائے تب بلور کے نگینہ کو گرم کرلیں اس قدر کہ ہاتھ پر رکھنے سے ہاتھ نہ جلے۔ نگینہ مذکور کو دوا میں پوشیدہ کردیں اور جس برتن میں نگینہ رہے اس برتن کو گرم بھوبھل (ہلکی آگ کی راکھ) پر رکھا رہنے دیں تاکہ منجمد نہ ہو۔ اور بلور رنگ قبول کرلے۔ چھ سات مرتبہ اس طرح عمل کرنے سے بلور مثل اصلی یاقوت کے پائیدار رنگ کا ہوجائے گا۔ لیکن ہلکی آگ کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ (زیادہ گرم اور زیادہ سرد رہنے پر بلور رنگ نہیں پکڑتا)۔

بلور کو برنج دمشقی کرنا

تانبہ کا برادہ اس کا چہارم حصہ جست نرم لے کر شیرۂ منقیٰ میں حل کریں اور ٹکیہ بناکر کسی کورے سکورے میں رکھ کر آتشدان میں آگ جلادیں، یہ جل کر سیاہ اور سخت ہو جائے گا۔ بعدہٗ اس کو پیس کر دوا کے مجموعی وزن سے تین حصہ پسا ہوا شیشہ انگلی سے

غصہ ہمیشہ حماقت سے شروع ہوکر ندامت پر ختم ہوجاتا ہے (ارسطو)

خانۂ کعبہ میں حجرالاسود

ملادیں۔ پھر کھٹائی میں رکھ کر نہایت تیز آنچ میں اس قدر گداز کریں کہ تمام اجزار باہم مخلوط ہوجائیں۔ بس برنگ دمشقی تیار ہوگا۔ اگر صحیح گداز کیا گیا تو بلور برنج دمشقی عمدہ تیار ہوگا۔

اپنے کردار وگفتار پر نظر رکھو

قدرتی سنگ و جواہر اور معدنیات سے متعلق دلچسپ و مفید معلومات

قدرتی نشانیاں اللہ تعالیٰ کے وجود کی روشن دلیل ہیں

(اور ان کی بُنیادی باتیں و محاورات)

انگشتری اگرچہ ایک چھوٹی چیز ہے۔ لیکن اس کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ اسکی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے قدیم مصر میں استعمال کی گئی تھی۔ زمانہ قدیم کی جو لاشیں برآمد ہوئی ہیں اُن میں مُردوں کی انگلیوں میں انگشتریاں نظر آتی ہیں اور ان انگشتریوں کے نگینوں پر نام کندہ ہیں۔

* حضرت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں انگشتری تھی۔
(مشکوٰۃ شریف باب الخاتم)

* آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ اور دوسری پر "صَدَقَ اللهُ" کندہ تھا۔

* ایک انگوٹھی حضرت رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو حضرت عائشہ رضؓ کے پاس تھی وہ حضرت عائشہ رضؓ نے حضرت ابوبکر رضؓ کو دے دی تھی۔ پھر یہ انگشتری حضرت عمر فاروق رضؓ کے پاس پہنچی۔ آپ تبرکاً اِسکو بطورِ مُہر استعمال کیا کرتے تھے۔

* جب اہل بیتؑ کا قافلہ شہر موصل سے گزر رہا تھا تو ایک مقام پر سرِ مُبارک امام حُسین علیہ السلام سے پتھر پر خُون کا قطرہ گرا اور اِسی جگہ باقی رہ گیا۔ ہر سال روزِ عاشورہ یہ خُون تازہ ہو جاتا ہے اور شہر کے لوگ اِس کی زیارت کو جمع

ماں کے بغیر گھر قبرستان لگتا ہے۔ (اورنگ زیب)

جاتے تھے۔ عہد عبدالملک بن مروان میں اس پتھر کو گم کرادیا۔
(ناسخ التواریخ صہ ۲۰۴۴)

* تسبیح پڑھنے کیلئے بہتر ہے کہ اس کے دانے قدرتی پتھر دُرِ نجف، سنگِ سلیمانی، مرجان، عقیق وغیرہ خاکِ پاک یا لکڑی کے ہوں۔

* انگوٹھی کا نگینہ اس طرز میں جڑوایا جائے کہ نگینہ کا حصہ نیچے سے کھُلا رہے تاکہ اس کی شعاعیں انسان کے جسم کے مسامات کو متاثر کر سکیں۔ بعض نگینوں کا مَس ہونا بھی بہتر ہے ماہر معدنیات و سائنسدان کا کہنا ہے کہ سنگ و جواہر میں مقناطیسی قوت بھی موجود رہتی ہے۔

* ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی جو حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی مدینہ کے کنویں چاہ اریس میں گر گئی۔ ہر چند تلاش کیا گیا لیکن نہ ملی (کتاب عجائب المخلوقات مطبع نولکشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۲ء)

* حضرت سعدیؒ کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی انگوٹھی میں ایک نادر و نایاب قیمتی نگینہ جڑا ہوا تھا ملک میں ایک سال قحط پڑا۔ جب آپ کو اس کا علم ہوا تو اپنی قیمتی وہ انگوٹھی فروخت کر دی اور اس سے وصول ہونیوالی تمام رقم سے اناج خرید کر تقسیم کروادیا۔ اصحاب نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ نگینہ مجھے بہت عزیز تھا لیکن یہ گوارا نہ کر سکتا تھا کہ لوگ بھوک سے تڑپیں اور میں ایسا قیمتی جواہر انگوٹھی میں استعمال کرتا رہوں۔
(اُموی خاندان کے خلیفہ جو سلیمان بن عبدالملک کے بعد انتخابات کے ذریعے تختِ خلافت پر بیٹھے یہ عمرؓ ثانی کہلائے)

* شہزادہ چارلس اور لیڈی ڈائنا کی منگنی کے موقع پر قصر بکنگھم (برطانیہ) میں لیڈی ڈائنا کو ایک قیمتی انگوٹھی جس میں چودہ ۱۴ ہیرے اور یاقوت جڑے تھے،

غریب کی دولت اس کی اولاد ہے۔

اس کی قیمت سات لاکھ روپے سے زیادہ ادا کی گئی تھی۔ اس کا وزن ۱۸ قیراط بغیر سونا کے تھا۔

* سری لنکا کے نادر جواہرات کی نمائش کے موقع پر ایک نادر اور نایاب نیلم رکھا گیا جس کا وزن ۳۹۳ قیراط اور رنگ ہلکا آسمانی تھا نیلم کی حفاظت ایک ۲½ فٹ کا سانپ کر رہا تھا۔
* مشہور اور بہادر ٹیپو سلطان کی ایک طلائی انگوٹھی پر جس میں یاقوت جڑے تھے پنجتن پاکؑ کے اسمائے گرامی کندہ تھے۔ (بحوالہ تاریخ سلطنتِ خداداد، مطبوعہ بنگلور ۱۹۳۴ء)
* سنگ و جواہر (نگینہ) سے علاج و روزگار اور دنیاوی امور کا حل ممکن ہے۔ لیکن خدا پر یقین بنیادی چیز ہے۔
* بعد شہادت حضرت امام حسین علیہ السّلام کے دستِ مبارک میں ایک انگوٹھی بچ گئی تھی وہ سنان بن انس (بروایت بجدل بن مسلم) نے اس بے رحمی سے اتاری کہ انگلی بھی ساتھ ہی شہید کر لی۔
* البیرونی دنیا کے مشہور مسلمان سائنسدان نے اٹھارہ قیمتی پتھروں اور دھاتوں کی کثافتِ اضافی پر تحقیق کی اور ان کی شناخت کے طریقے بتائے۔
* جبل ثور، مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ ہجرت کے وقت، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صدیقِ اکبرؓ اسی پہاڑ کے غار میں تین شب مقیم رہے۔ یہ غار اس پہاڑ کی چوٹی کے پاس ہے۔
* فقیر خانہ میوزیم لاہور جہاں نوادرات کا بے بہا خزانہ محفوظ ہے۔ گندھارا فنِ سنگ تراشی کے مغلیہ عہد کے قیمتی پتھروں میں عقیق، فیروزہ، پکھراج، نیلم قابلِ دید ہیں۔ اس میوزیم کا قیام ۱۹۳۷ء میں ہوا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا نیم

ایک پرہیز، سو علاج سے بہتر ہے۔

سرکاری عجائب گھر ہے۔

* افغانستان میں اچھے جواہرات دستیاب ہونے کے باوجود استعمال میں نہ ہونے کے برابر ہے۔
* بہتر اور مناسب ہے کہ انگوٹھی میں جو نگینہ استعمال کیا جائے وہ اصلی ہو اور اس کا وزن تین کیرٹ سے کم نہ ہو۔ (علاوہ ہیرا)
* نئی انگوٹھی جس دن انگلی میں استعمال کی جائے۔ پانچ (5) روپے خیرات کرنا باعثِ برکت اور ہمیشہ کے لئے سودمند رہتا ہے۔
* عہد فاطمینی مصر کے پہلے خلیفہ معز کی ایک دختر عبدہٗ کا ۴۴۲ء میں انتقال ہوا، اس کے پاس پانچ زمرد کی تھیلیاں سو صندوق جس میں خالص چاندی کے تین ہزار برتن، نوے طشت اور نوے لوٹے بلوری۔ چار سو تلواریں جن پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ سترہ (۱۷) مثقال کا ایک نایاب سرخ یاقوت اور مختلف قسم کے قیمتی جواہرات تھے۔
* زمانہ قدیم میں یہ رواج تھا کہ لوگ نگینوں پر اپنا نام و سنہ کندہ کرلیتے تھے اور دستاویزات و کاغذات پر انہیں انگشتریوں کی مہر لگا دیا کرتے تھے۔
* سنگ و جواہر کو زمین کا خزانہ کہا جاتا ہے۔
* پتھر اور انسان سے بڑا واسطہ ہے۔
* پتھروں ہی سے زمانۂ قدیم کے انسان کی تہذیب کا پتہ چلتا ہے۔
* عہد قدیم میں بعض پتھر طبی طریقۂ کار میں بہت استعمال کئے جاتے رہے لیکن یونانی طریقۂ علاج کے زوال کے سبب کوئی ان کے نام سے بھی واقف نہیں
* نظام حیدرآباد دکن (بھارت) کو قیمتی ہیرے اور نادر جواہر پرکھنے میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ جس کی وجہ سے موصوف کے پاس انتہائی قیمتی جواہرات

تجربے احمق کو بھی عقل سکھا دیتے ہیں۔

محفوظ تھے۔ ۱۹۷۸ء (بھارت) میں بائیس قیمتی زمرّد کے نگینوں پر مشتمل خوبصورت
سیٹ فروخت کے لئے نکالا گیا جس کا مجموعی وزن ۴۱۴٫۲۵ قیراط تھا۔ اس کے
علاوہ ہیرے و زمرّد جڑے ہوئے گلوبند، سات لڑیوں کا ایک نادر و خوبصورت
بچّے کے لئے موتیوں کا ہار، ہیرے جڑے ہوئے شیروانی کے بٹن، جواہرات
سے آراستہ بازو بند، کف، نکلس اور بیش بہا انگوٹھیاں ان تمام اشیأ کی
قیمت کا اندازہ پانچ کروڑ روپے لگایا گیا۔

* عہدِ قدیم میں آگ پیدا کرنے کے لئے سنگِ چقماق نے انسان کا بڑا ساتھ دیا ہے
* مقناطیس کو چیونٹوں کے سوراخ پر رکھنے سے چیونٹے بھاگ جاتے ہیں۔
* قدیم ممالک مصر کی سب سے بڑی یادگار اہرام اور ابوالہول ہیں۔ جو پتھر کے ہیں۔
یہ قریب ۷۷۸، قبل مسیح میں تعمیر کئے گئے تھے۔ اس کا ہر پہلو ۷۵۰ فٹ اور
بلندی ۴۵۱ فٹ ہے۔ ان کی طرز تعمیر میں اور بناوٹ میں پُراسرار قوت کا انکشاف
ہو رہا ہے۔ تعمیر میں تیس اور چالیس ٹن وزنی پتھر استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ سیکڑوں
میل سے مقام تعمیر تک لائے گئے تھے۔
* لاہور تعمیراتی اور تاریخی نقطۂ نظر سے ایک مغل شہر ہے یہاں کی مشہور عمارت
شیش محل جو شاہجہاں کے حکم سے آصف خاں نے تعمیر کرائی تھی۔ اس میں شیشہ
کاری کے عمدہ نمونے، سنگِ مرمر کے مختلف اقسام میں سنگِ موسیٰ، سنگ ابری
اور مرجان جو عمارت کے احاطہ میں ہے۔ اس کے علاوہ زمرّد، زہر مہرہ،
عقیق سے بھی میں خوبصورتی پیدا کی گئی ہے۔
* وادئ سندھ، موہن جو داڑو میں کھدائی کے دوران چھ لڑیوں والا ہار
دستیاب ہوا جس میں ڈھولک کی شکل کے سُرخ عقیق پروئے ہوئے ہیں۔
یہ ڈھائی ہزار سال قبل مسیح کی یادگار ہے۔

ایمان دولت سے نہیں خریدا جاسکتا۔

* عہد قدیم میں انگوٹھی سے ہی انسان کی شناخت کی جاتی تھی۔
* شاہی زمانہ میں فن سپہ گری سے دلچسپی رکھنے والے حضرات بڑے عقیق اور
فیروزہ بازو میں باندھا کرتے تھے۔ ان کو "دیکا" کہا جاتا تھا۔
* مغلیہ دور میں نورتن انگوٹھی کا عام رواج تھا اس میں نو اصلی جواہر جڑے رہتے تھے
نورتن میں یاقوت، موتی، پکھراج، زمرّد، مونگا، لاجورد، نیلم، ہیرا اور فیروزہ
شامل ہیں۔
* حضرت علی علیہ السّلام کی ضریح مُبارک کے اندر ایک طلائی قندیل ہے۔ اس
میں نادر جواہرات جڑے ہیں ضریح کے اندر چھوٹی سی محراب میں لعل و جواہر کا
مجموعہ ہے۔
* دُو بلکا ایک قسم کا پتھر ہے۔ جسے انگوٹھی میں جڑ دیا جاتا ہے۔
* سنگ فارا (سنگ خارہ) یہ پتھر نیلگوں ہوتا ہے۔
* ایران کے ناصر الدین شاہ کا تیار کرایا ہوا "کرۂ ارض"، جس میں ۵۱۳۶۶
جواہرات جڑے ہیں۔ یہ ایران کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ سلطنت ایران
میں جواہرات ۳۲ شوکیسوں میں محفوظ ہیں۔ ان الماریوں میں بجلی کا کرنٹ
دوڑا گیا ہے۔ (ہر شوکیس پہ تحریر ہے کہ براہ کرم ہاتھ نہ لگائیں) یہ کہنا درست ہو
گا کہ سلطنت ایران جواہرات کا گھر ہے۔
* تاج پہلوی، شاہ ایران کا تاج ۳۳۸۰ ہیرے ۳۶۸ قیمتی موتی ۵ بڑے زمرّد
۶ عمدہ نیلم سے آراستہ ہے۔ تاج کا وزن دو کلو کے قریب ہے۔
* مسٹر رابرٹ ٹرالیشلر یورپ کے مشہور جوہری نے کہا ہے کہ ایران کے جواہراتی
گھر میں دُنیا کے سب سے زیادہ قیمتی جواہرات محفوظ ہیں۔ اس جگہ جانے پر پتہ
چلتا ہے کہ جواہرات کو سکوں میں نہیں تولا جاسکتا۔

بُری صحبت سے تنہائی بہتر ہے۔

* میکسیکو کے عجائب گھر میں ایک ایسا پتھر ہے جس پر مختلف قسم کی کئی تصویریں کندہ ہیں۔ اس پتھر پر دنیا میں سب سے زیادہ خون بہا ہے۔ یہ پتھر میکسیکو کے ایک قبیلہ ''ازٹیکس'' کی قربان گاہ کہا جاتا ہے۔
* جس طرح ایک انسان کا ذات اور خاندان سے تعلق ہے۔ اس طرح سنگ و جواہر کا بھی مختلف ذاتوں سے سلسلہ ہے۔
* ''تاج کیانی'' کا اٹھارہویں صدی عیسوی سے تعلق ہے۔ اس کی کلغی پر ۱۲۰ قیراط کا یاقوت جڑا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ یاقوت اورنگ زیب سے متعلق ہے۔ تاج کا وزن ۴ء۵ کلو ہے۔
* زمانۂ قدیم میں عورتیں ہی نہیں مرد بھی زیورات استعمال کرتے تھے۔ راجپوت راجہ اس شوق میں عورتوں سے بہت آگے تھے۔
* زیورات میں خواتین چوڑیاں اور ناک کی کیل کو سہاگ کے خیال سے استعمال کرتی تھیں۔
* سنگ شناسی اور مردم شناسی ذرا مشکل کام ہے۔ اس میں عقل، نگاہ اور اس سے متعلق تجربہ کو بڑا دخل ہے۔
* مہر سلیمان، حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر جس پر اسم اعظم کندہ تھا جس کی وجہ سے تمام مخلوق بحکم خدا آپ کی مطیع تھی۔
* ایلزبتھ ٹیلر کے لاکٹ کے ہیرے کا نام ''کروپ'' ہے۔ اس کی قیمت بارہ لاکھ پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ لگ چکی ہے۔ اس کا شمار دُنیا کے نادر جواہرات میں ہوتا ہے۔ دنیا کے گراں بہا جواہرات کی شوقین ایلزبتھ ٹیلر قیمتی جواہر پہن کر اپنے ہاتھ بالکل محفوظ رکھتی ہے۔ رچرڈ برٹن نے شادی پر جو انگوٹھی پیش کی تھی اس کی مالیت صرف پانچ ڈالر بتائی۔

محنت کامیابی کی کنجی ہے۔

* بعض اوقات پتھروں کے اندر سے موتی اور ہڈیاں برآمد ہوتی ہیں۔
* سونا، چاندی، تانبہ، لوہا، رانگا اور پیتل پہاڑوں میں پتھر کے نیچے ایک مدت میں گھل جاتے ہیں، لیکن فیروزہ، یاقوت، زبرجد باقی رہتے ہیں۔
* چاند کی شروع تاریخوں میں پیدا ہونے والے جواہرات شفاف اور آب و تاب و رنگ میں زیادہ اچھے رہتے ہیں۔
* ریچھ کی مادہ دردزہ کے وقت سیاہ پتھر جس پر بجلی گری ہو تلاش کر لاتی ہے۔ تاکہ اس کو اپنے جسم کے نیچے رکھے اور وضع حمل میں آسانی ہو۔
* سگریٹ لائیٹر میں ''فلنٹ'' نامی پتھر اور لوہا رہتا ہے۔ فلنٹ پتھر لوہے کی رگڑ سے شعلہ پیدا کرتا ہے۔
* جاپان میں ایک مشہور ہیرا اس کا وزن ۲ء۲ قیراط اور اس کی قیمت دس لاکھ چالیس ہزار ڈالر ہے (پاکستانی روپیہ میں اس ہیرے کی قیمت تقریباً ۵۰ لاکھ روپیہ ہوئی) بلجیم کی نمائش میں رکھا گیا تھا۔
* ایک سو بیالیس قیراط مل کر ایک اونس کے برابر ہوتا ہے۔ اور ایک من تقریباً ایک لاکھ چوراسی ہزار قیراط ہوتے ہیں۔
* آگرہ (بھارت) کے قلعہ میں دو ایسے پتھر محفوظ ہیں جن پر تھپکی دینے سے چھوٹے اور بڑے طبلے کی آواز آتی ہے۔ یہ پتھر موتی مسجد کے قریب رکھے ہیں۔
* امریکہ میں کنگٹن زل کے قریب ایک بجنے والا پتھر ہے۔ اس میں اوپر کی طرف ایک بڑا سوراخ ہے جس میں پھونک مارنے سے آواز اس زور سے پیدا ہوتا ہے جو ایک میل تک سنی جا سکتی ہے۔
* گولکنڈہ (ہندوستان) میں ہیرے کی کان حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش سے ہزاروں سال قبل کی ہے۔

حیا عورت کا زیور ہے

* تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ شاہجہاں بادشاہ کے پاس ایک ایسی نادر تسبیح تھی جس میں پانچ دانے لعل اور تیس دانے موتیوں کے تھے، اس جواہرات کی تسبیح کی قیمت آٹھ لاکھ روپے تھی۔
* شاہجہاں کے عہد میں شہزادوں کے پاس تقریباً دو کروڑ کے اور خود بادشاہ کے استعمال میں بھی دو کروڑ کے جواہرات تھے۔
* جواہرات اور قیمتی پتھروں کا اثر انسان کے مزاج اور طبیعت پر بھی ہوتا ہے۔ ان میں بڑی کشش اور جاذبیت پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان اپنے میں تھکان محسوس نہیں کرتا۔
* پھول، خوشبو اور پتھر سے متعلق انسان کو دھوکا دینے والا کبھی آرام اور سکون سے زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ (مؤلف کتاب) زمانۂ قدیم میں ہتھیاروں میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے جواہرات لگائے جاتے تھے۔
* خواب سے ڈرنے والے اور نیند میں بڑبڑانے والے شخص کے گلے میں لوہے کا برادہ تعویز بنا کر ڈالنے سے بڑبڑانا جاتا رہتا ہے سوتے میں دانت بجانے کی شکایت بھی جاتی رہتی ہے۔ (بہتر ہے کہ برادہ پر دم کرانے کے لئے ناشر کتاب ہذا سے رجوع کریں)
* ہیرا سب سے زیادہ سخت چیز ہے۔ اگر کسی چیز کو کاٹنے میں سخت فولاد کے اوزار سے سوراخ کیا جائے تو ساڑھے چار میل لمبا سوراخ کرنے کے بعد اُسے پھر تیز کرنا پڑے گا۔ لیکن اسی اوزار میں ہیرے کے دانت لگا دیئے جائیں تو اس اوزار سے دو سو میل لمبا سوراخ کیا جاسکتا ہے اور دانت کو تیز کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔
* ہیرے کو صرف ہیرا ہی کاٹ سکتا ہے۔

عورت گھر کی ملکہ ہے۔

* ہیرا، لعل، نیلم، اُوپل، تیزاب میں حل نہیں ہوسکتے۔ سنگ شجر، فیروزہ، دہانہ فرنگ تیزاب میں حل ہوسکتے ہیں۔
* موجودہ دور میں سب سے زیادہ ہیرا افریقہ میں نکالا جاتا ہے۔
* منگنی کی انگوٹھی ہاتھ کی چوتھی انگلی میں استعمال کی جاتی ہے۔ قدیم کتب میں نظر سے گزرا ہے کہ اس انگلی سے خون کی ایک رگ براہ راست دل تک پہنچتی ہے۔
* نگینہ ہمیشہ نئی انگوٹھی میں استعمال کرنا بہتر رہتا ہے۔ استعمال شدہ انگوٹھی پہننا مناسب نہیں۔
* بڑے نگینے مستورات بطور لاکٹ اور مرد بازو بند میں استعمال کرتے تھے۔
* عہدِ قدیم میں اکثر حضرات نگینہ کے اطراف ڈیزائن کے بجائے عدد کندہ کرالیا کرتے تھے۔
* عہد خسرو پرویز ۵۹۰ء تا ۶۲۸ء ساسانی خاندان کے بادشاہ کا تاج خالص سونے کا تھا جس کا وزن ۱۲۰ پونڈ۔ اس پر چڑیا کے انڈوں کے برابر جواہرات اور یاقوت جڑے تھے۔ یہ اندھیرے میں بھی چمک دیتے تھے۔ تاج چھت سے ۳۵ گز لمبی زنجیر کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ بادشاہ جب تخت پر بیٹھتا تو تاج اس کے سر کو چھوتا تھا۔
* عقیق کھمباتی عام ملتا ہے اس کو حجر الہندی بھی کہتے ہیں۔ یہ عقیق بھارت میں کثرت سے دستیاب ہے۔ اس پتھر میں جہاں اور اچھے اثرات ہیں یہ مزاج میں الجھن اور غصہ پیدا کرتا ہے۔
* نومبر ۱۹۷۰ء میں بمقام کلیوڈون مسز سلیپ ڈرمونڈ نے ناشتہ میں مٹر استعمال کرتے وقت کنکر سمجھ کر جب منہ سے نکالا تو حیرت کی انتہا نہ رہی، کیونکہ وہ ہیرے کا

تجارت زر کا گھر ہے۔

قیمتی نگینہ تھا۔ اس نے مڑ سپک کرنے والی کمپنی کو فوراً لکھا تو معلوم ہوا کہ وہاں ایک ملازم لڑکی کا ہیرا گم ہوگیا تھا۔

* ۲۳ نومبر ۱۹۵۹ء کو شہنشاہ ایران نے فرح پہلوی کی انگلی میں ایک قیمتی طلائی انگشتری پہنا کر منگنی کی رسم ادا کی اور ۲۱ دسمبر ۱۹۵۹ء کو فرح پہلوی شہنشاہ ایران کے ساتھ منسلک ہوکر ملکۂ ایران بن گئیں۔
* شہنشاہ ایران محمد رضا شاہ پہلوی آریا مہر نے ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۷ء رسم تاجپوشی کے وقت جو تاج پہنا اس کا نام "تاج پہلوی" تھا۔ تین ہزار تین سو اسی ہیرے پانچ زمرد، تین سو اڑسٹھ موتی اور بے شمار قیمتی چیزیں لگی ہوئی تھیں۔
* شہنشاہ آریہ مہر تاجپوشی کے موقع پر جس "تخت طاؤس" پر تشریف فرما تھے اس تخت میں اور چیزوں کے علاوہ قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد ۲۶۷۳۳ تھی۔
* انسان کا اپنا خزانہ اپنی جیب، گھر یا بنک وغیرہ ہے لیکن پروردگارِ عالم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اپنا خزانہ اس کے لئے اس کے پیروں کے نیچے پیدا کیا ہے۔
* آٹھ عدد حرف 'ح'، نگینہ عقیق اصلی پر کندہ کرا کے استعمال کرنے سے بخار دفع ہوتا ہے۔ (حرف 'ح' کندہ کرانے کے لئے وقت اور ساعت کے لحاظ سے ناشر کتاب ہذا سے رجوع کریں۔)
* چاندی کی انگوٹھی پہننا سُنّت ہے۔
* حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نرم زمین پر چلنے سے پائے اقدس کا نشان نہیں ہوتا تھا، لیکن سخت پتھر پر چلنے سے پیروں کے نشان قائم ہو جاتے تھے۔

وقت پر ہی چیز کی قدر ہوتی ہے۔

* خانہ کعبہ کی دیواریں کچھ مٹیالا سیاہی مائل رنگ کے پتھروں سے تعمیر ہیں۔
* مقامِ ابراہیمؑ یہ اس پتھر کا نام ہے۔ جس پر حضرت ابراہیمؑ نے کھڑے ہوکر حضرت اسمٰعیلؑ کی اعانت سے خانۂ کعبہ کی دیواریں تعمیر کی تھیں، اس پر حضرت ابراہیمؑ کے قدم مبارک کے نشان ہیں۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس پتھر پر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زوجہ نے آپؑ کو نہلایا تھا۔ مقام ابراہیمؑ پر زائرین نفل ادا کرتے ہیں اور اس پتھر کی زیارت سے آنکھوں کو سکون حاصل ہوتا ہے۔
* ہڑپا اور موہن جو ڈارڈو کے زیورات کے ڈیزائنوں میں قدیم مصری اور بابلیوں کا طریقہ پایا جاتا ہے۔
* حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (اجمیر بھارت) کے مزار سے قریب اکبری مسجد ۹۷۸ء میں جو شہنشاہِ اکبر نے تعمیر کروائی تھی اس میں عمدہ قسم کا سُرخ پتھر استعمال کیا گیا ہے۔
* وادیٔ کاغان کے پہاڑی علاقہ میں ایک قسم کا چوپایہ ہے۔ یہ بکرے کے قسم کا جانور سانپ کو کھا جاتا ہے۔ اس کے بعد جڑی بوٹیاں کھا کر اس کے زہر کو جگالی کے ذریعہ جھاگ سے خارج کر دیتا ہے۔ یہ جھاگ جس جگہ گرتا ہے اس جگہ گر کر ایک خاص قسم کا پتھر بن جاتا ہے۔
* باندہ (بھارت) کے دریاؤں میں مختلف رنگ کے پتھر پائے جاتے ہیں۔ یہ پہاڑوں سے پانی کے زور میں بہہ کر آجاتے ہیں۔
* جمسٹ ایک قسم کا پتھر جس سے بنے ہوئے برتن میں شراب رکھیں تو کچھ گھنٹے کے بعد نشہ اس کا زائل ہو جاتا ہے۔
* قوم لوط کا تختہ اُلٹنے میں عذابِ الٰہی کے موقع پر آسمان سے برسائے جانے والے پتھروں میں سُرخ لکیریں تھیں۔

بد اچھا بد نام بُرا ۔

* لاہور میں مقبرہ جہانگیر، جو شاہدرہ کے علاقہ میں واقع ہے ۔ فنی تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے اس کی بیرونی تعمیر سنگِ سُرخ سے کی گئی ہے اور سنگ مرمر کے خوبصورت ٹکڑوں سے بیل بوٹے بنائے گئے۔ عقیق، لاجورد کا استعمال خوبصورتی کے لئے کیا گیا ہے انہیں آرائش کی وجہ سے اس کو "نگینہ" کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے
* دُنیائے سائنس دانوں کا مشہور اور عظیم المرتبت مسلمان سائنسداں البیرونی جو ۴۱۰ھ میں غزنی میں رہے ۔ لکھتے ہیں کہ جس جگہ کھدائی میں زمین سے گول پتھر دستیاب ہوں تو ماننا پڑتا ہے کہ ابتدائی زمانہ میں یہ حصّہ زیرِ آب رہا ہے ۔ چونکہ پانی کے بہاؤ میں متواتر رگڑ اور حرکت سے پتھر چھوٹے اور گول ہوتے چلے جاتے ہیں ۔
* رتوایہ پتھر کتھئی، عنابی، سُرخ اور مونگیا رنگ میں مثل عقیق کے ہوتا ہے ۔ یہ وزنی پہاڑی پتھر ہے ۔ چمک اور آب نہیں ہوتی ۔ عرب، بھارت اور پاکستان میں پہاڑی علاقہ میں دستیاب ہے ۔
* قدیم زمانہ میں ہیرا، فیروزہ، عقیق، زمرّد، زبرجد، گومیدک، پکھراج، سنگِ سلیمانی، اوپل اور لاجورد پر نقش ونگار کا کام عمدہ ہوتا تھا ۔
* دُنیا کی خوبصورت اور مشہور پتھری عمارتوں میں سب سے عمدہ تراش تاج محل کی ہے جس کو شاہجہاں بادشاہ نے آگرہ (بھارت) میں قریب چار کروڑ روپیہ صرف کر کے تعمیر کروایا تھا ۔ اس کی تعمیر میں بیس ہزار معماروں نے حصّہ لیا ۔ بیس سال کی مدت میں تعمیر کیا ۔ اس عمارت میں سنگِ مرمر، لاجورد عقیق اور سنگِ یشب وغیرہ استعمال ہوئے ہیں ۔
* برصغیر ہند و پاک کا سب سے قدیم اور مشہور ہیرا "کوہ نور" ہے ۔
* شاہجہاں بادشاہ نے ۱۶۴۸ء میں "تختِ طاؤس" دس کروڑ روپیہ خرچ کر کے

چہرہ دل کا آئینہ ہے ۔

بنوایا تھا ۔ یہ تخت سوا تین گز لمبا، ڈھائی گز چوڑا اور پانچ گز اونچا تھا ۔ اس میں سولہ لاکھ روپیہ کے جواہرات جڑے تھے ۔ ایک لاکھ روپے کا سونا استعمال کیا گیا تھا ۔ اس کی چھت بارہ ستون پر مشتمل تھی ۔ درمیان میں ایک خوبصورت درخت تھا ۔ اس کی تمام پتیاں اور پھول جواہرات کے تھے ۔ جہاں بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ تھی ۔ اس کی پشت پر ایک لعل لگایا گیا تھا ۔ جس کی قیمت ایک لاکھ روپیہ تھی ۔ یہ تخت مور کی شکل کا تھا، جس میں نادر اور نایاب جواہرات جڑے ہوئے تھے ۔ یہ تخت عجائبات دُنیا میں سے تھا ۔ اس میں خاص خوبصورتی یہ تھی ۔ کہ طاؤس اپنی چونچ میں موتیوں کی تسبیح لئے کھڑے تھے ۔ معلوم ہوتا تھا کہ اب رقص کرنے ہی والے ہیں ۔
* زمانۂ قدیم میں نادر و نایاب اور قیمتی جواہرات عبادت گاہوں میں جڑے جاتے تھے ۔ بعض عبادت گاہوں میں اب بھی محفوظ ہیں ۔
* کلکتہ (بھارت) کے عجائب خانہ میں ایک پتھر ہے جو اُٹھانے سے جھک جاتا ہے، اس میں لچک ہے ۔ ہلانے سے لرزتا ہے ۔ عرفِ عام میں اس پتھر کو زندہ پتھر اور سنگِ لرزاں بھی کہتے ہیں ۔
* عہد قدیم میں بادشاہ، راجہ اور رؤسا قیمتی انگوٹھیاں، ہار، کلاں زرین اس غرض سے بھی استعمال کرتے تھے ۔ تاکہ عوام سے افضلیت رہے ۔ تاج شاہی کے استعمال کو روحانی برتری اور سایۂ خداوندی کا مظہر خیال کیا جاتا تھا ۔
* تیسری صدی کا ایک نایاب مجسمہ گوتم بدھ کو ریاضت کے عالم میں دکھایا گیا ہے ۔ یہ مجسمہ لاہور کے مرکزی عجائب گھر میں موجود ہے اس مجسمہ کے ساتھ دو تختیاں گہری کھدی ہوئی ہیں، یہ گوتم بدھ کی پیدائش سے متعلق ہے ۔
* اُن چشموں کا پانی جو پتھروں کے درمیان سے ہو کر نکلتا ہے صحت و تندرستی

چلتے ہوئے پرزے میں زنگ نہیں لگتا۔

کے لئے مفید ہوتا ہے۔

* موہن جوداڑو (سندھ) میں محکمۂ آثارِ قدیمہ نے جو کھدائی کی ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ افغانستان کا لاجورد ایران کا پتھر اور سنگجراحت زمانۂ قدیم میں کثرت سے استعمال میں آیا اور اس کی تہذیب اور پتھروں کا کام پانچ ہزار سال قبل کی ایک گمشدہ یادگار ہے۔
* پومیک اسٹون PUMICE STONE یہ پتھر آتش فشاں مادہ کا بنا ہوا لاوہ ہے۔ مثل کارک ہلکا ہوتا ہے۔ اکثر چشموں کی سطح پر تیرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کو چھری کے ذریعہ آسانی سے کاٹ سکتے ہیں۔ بطور جھانواں دیوار اور فرش گھِسنے کے کام آتا ہے۔ چکنا اور صاف کرنے کے استعمال میں لایا جاتا ہے اٹلی میں زیادہ دستیاب ہے۔
* جنوبی ہند کے قبائلی زچگی کے حالت میں ارواح خبیثہ سے بچانے کیلئے سونے یا چاندی کا گنڈے دار ہار استعمال کراتے ہیں۔
* مصالحہ پیسنے کا پتھر (سِل) کچے پتھر کے بجائے پختہ اور سخت قسم کا استعمال کرنا بہتر ہے تاکہ کچے پتھر کے باریک سنگ ریزے مصالحہ میں شامل ہو کر جسم میں پتھری پیدا نہ کرسکیں۔
* پارس ایک قسم کا پتھر ہے اس کے متعلق مشہور ہے کہ لوہے وغیرہ کو چھو کر سونا بنا دیتا ہے (اس کے متعلق اور مزید تاریخی تفصیل صحیح معلوم نہ ہو سکی۔)
* مقناطیس۔ یہ پتھر رہنمائی کے کام میں بڑا معاون رہا ہے۔ زمانۂ قدیم میں اس سے سمندروں کی سطح پر جہاز چلانے کا وقت اور سمتیں معلوم کرنے کا کام لیتے تھے، اس کو رہنما پتھر بھی کہا جاتا تھا۔
* کمبرلے (جنوبی افریقہ) میں ہیرے کی سب سے بڑی کان ہے۔

اللہ کی نعمتوں کو برباد مت کرو۔

* سنگ دانہ، پرندہ کا (معدہ) اس میں سے چھوٹے چھوٹے پتھر بھی ملتے ہیں۔ یہ سنگ دانہ ضعف معدہ میں اکسیر ہے۔
* سنگ نشان۔ راستوں اور سڑکوں پر منزل اور جگہ کا فاصلہ سمجھنے کے لئے لگائے جاتے ہیں۔
* جواہرات تلاش کرنے والے چاند کی کچھ مخصوص تاریخوں میں اپنے کام کا آغاز نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ اس کام کے لئے چند تاریخیں منحوس ہوتی ہیں۔
* حِصار باندھنا۔ لوہے کی نئی ۴ عدد کیلوں پر ۱۰۱ مرتبہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللہِ دم کرکے آسیب زدہ مکان کے اندر چاروں کونوں میں یہ کیلیں ٹھونک دینے سے جگہ، مکان ہر طرح کے بداثرات و سحر وغیرہ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔
تقسیم ہند سے قبل لکھنؤ میں قدیم نادر کُتب سے اِس عمل کا طریقہ حاصل ہُوا تھا اِس کیلئے دن، تاریخ، وقت اور ساعت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔
(اِس حِصار کے لئے ناشر کتاب ہٰذا سے رُجوع کیا جاسکتا ہے۔)
* مغربی جرمنی کے عجائب گھر میں ایک ایسا پتھر محفوظ ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہ غالباً بیس کروڑ سال قدیم ہے۔
* دُنیا کے بڑے سائنس دانوں کا خیال ہے کہ چاند کے پتھر ساڑھے تین ارب سال قدیم ہیں، بعض کا کہنا ہے کہ زمین کے پتھروں سے زیادہ ان کی عمر ہے۔ اپالو ۱۲ کے خلاباز چاند کے بحرِ طوفان سے جو مٹی لائے ہیں۔ اس میں سے ایک چار انچ چوڑا ایسا پتھر برآمد ہوا ہے۔ جو مثل شیشہ کے چمکدار ہے
* گھر کی سِل جس پر مصالحہ پیسا جائے اس کا چھوٹا پتھر (بٹا) گھر میں لڑکانے سے سخت پریشانی اور نحوست آتی ہے۔ اسی سِل کا پتھر اگر ٹوٹ جائے تو صدقہ دینا بہتر ہے، رَدِ بلا ہے۔

عیب چھپائے نہیں چھپتا۔

* ملکہ فرح پہلوی نے شہنشاہِ ایران کی تاجپوشی کے موقع پر جو تاج پہنا تھا یہ پلاٹینم اور سونے سے تیار کیا گیا تھا۔ اس میں ۴۶۹ قیمتی ہیرے، ۲۶ زمرد ۳۶ یاقوت، ۱۰۵ موتی جڑے تھے۔
* جیکولین کنیڈی کو ان کے شوہر ارسٹائل اوناسس نے شادی کے موقع پر جو انگوٹھی دی اس کی قیمت دس پونڈ تھی۔
* جرمنی میں منگنی کی انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہننا شروع کرتے تھے اور شادی کے بعد دائیں ہاتھ کی انگلی میں۔
* دُنیا میں ہر جگہ شادی کے لئے ابتدائی رسم انگوٹھی سے ہوتی ہے۔ فلپائن میں دُولہا اور دلہن کے درمیان انگوٹھی کا تبادلہ ہوتا ہے۔
* دُنیا کی تمام دھاتوں میں سب سے ہلکی دھات "لتھیم" ہے۔ ماہرینِ سائنس کا خیال ہے کہ سورج ایک آتشگیر پگھلی ہوئی معدنیات کا عظیم کرّہ ہے۔
* شہر لبط اندلس میں ایک ایسا پہاڑ ہے جس میں سرمہ نکلتا ہے۔ چاند کی شروع تاریخ سے لے کر نصف ماہ تک سرمہ نکلنے کا زور رہتا ہے۔
* انسان کے جسم کی پتھری کا سرمہ آنکھ کی سفیدی کو زائل کرتا ہے۔
* ٹھہرے ہوئے پانی (تالاب) کے پتھر کو گھس کر قدرے ناک میں ٹپکانے سے مرگی کا مرض دفع ہوتا ہے۔
* اونٹ (ناقہ) منگل یا اتوار جس جگہ زمین پر لوٹے اس جگہ کا پتھر عاشق مزاج دیوانہ کے بازو پر باندھنے سے عشق زائل ہو جاتا ہے۔ (یہ پتھر ناشر کتاب ہذا سے دم کرالیا جائے)
* "لوہے کا چھلا" پاؤں میں استعمال کرنے سے جسم میں پتھری پیدا نہیں ہوتی۔ (اس چھلے کا طریقہ تیاری والدِ بزرگوار نے بتایا)

مردم شناسی اور سنگ شناسی مشکل کام ہے

* چھوٹے بچوں کی بیماری ام الصبیان (مرگی کے دورے) میں معمولی لوہے کا ٹکڑا گلے میں لٹکانے سے مرض دفع ہوتا ہے۔
* لوہے کے بجھے ہوئے پانی سے عشق دفع ہوتا ہے۔ لوہے کو خوب گرم کریں تاکہ وہ سُرخ ہو جائے، اس کو پانی میں بجھاتے وقت تین بار یہ کہہ کر بجھائیں کہ جیسے یہ لوہا پانی میں ٹھنڈا ہوا [illegible] طرح فلاں بن فلاں (نام لیا جائے) کا عشق ٹھنڈا ہو جائے۔ اس پانی سے عاشق کا منہ دُھلائیں اور سینے پر چھینٹیں دیں۔ یہ عمل منگل یا ہفتہ کو کرنا بہتر ہے۔
* برطانیہ میں وکیرلی کے مقام مکنگ میں قبرستان سے یاقوت کے زیورات اور خوبصورت تلواریں دستیاب ہوئی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نادرات ساتویں صدی عیسوی کے دَور کی ہیں۔
* ایک ایسا عجیب و غریب پتھر ہے کہ قدرت نے اس میں انوکھی صفت عطا کی ہے۔ ہوا میں شامل پانی کی نمی کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ برطانیہ کی عبادت گاہوں کے مجسّے کی آنکھوں میں لگا ہوا ہے۔ اس پتھر سے معلوم ہوتا ہے کہ مجسّموں کی نگاہوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔
* مادرِ ملّت فاطمہ جناحؒ ایسے زیورات پسند کرتی تھیں جن میں معمولی موتی یا ہیرے جڑے ہوں۔
* جواہر وہ بیش قیمت پتھر جو عام پتھروں سے افضل، خوشنما اور خوبصورت و قیمتی ہو۔
* جواہرات اور پتھروں کے ماہر اُن کے رگ و ریشے اور ماہیّت سے واقف ہوتے ہیں۔
* دَودھی ایک قسم کا سفید اور گلابی پتھر۔

ایمان ہے تو سب کچھ ہے۔

* اپالو-۱۷ مشن کے امریکی خلا نوردوں نے بحیثیت سابق صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کو جون ۱۹۷۳ء میں چاند کے پتھر کا ایک چھوٹا ٹکڑا پیش کیا۔ یہ پتھر انہوں نے چاند پر اپنی تحقیقاتی مہم کے دوران وہاں کی ایک وادی سے اٹھایا تھا۔ امریکی سائنس دانوں کا خیال ہے کہ یہ پتھر تین ارب ۸۰ کروڑ سال پرانی چٹان کا ایک ٹکڑا ہے۔
* قومی عجائب خانہ پاکستان (کراچی) میں پتھر کے مختلف رنگ میں تولنے کے باٹ محفوظ ہیں۔ یہ باٹ موہن جو داڑو سے دستیاب ہوئے اور پانچ ہزار سال قدیم ہیں۔ اسی کراچی میوزیم میں تقریباً پانچ ہزار سال قدیم ہاتھ دھو پیر صاف کرنے کا گلابی رنگ کے پتھر کا جاواں محفوظ ہے۔ جو ہڑپا سے دستیاب ہوا۔
* سر سلطان محمد شاہ آغا خان مرحوم کے نایاب جواہرات میں سے ایک نادر بیضوی ہیرا وزن ۳۳ قیراط جس کی قیمت ۵ لاکھ پونڈ مئی ۱۹۸۸ء میں جنیوا میں فروخت ہوا۔

سابق مہاراجہ اندور (انڈیا) کے شاہی خزانے کے دو ہیرے جو "گولکنڈہ الماس" کے نام سے مشہور ہیں۔ نومبر ۱۹۸۷ء میں جنیوا کے ایک تاجر نے ۳۰ لاکھ سوئس فرانس (کرنسی) میں خریدے

* سنگِ انداز۔ دشمن پر پتھر مارنے والا۔
* سنگِ بوم۔ پتھریلی زمین۔
* سنگِ جراحت۔ ایک قسم کا پتھر (اس کو پیس کر زخم پر چھڑکنے سے خون بند ہو جاتا ہے۔)
* سنگ چٹانا۔ کسی چیز کو پتھر پر رگڑ کر تیز کرنا۔
* سنگ چھوٹنا۔ جدائی ہونا۔ * سنگ چلنا۔ ساتھ چلنا۔
* سنگ لینا۔ ہمراہ لینا۔

ظالم سے بیزاری اور مظلوم کا ساتھ دو۔

* سب سے پہلے تانبہ پگلانے کا کارخانہ حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں قائم ہوا تھا۔ پتھر میں تمباکو کے خمیرے جیسی خوشبو بمقام فیروز پور جھرکہ ضلع گڑگانواں (بھارت) میں ایک پہاڑ ہے۔ اس میں سے جو پتھر نکلتا ہے اس میں تمباکو کے خمیرے جیسی خوشبو آتی ہے۔ شعاع جیسی چمک کی وجہ سے زیورات میں استعمال کیا جاتا ہے۔
* ٹائیگر۔ اس پر شیر کی کھال جیسی دھاریاں ہوتی ہیں۔ چمکدار پتھر ہے۔ زیادہ تر افریقی باشندے مختلف طرز پر اس کا استعمال کرتے رہے ہیں، بھارت سے دستیاب ہوتا ہے۔
* ایک مصنوعی نگینہ زرقون کے نام پر کچھ عرصہ قبل مختلف رنگوں میں تیار کر لیا گیا۔
* نیلم، ہیرا اور فیروزہ اکیلا استعمال کرنا مناسب نہیں۔ ان کے ساتھ دوسرا نگینہ لاکٹ یا انگوٹھی میں ہونا بہتر رہتا ہے۔
* سنگی۔ پتھر کی چیز
* سنگین۔ بھاری
* سنگِ یمن۔ یمنی عقیق
* سنگستان۔ پہاڑ جہاں پتھر ہی پتھر ہوں۔
* سنگِ زر۔ کسوٹی
* سنگدان۔ جس میں پرندہ غذا رکھتا ہے (پرندہ کا پوٹا)
* سنگ۔ پتھر
* سنگ باری۔ پتھر برسانا
* سنگ پا۔ پاؤں رگڑنے کا پتھر۔ (جھانواں)
* سنگ تراش۔ پتھر کاٹنے والا۔

بغیر عقل ہمت بھی دشمن ہے۔

* سنگ تراشی۔ پتھر کا کام۔ بنانے کا پیشہ۔
* سنگ تربت۔ قبر پر لگا ہوا پتھر (سنگ مزار)
* سنگ دل۔ بے رحم۔
* سنگ راہ۔ راستے کا پتھر۔
* سنگ ریزہ۔ کنکر
* سنگسار کرنا۔ پتھر مار مار کر ہلاک کر ڈالنا (ایک قسم کی شرعی سزا)
* سنگ ساز۔ مصلح سنگ (جو شخص چھاپے خانہ کے پتھر کو درست کرے)۔
* یاقوت سربستہ۔ کنایہ ہے لبِ خاموش سے۔
* یاقوت خام۔ کنایہ ہے معشوق کے ہونٹ سے۔
* اصلی نگینہ۔ کی انگوٹھی انسان کی عمدہ یادگار ہے۔
* نگینہ۔ انگوٹھی میں استعمال کرنے سے ہی اثر کرتا ہے۔
* پتھر کا بن جانا۔ سنگ دل ہو جانا۔
* پتھر کا جگر پانی ہونا۔ سنگ دل کو ترس آجانا۔
* پتھر کا جواب پتھر۔ سخت بات کا سخت جواب۔
* پتھر کلیجہ رکھنا۔ مجبوری سے صبر کرنا۔
* پتھر کو کیا اثر ہو۔ بُرے آدمی پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔
* چاندی کا پہرا۔ اقبال مندی کا زمانہ۔
* سنگِ سیماب، سخت ترین پتھر ہے۔ اس کی کھرل قیمتی اور خوبصورت ہوتی ہے۔ گلابی رنگ کی جس میں سفید چھوٹے چھوٹے مثلِ تارے، نشانات تھے۔ یہ نادر کھرل راقم الحروف کے پاس محفوظ تھی۔ لکھنؤ سے پاکستان ہجرت کرتے وقت ضائع ہو گئی۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

* سنگ فساں۔ وہ پتھر جس پر چاقو کی دھار رکھتے ہیں۔
* سنگ لوح۔ (سنگ تربت) وہ پتھر جو مزار کے سرہانے تاریخِ وفات لکھ کر لگاتے ہیں۔
* نگ۔ نگینہ، قیمتی پتھر۔
* حجر۔ عربی میں پتھر کو کہتے ہیں۔
* اسٹون STONE انگریزی میں پتھر، جواہر کو کہتے ہیں۔
* رتن۔ ہندی میں قیمتی پتھر رنگ کو کہتے ہیں۔
* بہرا پتھر۔ وہ شخص جس کی سماعت (سُننے) کی طاقت بالکل زائل ہو گئی ہو۔
* حجر المنقل۔ چھوٹی چھوٹی پتھریاں۔
* حکاک۔ عربی میں نگینہ تراش کرنے والا۔
* انگوٹھی۔ فارسی میں انگشتری، عربی میں خاتم، انگلیوں میں پہننے کا زیور۔
* نونگہ۔ جس میں نو نگینے ہوں۔ یہ عورتوں کے بازوبند کا ایک زیور ہے۔
* سنگ سیاہ۔ بغیر چمک کا پتھر عہد قدیم میں بت تیار کرنے میں استعمال ہوتا تھا۔
* منکا۔ عقیق کا دانہ، کسی قیمتی پتھر کا دانہ، مالا کا دانہ، تسبیح کا دانہ، موتی۔
* پتھر مارے بھی اس کو موت نہ آتی۔ نہایت سخت جان۔
* حجر الرخام۔ سنگ خارا۔
* حجر السیئے۔ چکی کا پتھر۔
* خاک شفا۔ شفا بخشنے والی مٹی (تربت امام حسینؑ کی خاک)
* جواہرات۔ انسانی معدے اور جسمانی رگوں و پٹھوں کے ذریعہ اپنا اثر دکھلاتے ہیں۔ یہ طب میں خارجی و باطنی اثرات کہلاتے ہیں۔ بھارت میں "جیم تھراپی" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ جو جواہرات کے انسانی جسم پر اثرات

گاہک اور خریدار کی عزت کرو۔ اس کو قدرت نے تمہارے پاس بھیجا ہے (ناشر)

کی تحقیق کر رہا ہے۔

* دنیا کی نیشنل جغرافیکل سوسائٹی کے تحت مشہور سائنسداں پروفیسر ڈاکٹر پچھلی تہذیبوں میں قیمتی پتھروں کے استعمال پر ریسرچ کر رہے ہیں۔ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ہزاروں سال قبل انسان مختلف قیمتی پتھروں اور جواہرات کے قدرتی پوشیدہ اثرات سے واقف تھا اور اپنے پیچھے بہت سے سربستہ راز چھوڑے ہیں تحقیق پر مزید مفید انکشافات کی اُمید ہے۔
* کنزائٹ۔ خوشنما گہرا اور ہلکا گلابی، سبز و ہلکا نیلا زرد سفید رنگ کا چمکدار نرم پتھر ہے زیورات میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔ افغانستان کے پہاڑی علاقے میں دستیاب ہے۔
* سمندر میں پتھریلے مقامات پر ایک قسم کی سمندری گھاس پیدا ہوتی ہے۔ جس کی لمبائی کم از کم ۶۰۰ فٹ ہوتی ہے۔ اس کی پرورش معدنیات اور ہوا سے ہوتی ہے۔ جو سمندر کے پانی میں حل ہو جاتی ہے۔
* پہاڑی علاقہ کے جانور پھرتیلے اور طاقتور رہتے ہیں۔
* مردار سنگ۔ ایک دوا کا نام ہے یہ پتھر کی مانند وزنی ہوتا ہے۔
* رتن مالا۔ جواہر مالا۔
* رتن کندن۔ مونگا (ہندی میں)
* تعویذ اور نقش انسان تیار کر کے دیتا ہے۔ لیکن پتھر و جواہر کو قدرت نے بنایا۔ ہے جن میں اثرات اور تاثیرات محفوظ کر دیئے۔
* حضرت لعل شہباز قلندرؒ کے سینۂ مبارک کا پتھر۔ یہ پتھر آپ کو حضرت بابا ابراہیمؒ نے عطا فرمایا تھا۔ اس کو آپ استعمال میں رکھتے تھے۔ اب وہی پتھر آپؒ کے مزار مبارک کے سرہانے نصب ہے۔

اسلامی طرز پر زندگی بسر کرو۔

* چٹخا ہوا (کریک) نگینہ اور کریک آدمی دونوں سے نقصان ہے۔
* انگوٹھی میں کپڑا یا دھاگہ لپیٹ کر استعمال کرنا مناسب نہیں۔ ناپاک (نجس) پانی کا لگا ہوا مذکورہ کپڑا یا دھاگہ انگوٹھی سے علیحدہ کرنے پر ہی انگوٹھی پاک ہو گی۔
* جواہرات کی قیمت متعین کرنا مشکل کام ہے۔ اس کے لئے کوئی قاعدہ کلیہ مقرر نہیں ہو سکتا۔ (پُرانا قول ہے کہ "جواہر بیچنے جائے تو بکے نہیں اور خریدنے جائے۔ تو حسب منشاء ملے نہیں۔")
* قدرت کے خلق کردہ قیمتی پتھر و جواہر ہمیشہ جائز حصول و امور میں معاون و مُبارک رہتے ہیں۔
* نگینہ کی قیمت پر نگینہ کے افعال و خواص اور اثرات منحصر نہیں اصلی ہونا شرط ہے
* انگوٹھی موصل ہے نگینے کے اثرات کے لئے۔
* خُدا کے پیدا کردہ قیمتی پتھر اور جواہرات میں پُراسرار افعال و خواص اور اثرات کے ساتھ نیچرل بیوٹی NATURAL BEAUTY ہوتی ہے۔
* نگینے کو بار بار تبدیل کر کے استعمال کرنا اپنے کو شک و شبہ میں مبتلا کرنا ہے۔
* چند قیمتی جواہرات کے علاوہ دنیا کے تمام ملکوں میں مختلف پتھروں کو مختلف نام سے پہچانا جاتا ہے۔
* موجودہ دور کے سائنسدانوں نے سورج کی شعاع سے ہیرے میں سوراخ کرنے کی مشین ایجاد کر لی ہے۔ جو باریک سے باریک سوراخ فوری کر دیتی ہے۔ جبکہ ہیرے میں سوراخ کرنا بہت مشکل ہوا کرتا تھا۔
* امریکہ میں کنگسٹن لزل کے مقام پر ایک آواز دینے والا پتھر ہے۔ اس پتھر میں ایک سُوراخ ہے۔ جس میں پھونک ماری جائے تو ایک زوردار آواز پیدا ہوتی ہے اور جس کی آواز کافی دُور تک سنی جا سکتی ہے۔

ہمسائے سے میل جول رکھو۔

* نگینہ (قیمتی پتھر)، والدین کی دُعا اور ڈاکٹر کی دوا مُنھ سے نہیں بولتی کام کر جاتی ہے۔
* امریکہ کے مسٹر ولیم فورٹینیزی کی گمشدہ انگوٹھی ۲۷، سال بعد ایک دلدلی جگہ سے دستیاب ہوئی اس انگوٹھی پر اس کا نام کندہ تھا۔ یہ انگوٹھی اس کو بہت مرغوب تھی۔
* زمانۂ قدیم میں افریقہ کے وحشی باشندے انگوٹھی میں زہر رکھا کرتے تھے۔
* شیکسپیر کی انگوٹھی پر اس کا نام کندہ تھا۔
* تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک انگوٹھی حضرت یوسُف علیہ السّلام کو عزیزِ مصر کے اعجاز میں دی گئی تھی۔
* زمانۂ قدیم میں نگینہ پر کندہ کاری کر کے سونے سے پھُول پتی وغیرہ بنائی جاتی تھی۔ یہ ہنر بہت پرانا اور اہم ہے۔
* ایک بہترین اسٹار یاقوت بڑے سائز میں اسمتھسن انسٹی ٹیوٹ واشنگٹن امریکہ میں محفوظ ہے۔
* قیمتی پتھر انگوٹھی یا لاکٹ میں اس طرح جڑوایا جائے کہ نگینہ کا نیچے والا حصہ کھلا رہے تاکہ اس کی شعاع جسم پر پڑے مختلف پتھروں کی شعاع مختلف تاثیر رکھتی ہے۔ دراصل قدرت نے دنیا میں ہر چیز کو شعاعی گھیر یعنی ہالہ، کنٹرل عطا کیا ہے جیسے چاند کا ہالہ انسانی چہرے کا ہالہ وغیرہ موجودہ دور کے سائنسداں خوبصورت اور قیمتی نگینوں کے ہالہ پر اتفاق کرتے ہیں۔ فارسی میں ہالہ بمعنی رنگ، قرار اور آرام کے آتا ہے۔
* ہماری شہرت و ناموری کی وجہ نیک نیتی سے مفادِ عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے قدرتی و قیمتی سنگ و جواہر کے تاثرات پر تحقیق و ریسرچ اور اُن سے استفادہ حاصل کرنے والوں کی دُعائیں ہیں۔

اللہ پر بھروسہ کرنے والا اس کی حفاظت میں ہے۔

* حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے میرزا احسن الحائری الاحقاقی مدظلہٗ صدف (موتی) یا ان کے بنے ہوئے نگینے انگوٹھی میں استعمال کرنا بوقتِ نماز بھی جائز ہے۔

*

قُدرتی قیمتی سنگ و جواہر کے طبّی فوائد

خوشنما سنگ و جواہر میں اللہ تعالیٰ نے ایک طرح کی کشش و خوبی کے ساتھ انسانی مختلف بیماریوں کے لئے شفا بخش اثرات مخفی و پوشیدہ رکھے ہیں۔ زمانہ قدیم میں ان کے ذریعہ پیچیدہ امراض سے نجات کا کامیاب طریقہ رائج تھا اور فوائد حاصل کئے جاتے رہے دیدہ زیب نگینوں سے و بنیادی امور، معاشی و معاشرتی حالات سازگار کرنے اور پریشانیوں کو دفع کرنے میں اثر انداز ہونے کا تصور بھی بہت قدیم ہے تمام قدرتی پتھروں کے افعال و خواص اور اثرات و افادیت سے واقفیت رکھنے والے کے لئے ان کی شناخت، پہچان، ماہیت رنگ، علم و شعور کے ساتھ تجربہ، سچائی و صاحبِ ایمان ہونا لازمی رہا ہے۔

*

STONES ATTRACTION

برادر عزیز ظہیر حسن صاحب ایم اے ریٹائرڈ ڈپٹی کنٹرولر پروگرام (پ۔ بی۔ سی) صدر دفتر اسلام آباد نے "کرشمۂ قدرت" کے مطالعہ کے بعد "انسانی زندگی پر قدرتی قیمتی پتھروں کی کشش" کے بارے میں لکھا ہے کہ پتھروں میں کششی پاور کی بڑی اہمیت ہے۔ نظامِ الٰہی کے تحت تمام کائنات میں ہر سیارہ جس میں سورج چاند، زمین اور دیگر سیارے اپنے محور میں کشش کے تحت چکر لگا رہے ہیں۔ سائنس دانوں کی تحقیق کے تحت تمام سیارے پتھروں کی چٹانوں سے بنے ہیں جن سے موسمی نظام دن رات مدّ و جزر اور زندگیاں زندہ ہیں۔ سنگ و جواہر اور قیمتی پتھر کے

دشمنی ایک حد تک رکھو، ہو سکتا ہے کہ کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے (حضرت علیؑ)

علاوہ ایک معمولی ذرّہ بھی اپنی جگہ کشش رکھتا ہے۔ یہ ایک قدرتی عطیہ ہے جس سے انسان کی زندگی میں تبدیلی آتی ہے۔ "کرشمۂ قدرت" اِس موضوع پر بہترین اور کارآمد کتاب ہے۔

سنگ و جواہر اور قیمتی پتھروں سے متعلّق

مزید اہم انکشافات (سائنسی حقائق)

یورپ کے ایک سائنسی مفکر نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے۔ کہ ایک طرف تو قدرت کی بڑی بڑی عظیم الشان ایجادات دیکھ کر انسانی عقل حیران ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف چھوٹے چھوٹے ذرات اور قدرتی قیمتی خوبصورت نگینوں کے پُراسرار اثرات سے خداوند عالم کی قدرت اور حکمت سے حیرت ہوتی ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ ربّ العالمین میری آنکھوں اور عقل کو مزید اتنی وسعت عطا فرما کہ میں تیری تخلیق کے عجائبات کا اندازہ کر کے تیرا شکر ادا کروں۔ تاکہ میرا وِل پاور WiL POWER بڑھے۔

امریکہ کے ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ انسان کے جسم کو دو حصوں دائیں اور بائیں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ دل بائیں طرف ہونے کی وجہ سے یہ حصہ بہت حساس ہے۔ تمام بیرونی طاقت جو بائیں طرف سے انسانی جسم میں داخل ہو بے حد مؤثر ہوتی ہے قیمتی نگینے بائیں ہاتھ کی انگلی میں استعمال کرنے سے انسان اپنے ماحول کی مختلف قوتوں کو اپنے اندر موثر طریقہ سے جذب کرے گا۔ جسمانی طاقت میں اضافہ محسوس کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک خاص طور پر یورپ کے لوگ منگنی (شادی) کی رنگ (RiNG) انگوٹھی بائیں ہاتھ کی انگلی میں استعمال کرتے ہیں۔ اس انگلی سے ایک رگ براہ راست دل میں جاتی ہے۔ یہ قلبی تعلق موثر کرتی ہے۔ بائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنا ہوا

بیماری انسان کو موت کی یاد دہانی کراتی ہے۔ (ناشر کتاب ہذا)

قیمتی نگینہ جسم کے اندرونی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کے علاوہ ہر طرح سے کارآمد رہتا ہے۔

انسان کا دایاں حصہ جسم کی طاقت کو باہر نکالنے میں موثر ہے۔ درمیانی انگلی (انگشت شہادت) میں انگوٹھی استعمال کرنے سے حصول مقاصد اور باطنی طاقت میں معاون رہتی ہے۔

چھوٹی انگلی (چھنگلیا) میں قیمتی نگینہ پہننا انسانی زندگی میں تبدیلیاں اور صلاحیتوں کا ظاہر کرنے میں مددگار رہتا ہے۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ قیمتی نگینے دینی رہنما درویش، بادشاہ، راجہ، مہاراجہ، رئیس مشہور شخصیات، امراء شرفاء حضرات نے بڑی دلچسپی سے استعمال کئے۔ مزید جیسے جیسے جواہرات اور قیمتی پتھروں کے اثرات و خصوصیات کا علم ہونا شروع ہوا عام لوگوں نے بھی جسم کے مختلف حصوں پر ان کا استعمال کرنا شروع کیا۔

جسم کے مختلف حصّوں پر پہنے ہوئے جواہرات اور قیمتی پتھر کے اثرات بھی مختلف رہتے ہیں۔ قدیم زمانہ کے باحوصلہ بہادر اپنے بازو کے اوپری حصہ پر جڑاؤ بازو بند استعمال کیا کرتے تھے تاج و لاکٹ میں جواہرات سے انسان کا جاہ و حشم اور رعب و بھرم اُجاگر ہوتا ہے

خوش قسمتی کے لئے قیمتی پتھروں کی شعاعوں مطابقت پیدا کرنے کے لئے خاص رنگوں کے نگینوں کا استعمال بے حد کارآمد ہے۔ نگینے صرف آرائش و زیبائش کی چیز نہیں، بلکہ صدیوں سے بیماریوں کے علاج کے طور پر استعمال ہوتے آرہے ہیں مشرق وسطیٰ کے ہندو وید (اطباء) جواہرات کو کچھ وقت کے لئے پانی میں رکھ کر مریض کو ان کا پانی شفایابی کے لئے استعمال کراتے ہیں۔

ابتدائی زمانہ کے کچھ افراد قیمتی پتھر صرف رنگوں کی بنیاد پر ہی استعمال کرتے تھے۔ مثلاً سُرخ نگینے بیماریوں سے شفاء، آگ سے بچاؤ، خراب موسمی امراض سے حفاظت جبکہ

کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کرنے والا بڑا ظالم ہے۔

نیلا اور بنفشی رنگ کا نگینہ خوش بختی، پیلا رنگ کا قیمتی پتھر خوشحالی، بلند اقبالی، سبز رنگ کے نگینے طاقت، قوت، بصارت کیلئے استعمال ہوتے تھے۔ مصری اطباء لاجورد کو عقل مندی، مون اسٹون (حجر القمر) محبت، خلوص و کامیابی، فیروزہ اقتصادی حالت کی بہتری کے لئے پہنا جاتا تھا۔

جہاں نورِ خداوندی کی روشنی پڑتی ہے وہاں نہ صرف ذرّات کو شعور ملتا بلکہ تمام ذرّات اور قیمتی پتھروں کے اثرات میں صلاحیّت بیدار ہوتی ہے۔

قیمتی پتھروں کے شعاعی طرز پر پوشیدہ اثرات ان کے اطراف دائرہ (ہالہ) کی شکل میں موجود رہتے ہیں۔ یہ شعاعیں ان میں سے گذر کر آگے منتقل ہوتی رہتی ہیں۔

بھارت نے دنیا بھر میں قیمتی پتھروں اور جواہرات کو عام کر دیا۔ بھارتی حکومت نے اچھے تاجروں کیلئے سہولت بھی رکھی ہے۔ دراصل جواہرات اور قیمتی پتھروں کی تراش خراش، کٹاؤ اور پالش میں جے پور کے کاریگر مہارت رکھتے ہیں۔ یہ فن انہوں نے اپنے خاندانی بزرگوں کی زیرِ نگرانی حاصل کیا۔ فنی مہارت کے ہنر مند کاریگروں نے ملکی کوالٹی کنٹرول کو بلند کیا ہوا ہے۔

* تجارت میں کوالٹی اور ایمانداری کی بڑی اہمیت ہے۔ خداوند عالم خود خریدار بن کر نہیں آتا۔ اپنے بندے کو دکاندار اور تاجر کے پاس بھیجتا ہے۔ تجارت میں ایمانداری ہی ترقی کا راز ہے۔

* کیتھولک چرچ کے پوپ کی اتھارٹی کا نشان ایک انگوٹھی ہوتی ہے RING OF FISHER MAN پوپ کے انتقال کے وقت وہ انگوٹھی اُس کی انگلی سے اتار لی جاتی ہے۔

والدین کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھنا عبادت ہے۔ (داتا گنج بخشؒ)

جو شخص اپنی "راس" معلوم کرنا چاہے اپنے نام کا پہلا حرف نقشہ میں دیکھے۔ حرف کے سامنے "برج" تحریر ہے وہی اس کی راس ہے۔ "برج" سے ستارہ کا تعلق بھی مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام برج	نام سیارہ	نام کا پہلا حرف	برج کے خواص	دن کا تعلق	رنگ کا تعلق
۱	حمل۔میکھ	مریخ	ا۔ل۔ع۔ی	آتشی	منگل	سُرخ
۲	ثور۔برکھ	زہرہ	ب۔و	خاکی	جمعہ	سفید
۳	جوزا۔متھن	عطارد	ق۔ک	بادی	بُدھ	سُرخی مائل
۴	سرطان۔کرک	قمر	ہ۔ح۔ھ	آبی	پیر	سفید
۵	اسد۔سنگھ	آفتاب	م	آتشی	اتوار	نارنجی
۶	سنبلہ۔کنیا	عطارد	غ۔پ	خاکی	بُدھ	سفید
۷	تلا۔میزان	زہرہ	ر۔ت۔ٹ۔ط	بادی	جمعہ	سفید و سیاہی مائل
۸	برچھک۔عقرب	مریخ	ظ۔ذ۔ض۔ز۔ن	آبی	منگل	سُرخ
۹	قوس۔دھن	مشتری	ف	آتشی	جمعرات	زرد
۱۰	جدی۔مکر	زحل	ج۔خ۔گ	خاکی	ہفتہ	سیاہ، نیلا
۱۱	دلو۔کنبھ	زحل	ث۔ش۔ص۔س	بادی	ہفتہ	سرمئی و نیلا
۱۲	حوت۔مین	مشتری	د۔ج۔ڈ	آبی	جمعرات	زرد

* قدرتی قیمتی خوبصورت نگینہ کی انگوٹھی زیب دینے والی ایسی چیز جس کو مرد اور عورت دونوں استعمال کرتے ہیں۔

* قدرتی قیمتی پتھروں کے پوشیدہ تاثرات کا علم قدیم اور حیرت انگیز ہے۔ صحیح مشورہ دینے والے کیلئے انکے پرکھ و افعال، خواص اور اثرات سے واقف ہونا ضروری ہے۔

خدا کا بندہ وسیع ذہنیت، اور بندے کا بندہ محدود ذہنیت رکھتا ہے۔

اِنسان کی ترقی و تندرستی کیلئے قدرتی قیمتی سنگ و جواہر

آپ کا مُعاوِن و مُبارک نگینہ

نگینوں کا تعلّق راس کے ساتھ

نمبر شمار	راس	ستارہ	رنگ	متعلق نگینہ
۱	میکھ	مریخ	سُرخ	ہیرا، مونگا، یاقوت، عقیق یمنی، اوپل۔
۲	برکھ	زہرہ	سفید	مرجان سُرخ، ہیرا، دُرِ نجف، موتی۔
۳	متھن	عطارد	سُرخی مائل	پکھراج، زمرد، زبرجد
۴	کرک	قمر	سفید	نیلم، حجر القمر، عقیق زرد، پکھراج زرد، لہسنیہ
۵	سنگھ	شمس	نارنجی	نیلم، مرجان، عقیق، یاقوت۔
٦	کنیا	عطارد	سفید	عقیق زرد، زبرجد، اوپل
۷	تلا	زہرہ	سفید سیاہی مائل	مرجان، ہیرا، پکھراج، دُرِ نجف، لہسنیا
۸	برچھک	مریخ	سُرخ	ہیرا، یاقوت، مونگا، عقیق
۹	دھن	مشتری	زرد	فیروزہ، پکھراج زرد، لہسنیا، زمرد
۱۰	مکر	زحل	سیاہ، نیلا	موتی، نیلم، عقیق یمنی، دُرِ نجف
۱۱	کنبھ	زحل	نیلا، سیاہ	عقیق سُرخ، نیلم
۱۲	مین	مشتری	زرد، پیازی	پکھراج سفید، دُرِ نجف

* قدرتی نگینے علاوہ ہیرا ۳ کیرٹ سے کم استعمال کرنا مناسب نہیں۔

ہر مذہب کی عبادت گاہ کا احترام کرو۔ (ناشر کتاب)

ہر ماہ کی پیدائش سے نگینوں کا تعلّق

جنوری	گومیدک، یاقوت لعل، عقیق سُرخ	جولائی	یاقوت، عقیق یمنی گہرا سُرخ
فروری	نیلم، لاجورد، حجر القمر	اگست	مرجان، یاقوت، عقیق یمنی
مارچ	فیروزہ، دُرِ نجف، زبرجد	ستمبر	نیلم، یاقوت، عقیق زرد
اپریل	ہیرا، نیلم، یاقوت، عقیق	اکتوبر	اوپل، دُرِ نجف، زبرجد
مئی	زمرد، عقیق یمنی	نومبر	پکھراج، زبرجد
جون	موتی، زمرد	دسمبر	لاجورد، یاقوت، فیروزہ

پورٹ لینڈ "امریکہ" میں نگینوں کے شوقین مسٹر پاول اسکارم کے پاس یہ "سنگ سلیمانی" اس کا وزن کٹائی سے قبل تقریباً ۲۵ پونڈ ہے۔

سنگ و جواہر سے متعلق ذاتی تجربات، تاثرات اور مشاہدات
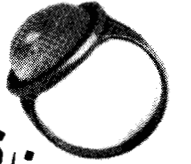
معزز قارئین نے اپنے زیر استعمال نگینوں کے تاثرات و تجربات پر سیکڑوں خطوط تفصیل سے ارسال فرمائے اور مقامی حضرات نے شرف و نیاز سے نوازا۔ ذاتی آثار و خواص سے آگاہ کیا۔ میں ان سب کرم فرماؤں کے تعاون کا انتہائی ممنون و مشکور رہوں کہ اپنا قیمتی وقت دے کر ہمت افزائی فرمائی۔ میری یہ کوشش رہی ہے کہ صرف اُن پتھروں (نگینوں) کے افعال و خواص اور اثرات کا ذکر کروں جنکے متعلق متعدد حضرات نے اثرات کے تحت تجربات بیان کئے چونکہ یہ "ایک ریسرچ بک" ہے۔

عقیق یمنی کے تاثرات میں مختلف حضرات نے اپنے ذاتی تجربات تحریر فرمائے ہیں۔ اکثر کرم فرماؤں نے مطلع کیا ہے کہ "اصلی عقیق یمنی" استعمال کرنے سے بیروزگاری ختم ہوگئی۔ کئی حضرات نے ترقی درجات کے متعلق بھی تحریر کیا ہے۔

* بشیر احمد صدیقی صاحب (کراچی) اور دیگر حضرات نے لکھا ہے کہ سُرخ عقیق کا کُشتہ بنا کر رکھ لیں۔ مرض جریان میں صبح کے وقت قدرے چٹکی اصلی مکھن یا دُودھ کی ملائی کے ساتھ ۱۵ یوم کھانے سے مرض جاتا رہتا ہے۔

* جناب الیس ایم سیف اللہ صاحب۔ ایم۔ اے، ایل ایل بی (علیگ) سوئی گیس فیلڈ سندھ، ولد جناب سلیم اللہ صاحب ریٹائرڈ ایگزیکٹیو آفیسر امپرومنٹ ٹرسٹ بورڈ متھرا چھاؤنی (بھارت) تحریر فرماتے ہیں کہ کرشمۂ قدرت بہت ہی

بہترین اور جامع کتاب ہے۔ اس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ نگینہ سے متعلق اپنا ذاتی تجربہ تحریر کرتے ہیں کہ میری بڑی بچی تقریباً چھ ماہ کی ہوگی انتہائی تندرست اور خوبصورت ہے گھر کے بزرگوار نے ایک بھورے رنگ کا گول نگینہ (حدید چینی) جو موروثی تھا۔ یہ کہہ کر اس بچی کے گلے میں ڈال دیا کہ نظر بد سے محفوظ رہے گی۔ لیکن میں نئی روشنی کا آدمی ہوں مجھے نگینہ اور پتھروں کے افعال و خواص اور اثرات پر بالکل توجہ نہ تھی۔ ایک روز اپنے بچوں کے ساتھ شاپنگ کی غرض سے محبوب مارکیٹ (صدر کراچی) گیا۔ یہ بچی بھی ساتھ تھی۔ جتنی دکانوں پر گیا ہر ایک نے بچی کو دیکھ کر تعریف کی۔ شاپنگ سے فارغ ہو کر گاڑی میں بیٹھا تو چند ٹکڑے میری گود میں گرے۔ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ پتھر تھا۔ جو از خود کھیل کھیل ہوگیا۔ جسے نظر بد کے لئے بچی کے گلے میں ڈالا گیا تھا۔

پھر تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ۱۹۷۳ء کا واقعہ ہے کہ میری اہلیہ کی اُنگلی میں نیشا پوری عمدہ قسم کا ایک فیروزہ جس کا وزن تقریباً ۷ قیراط ہوگا۔ پہنے ہوئے بچوں کے ساتھ گاڑی میں تھیں۔ یہ گاڑی جب صدر پلازہ سینما کے قریب پہنچی تو گلی میں سے یکایک انتہائی تیز رفتار بس سامنے نکل آئی۔ صرف ایک بالشت کے فرق سے دونوں گاڑیاں اچانک رُک گئیں اگر ایک سیکنڈ کی بھی تاخیر ہوتی تو انتہائی سنگین حادثہ رونما ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ گھر واپس آئے تو دیکھا انگلی سے فیروزہ غائب تھا۔

* فیروزہ کے اثرات سے متعلق کافی خطوط وصول ہوئے جس میں مظفر آباد (آزاد کشمیر) سے محمد صدیق افغانی صاحب نے لکھا ہے کہ عمدہ اور بڑا فیروزہ میرے دوست کے والد کے پاس محفوظ ہے اس کی یہ خوبی ہے کہ دودھ اس فیروزہ کے قریب کر دینے سے دُودھ پھٹ جاتا ہے۔

* ڈاکٹر جناب ایم خلیق حسن لکھنوی ہومیو (رجسٹرڈ) بی اے (آنرز) ایل ایل بی، ایم اے (اُردو، تاریخ اسلام، اسلامیات، سیاسیات اور فارسی) نے زمرد کیلئے

بات رہ جاتی ہے اور وقت نکل جاتا ہے۔

اپنے ذاتی تجربے میں مجھ سے فرمایا کہ جب میرے پتے کا آپریشن ہونے والا تھا تو میری انگوٹھی کا نگینہ زمرد از خود چٹخ گیا۔ میں نے اس انگوٹھی کا نگینہ بدل دیا۔ یہ آپریشن کامیاب رہا۔ اب اسے تئیس سال ہو چکے ہیں۔ خدا کا فضل ہے پتے میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

* جناب سید منظور حسین ولد سید حسن صاحب مرحوم سابق وطن قصبہ لاوڑ تحصیل سردھنا ضلع میرٹھ انڈیا موجودہ رہائش جعفر طیار ہاؤسنگ سوسائٹی ملیر کراچی آپ دس سال تک انڈیا میں اپنے علاقہ کے ٹاؤن ایریا چیئرمین رہے۔ میرے دو صاحبزادے ظہور حسن و اخلاق حسن موصوف کے داماد ہیں۔ اپنے تجربات میں زبانی فرمایا کہ وہ پتھر جو بڑے اور پرانے مینڈک کے سر سے دستیاب ہوتا ہے اب سے تقریباً پچاس سال قبل کی بات ہے کہ قصبہ لاوڑ میں ایک پرانا مینڈک جو اُچھل کر چھوٹی چڑیوں کا شکار کر لیا کرتا تھا۔ اس مینڈک کے سر سے جراح کی مدد سے یہ پتھر حاصل کیا گہرا سیاہی مائل آدھا انچ کا یہ بیضوی پتھر تھا جو ہوا لگنے کے ساتھ سخت ترین ہوتا گیا۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ سانپ کے کاٹنے والی جگہ پر رکھنے سے یہ پتھر چپک کر تمام زہر چوس لیتا ہے۔ اور از خود علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اسی کو اگر دودھ میں ڈال دیا جائے تو سارا زہر دودھ میں آجاتا ہے۔

اپنے مشاہدے میں موصوف نے یہ فرمایا کہ شیشم کے پرانے درخت کے تنے سے بھی ایک قسم کا پتھر دستیاب ہوتا ہے۔ اس کا رنگ دودھیا اور کچا ہوتا ہے۔ اپنے ذاتی تجربے میں کہا کہ دہانہ فرنگ کی انگوٹھی سے مجھے درد میں فوری سکون ہوا۔

* جناب مولانا ملک اقبال جعفری، احمد پور سیال ضلع جھنگ (پاکستان) نے اپنے تفصیلی خط مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۸۴ء میں تحریر فرمایا ۱۹۵۳ء سے عقیق یمنی زرد زیر استعمال ہے یہ پتھر سیدہ عصمت کبریٰ حضرت فاطمۃ الزہرا کے بہشتی محل سے منسوب ہے اپنے تجربات میں تحریر کیا ہے کہ چار مرتبہ شدید حادثہ سے محفوظ رہا۔ ایک حادثہ ۱۹۷۸ء کو بروز

اخلاق کی قیمت کچھ نہیں دینا پڑتی، مگر اس سے ہر چیز خرید سکتے ہیں۔ (لیڈی ٹیگو)

جمعہ قریب ½۹ بجے احمد پور سیال سے ملتان جاتے ہوئے بمقام خدائی ٹیلہ در پیش ہوا بس ایک بلند ٹیلہ سے اُلٹ گئی۔ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک مسافر نے وہیں دم توڑ دیا دیگر سفر کرنے والے ۲۵ مسافر ہلاک ہوئے اور ۷، شدید زخمی۔ کچھ نے اسپتال میں انتقال کیا لیکن قدرت نے مجھے محفوظ رکھا اور ذرہ برابر بھی چوٹ نہ آئی۔ دوسرا پتھر میرے ہاتھ کی انگلی میں "دُرِ نجف" ہے۔ اس کے متعلق امام سید زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اس پر صبح نظر کرنا انتہائی ثواب اور مسنون ہے۔ تیسرا نگینہ نیشاپوری (ایران) فیروزہ میرے استعمال میں ہے۔ واقعی بفرمان معصومین علیہم السلام اس پتھر کی انگوٹھی پہن کر زیرِ آسمان دُعا بارگاہِ ایزدی سے طلب کی جائے قطعاً رد نہ ہوگی۔ شرط یہ ہے کہ دُعا شرعی ہو اور نگینہ جائز رقم سے حاصل کیا گیا ہو۔ موصوف نے اپنے مضمون میں تحریر فرمایا کہ ایک مرتبہ بیس ہزار روپے کی اشد ضرورت پیش آئی۔ میں نے صبح کی نماز بطریق حاجات زیرِ آسمان فیروزہ کو سامنے انگلی میں پہن کر بارگاہِ ایزدی میں دُعا مانگی۔ چند یوم میں قدرت نے مجھے ایک مخلص دوست سے رقم مذکور عرب کرنسی میں دلوادی۔

* جناب مولانا ملک اقبال نے اسی خط میں لکھا کہ میں نے پتھر (نگینوں) میں برکت اور زندگی دیکھی غالباً ۱۱ مارچ ۱۹۸۰ء کا واقعہ ہے کہ چند مخالفین نے چاہا کہ حملہ کر کے مجھے زخمی کریں۔ مجھے پورا یقینِ کامل تھا کہ عقیق ہاتھ میں ہونے پر میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک مقدمہ کے دوران جبکہ میرے خلاف کارروائی جاری تھی۔ مخالف پارٹی ایسی گھبرائی کہ خود فرار ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دلی سکون اور روحانی طاقت حاصل ہے۔ موصوف کا کہنا ہے کہ جس طرح جسمانی غذا نہ ملنے پر جسم مردہ اور انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح فیروزہ کی روحانی غذا نماز ہے۔ بغیر غذا یا بے طہارت یہ نگینہ مردہ رہتا ہے۔ اور اثرات میں صحیح معاون نہیں رہتا۔ مولانا موصوف نے اپنے خط کے

خدا سے ایمان اور ادب کی توفیق مانگ

آخر میں لکھا کہ اس کے علاوہ اور بھی میرے ذاتی تجربات میں بہت کچھ ہے۔ خط طوالانی ہونے کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں۔

* حاجیانی وزوار جناب زینب بیگم صاحبہ بنت سجادی بیگم صاحبہ مرحومہ آپ کے والد بزرگوار جناب باقر حسین صاحب مرحوم جائے پیدائش لکھنؤ تاریخ ۸۔ جولائی ۱۸۹۶ء تعلیم اپنے آبائی شہر میں مکمل کی۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۶ء لکھنؤ چھوڑ کر بسلسلۂ ملازمت میرٹھ تشریف لے گئیں اور اس وقت مکان نمبر ۴۶ محلہ اسمٰعیل نگر میرٹھ انڈیا میں ریٹائرڈ ہو کر سکونت پذیر ہیں۔ "بڑی استانی" کے نام سے شہرت حاصل کی سیکڑوں لڑکیاں شاگرد رہیں۔ جن میں ہندو، مسلمان سب ہی کی زندگیاں تعلیم کے ساتھ ساتھ سنوار دیں۔ آپ نے ۲۰ ستمبر ۱۹۴۵ء کو حج بیت اللہ شریف کا شرف حاصل کیا اور چار مرتبہ زیارت کربلائے معلی سے مشرف ہوئیں۔ پہلی مرتبہ ۳ مئی ۱۹۳۰ء دوسری دفعہ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء پھر ۲۰ مئی ۱۹۵۲ء اور چوتھی مرتبہ ۱۰ جولائی ۱۹۶۳ء۔

آپ کا سفرنامہ قلمی کتابی شکل میں راقم حروف کے پاس محفوظ ہے اس میں مختلف واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں دوران سفر تنہا ہونے کی وجہ سے سخت دشواری اور مشکلات درپیش ہوئیں۔ لیکن "نادعلی" کے وِرد سے معجزانہ طور پر غیبی ہمدردی و مدد حاصل ہوئی۔ طول ہونے کی وجہ سے درپیش پریشانیاں تحریر نہیں کرتا۔

آپ کی زندگی میں سماجی بھلائی، خداترسی، دوسروں سے ہمدردی اور بے لوث خدمت مقصدِ حیات تھا۔

چار نگینوں سے آپ کو خاص شوق ہے۔ فیروزہ، عقیق یمنی، دُرِ نجف اور یاقوت۔ فیروزہ کی انگوٹھی زیادہ استعمال میں رہی۔ اس نگینہ سے متعلق موصوفہ نے اپنے سفرنامہ میں تحریر فرمایا ہے کہ دورانِ سفر حج و زیارات فیروزہ چار مرتبہ ٹوٹ کر انگوٹھی

سلام گرمجوشی سے کرو، کہ اس سے محبت پائیدار ہوتی ہے۔

سے گرا ہر مرتبہ نیا خرید کر انگوٹھی میں جڑوا لیا جس کی وجہ سے کٹھن مشکلات سے نجات حاصل ہوئی۔ آپ نے اپنے مذکورہ نگینوں سے متعلق تجربات میں فرمایا کہ نگینہ کا اصلی ہونا پہلی شرط ہے۔ خلوصِ نیت سے حاصل کیا گیا ہو نگینہ کا استعمال انتہائی شریف طریقہ ہے۔ اس سے انسان امراض کا دفع و حفاظت بھی کر سکتا ہے دل کو فرحت اور سکون ملتا ہے۔ زندگی میں بے پناہ مدد حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف عبادت کا رجحان پیدا کرنے میں بڑا معاون ہے۔ انسان کے لئے قدرت کا بہترین تحفہ ہے۔ اِن نگینوں کے اسرار اور آثار و خواص کی شرح میرے امکان سے باہر ہے۔

اب یہ استعمال شدہ مذکورہ تین سونے کی انگوٹھیاں بطور یادگار رشتہ داروں کے پاس ہیں۔

ان میں ایک انگوٹھی راقم الحروف (ناشر کتاب ہذا) کو مرحمت فرمائی ہے۔

(موصوفہ سے میرا رشتہ پھوپھی کا ہے)

* نیلم سے متعلق اکثر حضرات نے اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات تحریر فرمائے۔ صاحبِ حیثیت ناظرین نے اس کے استعمال سے اپنی پریشانی و مصیبت اور افکار کا تذکرہ کیا۔ کئی کرم فرماؤں نے اپنے حالات بہتر ہونے کا اقرار کیا۔

* اجمل عارضی قیدی سزائے موت ڈسٹرکٹ جیل جھنگ نے اپنے ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۷ء کے خط میں تحریر کیا میں نے آپ کی کتاب "کرشمۂ قدرت" پڑھی تو میرے دل نے گواہی دی کہ آپ کو اپنے حالات سے آگاہ کر دوں۔ لکھا کہ کسی زمانے میں ہم بہت اچھی زندگی بسر کر رہے تھے۔ میرے ایک دوست نے مجھے تحفہ میں ایک انگوٹھی عنایت فرمائی جس میں نیلم جڑا تھا۔ میں نے وہ انگوٹھی پہن لی۔ چوتھے دن ۲۷ جون ۱۹۶۵ء کو مجھ سے اچانک لڑائی ہوئی۔ اِس جھگڑے میں میری اُس شخص سے کوئی دشمنی اور نہ ہی کچھ لین دین وغیرہ کا تنازعہ تھا۔ بس آناً فاناً یہ حرکت مجھ سے ہو گئی۔ ۳۰ اپریل ۱۹۸۶ء

خدا کے قانون و نظام کے انکار سے کفر قائم ہو جاتا ہے۔

کو عدالت سے سزائے موت کی سزا ہوئی آج میں کال کوٹھری میں بیٹھا یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں
وہی انگوٹھی مجھ سے ایک قیدی نے پہننے کے لئے لے لی۔ اُس پر بھی مصیبت کے پہاڑ
ٹوٹ پڑے۔ پھر یہ انگوٹھی ایک ملزم قیدی نے چوری کر لی۔ اس پر مقدمہ چلا، اس کو ۲۵ ر
سال کی سزا ہوئی۔ اسی آدمی کی کبڈی کے کھیل میں گردن کی ہڈی پر چوٹ لگی۔ دس
ماہ سے وہ جیل کے اسپتال میں پڑا ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ "نیلم والی انگوٹھی" اس کے پاس
ہے یا نہیں۔ تو جناب اس نیلم کا جس پر بھی اثر پڑا اسے کچھ نہ کچھ سخت پریشانی اور مصیبت
اٹھانی پڑی۔ اب نیلم سے ڈرتا ہوں اور اسے منحوس خیال کرتا ہوں۔ میرے پاس جو کچھ
جائیداد تھی ختم ہوگئی۔ کیس اَب بھی چل رہا ہے۔ آپ سے مجبور قیدی کی اپیل ہے کہ مجھے
بتائیں کہ اس نیلم کا اثر مجھ پر ختم ہوا یا نہیں؟ اس منحوس نیلم کے اثرات دور کرنے کے لئے
کوئی مذہبی نگینہ بتائیے اس کا اجر آپ کو خدا دے گا۔

* سید اقبال حسین صاحب بخاری نے اے۔ ایف۔ آئی۔ پی صدر کینٹ راولپنڈی
سے جنوری ۱۹۸۸ء میں خط کے ذریعے مطلع کیا کہ میرے پاس عمدہ یاقوت کی انگوٹھی جس
کو قریب پانچ سال سے استعمال کر رہا ہوں۔ آج سے دو سال قبل یہ انگوٹھی ایک
دوست کو دکھاتے ہوئے اچانک جوہڑ میں گر گئی۔ میری حالتِ زار دیکھ کر میرے دوست
نے پانی اور دلدل سے بھرے ہوئے جوہڑ میں تین چار آدمی اُتار دیئے بظاہر یہ فعل
نادانی تھا۔ تھوڑی دیر میں ایک آدمی میری انگوٹھی ڈھونڈ لایا۔ یہ منظر کنارے پر کھڑے
ہوئے کئی افراد نے میری خوش قسمتی سے منسوب کیا۔ اس کے تین ماہ بعد ہی یہ یاقوت کا
نگینہ موضع جگلوٹ ضلع گلگت میں والی بال کھیلتے ہوئے میری انگوٹھی سے کہیں گرا۔
دورانِ کھیل اچانک میری نگاہ انگوٹھی پر پڑی تو چلا اٹھا۔ دوستوں نے کھیل روک کر
نگینہ کی تلاش شروع کی کچھ دیر تلاش کے بعد یاقوت مل گیا۔ میں نے خود ہی اس نگینہ
کو چمٹی سے انگوٹھی میں فٹ کر لیا۔ چند روز بعد مجھے گلگت سے بذریعہ بس راولپنڈی

دنیا کی حرص آفتیں لاتی ہے۔

آنے کا اتفاق ہوا۔ جب بس رات کے تین بجے حسن ابدال کے قریب پہنچی تو ڈرائیور کی
اُونگھ کے سبب بس اچانک اُلٹ گئی۔ میں سویا ہوا تھا۔ دھماکے سے آنکھ کھلی تو کہرام برپا
تھا۔ مسافر رات کی سیاہی میں چیخ چیخ کر کھڑکیاں پھلانگ رہے تھے مگر سب بفضلِ
تعالیٰ باخیر و عافیت تھے۔ جب میرے حواس ٹھیک ہوئے تو سب سے پہلے میں نے اپنی انگوٹھی
کو دیکھا تو نگینہ انگوٹھی سے غائب تھا۔ بس میں لائٹ جل رہی تھی۔ میں نے پہلے تو
الحمد پڑھا کہ بصدقہ محمدؐ و آلِ محمدؐ میں، بالکل بخیریت ہوں پھر الٹے پلٹے سامان سے یونہی
دل کو سہارا دینے کے لئے اپنے یاقوت کا نگینہ ڈھونڈنا شروع کیا تو پہلے ہی نظر میں
بڑی کھڑکی کے قریب گرے ہوئے یاقوت نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اب یہ نگینہ
میرا اپنا ساتھی ہے اور ہر وقت استعمال میں ہے۔

ابرک

فارسی میں ستارۂ زمین، عربی میں کوکب الارض طلق انگریزی میں مائیکا
(MICA) اور، مکلس، اختراِل، کوکب الارض بھی کہتے ہیں۔ چمک دار مشہور چیز
ہے۔ کان سے نکلتی ہے۔ رنگ سفید و سیاہ اور سُرخ۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد خشک،
اس کا کشتہ بنتا ہے جس کی مقدار کھانے کی صرف ایک رتی مقرر ہے۔ اس سے زیادہ
کھانے میں نقصان ہے۔ طبی طریقہ میں یہ دافع مرضِ جذام و سرسام، قاطع سنگِ مثانہ و گردہ
دافع تپ گرم ہے۔ نافع بواسیر خونی اور کھانسی کو ہمراہ شہدِ خالص فائدہ مند ہے دافع
مرضِ جریان ہے۔ بغیر محلوب کئے ہوئے اس کا استعمال قطعی ممنوع ہے۔ جس کا طریقہ
یہ ہے کہ ابرک کو کوٹ کر پوٹلی باندھیں۔ اس کو گرم پانی میں ملیں، اور خوب ہلالیں،
یہاں تک کہ ابرک پانی میں حل ہو جائے اور نیچے بیٹھ جائے۔ تب اوپر سے نتھار کر

اپنی عورتوں کی عزت چاہتے ہو تو غیر عورت کا احترام کرو۔

دھوپ میں رکھ کر خشک کر لیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ برف کے ٹکڑوں کے ساتھ ابرک کو تھیلی میں باندھ کر عمل مندرجہ بالا کیا جائے اور آبِ صمغ عربی کے ساتھ استعمال کیا جائے ورنہ حلق اور معدے میں چپک جاتی ہے جو سخت نقصان رساں ہے۔ اس پر بجلی کا کرنٹ اثر نہیں کرتا۔

آس یوس

فارسی میں نمک، چینی اور عربی میں آس یوس کہتے ہیں۔ سمندر کے کنارے کے سنگ ریزے ہیں۔ جو بھر بھرے اور کمزور ہوتے ہیں۔ یہ رنگ میں زردی مائل صاف اور سفید بھی ہوتے ہیں۔ ان پر نوشادر کی طرح سفید چیز مثل نمک کے ہوتی ہے یہ سنگ ریزے جلا کرنے کے کام میں آتے ہیں۔ یہ سنگ ریزے خشکی پیدا کرتے ہیں۔ مزاج گرم و خشک ہے۔ طبی طریقہ میں سڑا گوشت ضائع کر کے صالح گوشت پیدا کرتے ہیں اور زخموں کو بھرتے ہیں۔ حمام میں بیٹھ کر جسم پر ضماد کرنے سے فربہی دور ہوتی ہے۔ محلل خنازیر ہے۔ ان میں نمک اور موم روغن ملا کر مثل مرہم استعمال کرتے سے زخم بھرتا ہے۔ آنکھ کا جالا اور پھلی میں مفید ہے۔ شہد میں ملا کر چاٹنے سے دمہ جاتا رہتا ہے۔ اور پھیپھڑے کے زخم اچھے ہوتے ہیں۔ مقدار خوراک صرف ½۲ رتی ہے۔

اینٹ

فارسی خشت، عربی میں آجر اور انگریزی میں برک (BRICK) کہتے ہیں پزاوہ سے نکلتی ہے۔ یا لوہاروں کی بھٹی سے مٹی پک کر اینٹ ہو جاتی ہے۔ مٹی کو پانی

زمانہ کی عادت ہے کہ جس چیز کو بلند کرتا ہے بہت جلد اسے گرا دیتا ہے۔

میں گوندھ کر چھوٹی یا بڑی اینٹیں بنا لیتے ہیں اور کوئلے یا لکڑی کا چورا اوپر نیچے رکھ کر ایک مقام پر جمع کر کے اس میں آگ لگا دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد جو اینٹیں نکالی جاتی ہیں۔ وہ سُرخ، زرد یا کھنجر رنگ کی نکلتی ہیں۔

طبی اصول سے مزاج گرم خشک اور مزہ پھیکا ہے۔ زخم پر چھڑکنے سے خون بند ہو جاتا ہے۔ ترش انگور کے پانی میں ملا کر لیپ کرنا مرض پتی اُچھلنے میں مُفید ہے۔ نمک اور سرکہ میں ملا کر ملنے سے خشکی کو فائدہ کرتی ہے۔ طبی طریقہ سے بلغمی پھوڑا پھنسی۔ استقاء لحمی، ورم میں گائے کے گوبر کے ہمراہ اس کا لیپ مفید ہے۔ نزلۂ کہنہ، سردی دماغ اور دردِ سر میں اس کو آگ میں خوب گرم کر کے پانی میں بجھالیں، بعدہٗ مریض کو چادر اُڑھا کر دماغ کو اس کے بخارات دیں فائدہ ہوگا۔ اینٹ گرم کر کے طاعون کی گلٹی سینکنا بے حد مفید ہے۔

بھبوت اور مٹی

بھبوت کو ویدک میں بھبوتی کہتے ہیں۔ مزاج سرد و خشک ہے۔ جن تالابوں کا پانی خشک ہو جاتا ہے۔ اس میں بھینس کے گوبر کی راکھ دفن کر دیتے ہیں۔ برسات کے بعد تالاب کا پانی خشک ہو جاتا ہے اسے نکال کر چوتھائی حصہ کھریا مٹی ملا کر چھوٹے بیر کے برابر گولیاں بنا لیتے ہیں۔ بھارت میں ہزاروں سادھو مٹی اور راکھ جسم پر مل لیتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ جسم اور سر پر مٹی ڈالنے سے خاکساری کا دھیان رہتا ہے۔ غلیظ مادہ اور بدبو، مٹی جسم سے نکال دیتی ہے۔

مٹی کی پہلی عظمت تو اس سے ظاہر ہے کہ آدمؑ کا پتلا اسی مٹی سے بنا اس میں روح پھونک کر خلیفۃ الارض بنا دیا گیا اور قدرت نے زمینی خزانوں کی کنجیاں عنایت کر

نعمت جس کی شکر گزاری نہ ہو، وہ ایک گناہ کے برابر ہے۔

دیں۔ یہی زمین لاتعداد مادی خزانوں کی امین ہے علاوہ گرمی، روشنی، ہوا، پانی سب کچھ اسی سے مل رہا ہے۔ بڑی بڑی ہستیاں، درویش، امیر، غریب، فقیر اور کل روحانی شہ پاروں کی آرام گاہ اور امین ہے۔ اس امانت کے علاوہ فیاضی کی خوبی پروردگار عالم نے یہ عطا کر دی کہ ایک دانہ اس میں ڈالیں تو اسی ہزار دانے دیدے۔ جہاں لاتعداد اقسام کی اشیاء اس زمین میں ہیں وہاں دھاتوں کے علاوہ قیمتی پتھر اور جواہرات اسی زمینی خزانوں سے دستیاب ہیں جواہرات اور پتھروں میں دھاتوں کی آمیزش ناگزیر ہے جو صحت کے لئے فائدہ رساں تمام قیمتی پتھر بقائے صحت کے ضامن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ قدیم میں طب اور ویدک میں دھاتوں و جواہرات کے کشتہ استعمال کرائے جاتے تھے جو بہت زود اثر ہوا کرتے تھے۔

قدرت نے مٹی میں کافی فائدے رکھے ہیں۔ تندرستی و زندگی پر ہر علاقہ اور جگہ کی مٹی کا منفرد اور خاص اثر رہتا ہے جن مقامات کی مٹی سرسبز و شاداب ہوتی ہے وہاں کے درخت بھی ہرے بھرے اور شاداب رہتے ہیں۔ ریگستانی علاقوں میں شادابی نہیں ہوتی۔ مٹی کے اثرات سے مختلف علاقوں کے پھل، پھول بھی جداگانہ ہوتے ہیں مٹی گویا دنیا کی تمام اشیاء کا مرکب ہے۔ خلق کی ہوئی ہر چیز جاندار ہو یا بے جان فنا ہو کر مٹی میں ہی مل جاتی ہے انسان کی طبیعت اور مزاج پر بھی علاقہ کی مٹی کا اثر رہتا ہے۔

کھیت کی تازہ مٹی دردِ سر کے لئے مفید ہے۔ سردی کی وجہ سے درد ہو تو گرم پانی میں اور اگر گرمی سے ہو تو ٹھنڈے پانی میں حل کر کے ضماد کرنے سے درد میں آرام آجاتا ہے۔ یہی کھیت کی مٹی سونگھنے سے نکسیر رک جاتی ہے۔ پہلوان اپنے اکھاڑے کی مٹی کو سرسوں کا تیل ڈال کر چکنی بنا لیتے ہیں۔ اس مٹی سے جسم کی ہڈیاں اور پٹھے مضبوط ہو کر انسان ٹھوس اور فربہ ہو جاتا ہے۔ طبیعت بشاش رہتی ہے۔ بچھو اور بھڑ کے کاٹے ہوئے ورم پر مٹی گھول کر لیپ کرنے سے ورم تحلیل ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی اور زہریلا

جلدی سونا اور جلدی اٹھنا تندرستی کا ذریعہ ہے۔

کیڑا ہے تو شور زمین کی یا چکنی مٹی باریک پیس کر گرم پانی میں گھول کر لیپ کرنے سے ہر قسم کا زہر خارج ہو جاتا ہے۔ یہ عمل دن میں کئی بار کرنا بہتر ہے لیکن یہ خیال رہے کہ مٹی میں خود کوئی زہر نہ ہو۔

خونی امراض کے مریض چند دن جب کسان کھیت میں ہل چلائے، کچھ دیر دھوپ میں وہیں کھیت میں چہل قدمی کریں اور اسی کھیت کی مٹی جسم پر ملیں۔ کھیت کی مٹی کی خوشبو خونی امراض تمام خونی و جلدی امراض کے لئے مفید ہے۔ اس کے لئے ہر روز کھلی آب و ہوا میں سانس لیں اور کھیت کی مٹی پر کچھ دیر دھوپ میں بیٹھیں جب جسم گرم ہو جائے تب کھیت کی تازہ زراعتی مٹی پانی میں گھول کر تمام بدن پر لیپ کر کے پھر دھوپ میں بیٹھیں۔ بعد میں کھلی ہوا میں کنوئیں کے پانی سے غسل کر لیں۔ مرض سے نجات ہوگی انشاء اللہ۔ اس کے علاوہ اعصاب میں قوت پیدا ہوگی۔ مٹی ہلکی خشکی پیدا کرتی ہے۔ چیچک کے زخموں پر نویں روز چھڑکنے سے دانوں کی رطوبت خشک ہو جاتی ہے اور دانے بفضل تعالیٰ اچھے ہو جاتے ہیں۔ معمولی ہمراہ گل قدرے گرم کر کے جسم پر ملنے سے ورم تحلیل کرتی ہے گدھی کے دودھ کے ساتھ قدرے کھانے سے مرض سِل جاتا رہتا ہے۔ بعض سادھو اپنے گرد بھینس کے گوبر کے کنڈے اور درخت ڈھاک کی لکڑی جلاتے ہیں۔ اس کی راکھ کے افعال و خواص بھی بھبوت کے سے ہیں۔

کراچی میوزیم میں مٹی کے لمبے طرز کے موتیوں کا ایک ہار محفوظ ہے۔ یہ ہڑپا سے دستیاب ہوا۔ یہ ہار تقریباً پانچ ہزار سال قدیم ہے۔

پارہ

فارسی میں سیماب، عربی میں زیبق، ویدک میں پارد، انگریزی میں مرکری (MURCURY) اور دیگر زبانوں میں بے چین، اجراع، عیار، مقدع جزع، شاطر، عبد، عطارد، کاب، بارد، بھی کہتے ہیں۔ اپنی بے قراری کی بنا پر مشہور اور چمکدار و وزنی دھاتی عنصر ہے۔ اس کا مزہ پھیکا ہوتا ہے۔ کچھ تدبیروں اور طبی طریقوں سے اس کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ گولی کی شکل میں بن جاتا ہے۔ یہ یہی گولی کمر میں باندھنے سے انسان سستی اور تکان محسوس نہیں کرتا۔ مزہ پھیکا ہوتا ہے۔ اور اس کے بخارات زہریلے ہوتے ہیں۔ طب، دندان سازی، برقی لیمپ، تھرمامیٹر اور جراثیم مارنے والی دوائیوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پارہ خارش تر اور مرض آتشک کے دانوں کو خشک کرتا ہے۔ سب سے زیادہ بھاری مائع ہے۔ اس کا مرہم جلدی امراض میں مفید ہے۔

گائے کے گھی کو ایک سو بار پانی سے دھو کر اس میں پارہ و موم روغن ملا کر مرہم تیار کرلیں۔ یہ مرہم آتشک کے دانوں اور پھوڑا پھنسی میں مفید ہے۔ دوسرا طریقہ آدھی چھٹانک رال سفید کوٹ چھان کر، ایک چھٹانک اصلی تلی کے تیل کے ہمراہ پارہ قدرے توتیا د پارہ ملا کر پانی سے ایک سو ایک مرتبہ کسی چینی کے برتن میں دھونے سے مثل مرہم ہو جائے گا۔ (اس مرہم کا یہ طریقہ زمانہ قدیم کی قلمی کتاب سے نقل کیا گیا ہے)۔

یہ مرہم بھی جلدی امراض مثلاً تر خارش، پھوڑا پھنسی، سرطان، آتشک، کنٹھ مالا اور جلے ہوئے میں مفید ہے۔

پارہ کے دھوئیں سے سانپ بچھو اور حشرات الارض بھاگ جاتے ہیں۔ پانی کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پارہ کا دھواں انسان کے منہ اور حلق اور دماغ کے لئے سخت

نقصان دہ ہے۔ اگر اسے کھا لیا جائے تو مرض جذام پیدا کرتا ہے۔ آدمی کا جسم پھوٹ نکلتا ہے۔ باعثِ ہلاکت ہے۔ ریلوے سلیپر اس کے محلول میں ڈبوئے جاتے تھے تاکہ ان کو دیمک نہ لگ سکے۔ پانی کے ایک قطرے کے ساتھ پارہ کے نمک کو تانبہ یا پیتل کے سکے پر رگڑنے سے اس کی سطح پر پارہ کی چاندی جیسی چمکدار تہہ چڑھ جاتی ہے۔ پارہ اسپین، اٹلی، آسٹریلیا، امریکہ اور چین میں پایا جاتا ہے۔

پلاٹینم

اس کو انگریزی میں PLATINUM کہتے ہیں۔ یہ نہایت قیمتی و نادر سفید اُجلی اور وزنی دھات ہے اس پر کیمیائی اثر جلد نہیں ہوتا۔ سونے سے تین چار گنا زیادہ بھاری ہوتی ہے۔ یہ پیٹنے سے بڑھنے کے قابل رہتی ہے۔ سب سے پہلے ۱۷۳۰ء میں جنوبی امریکہ میں دریافت ہوئی۔ نائٹرک ایسڈ میں حل نہیں ہوتی۔ ہر سال تقریباً دنیا میں چھ سے سات ٹن تک بازار میں لائی جاتی ہے، مگر اس کی مانگ زیادہ ہے۔ اس پر تیزاب کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بجلی کی مصنوعات، زیورات، مصوری اور دندان سازی میں استعمال کی جاتی ہے۔ یہ بمقام ادرس (روس) اور ساؤتھ افریقہ میں دستیاب ہوتی ہے۔

پھٹکری

عربی میں شب یمانی، ہندی میں پھٹکا، انگریزی میں الم ALUM کہتے ہیں۔ اس کی ۷ اقسام ہیں۔ رنگ سفید ہوتا ہے۔ کان سے نکلتی ہے۔ گرم و خشک ہے۔ مزہ ترش کیونکہ اس کی پیدائش آفتاب کی حرارت سے اجزائے خاکی و آبی سے مخلوط ہونے پر

ماناکہ چند انسان تیری طرف جھکتے ہیں۔ یہ ان کی نیک نیتی ہے لیکن تو گمراہی کی طرف نہ جا۔

ہوتی ہے۔ طبی طریقہ کار سے مقدار خوراک وزن چار جو سے دو ماشہ تک ہے۔

حسبِ ضرورت استعمال سے اسکے پانی سے پیپ کا نکلنا بند ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کا خون بند کرتی ہے۔ ایک ماشہ یا دو ماشہ پھٹکری دو تولہ شہد خالص پاؤ بھر دودھ کے ساتھ پینا زخم گردہ اور مثانہ کے سوزاک میں فائدہ مند ہے۔ سرکہ کے تلچھٹ کے ساتھ ملا کر لگائیں۔ تو ورم تحلیل کرتی ہے۔ اس میں سرکہ اور شہد ملا کر کلی کرنے سے دانتوں کو مضبوط کرتی ہے پتھری کو توڑ کر نکالتی ہے۔ جسم کی اندرونی چوٹ میں گرم دودھ کے ساتھ اس کا پینا نہایت مفید ہے۔ رنگ میں ڈالنے سے کپڑے کے رنگ کو پختہ کرتی ہے۔ یہ کاغذ پر کلف میں استعمال کی جاتی ہے اور پانی کو صاف کرنے میں بھی کام آتی ہے۔ نہا سے یا کسی قسم کی خراش استرے سے چہرے پر آگئی ہو اس کی ڈلی پانی میں بھگو کر اس کا پانی ملنے سے زخم کو پکنے نہیں دیتی۔ گلابی رنگ کی پھٹکری ایک ماشہ نبات سفید ساڑھے تین ماشہ سردی کے بخار کو جو باری سے آتا ہے۔ فائدہ مند ہے۔

پھٹکری دس تولہ، سیاہ مرچ چار تولہ، برگِ نیپ ایک سیر، کوٹ پیس کر اور چھان کر نخود کے برابر گولیاں بنائیں، یہ گولیاں بخار اور عارضۂ درد پسلی میں فائدہ مند ہے۔ والد ماجد (جو لکھنؤ میں مشہور و معروف حکیم تھے) کا کہنا تھا کہ اگر رانگے کے خول میں پھٹکری رکھ کر ناف پر باندھی جائے تو دردِ قولنج کبھی نہ ہو۔

پھٹکری کے قلم ٹھنڈے پانی میں کم اور گرم پانی میں جلد حل ہو جاتے ہیں۔ یہ ایسی جگہ سے دستیاب ہوتی ہے جس جگہ کی زمین بکھٹی ہو اور سفیدہ پیدا ہوتا ہو۔ یمن اور مصر میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

مبارک ہیں وہ قلوب جس میں ریاکاری کا ڈیرا نہیں۔

تانبہ

فارسی میں مس، عربی میں نحاس، سعد، انگریزی میں کاپر (COPPER) اور بہرام، زہرہ، ایدس کہتے ہیں مشہور گلابی مائل معدنی دھات ہے۔ قریب (۲۴۰) دو سو چالیس دھاتوں اور پتھروں میں اس کی ملاوٹ اور اجزار کی وجہ سے اثرات معلوم ہوئے ہیں۔ اس کا کشتہ بھی تیار کیا جاتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج گرم و خشک ہے۔ طبی طریقہ کار سے قے لاتا ہے۔ یہ سکے بنانے والی دھاتوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ مشکل سے پگھلتا ہے۔ بیگن کے بیج اس کو جلد گلا دیتے ہیں۔ انسان نے عہدِ قدیم میں سب سے پہلے تانبہ استعمال کیا۔ دھاتیں مختلف اثرات کے علاوہ طبعی خصوصیات بھی رکھتی ہیں جیسے رنگ، بو، ذائقہ بھاری پن، نقطہ پگھلاؤ وغیرہ۔ تانبہ کا رنگ سرخی مائل ہے مگر اس کا کیمیائی رنگ سبز ہے۔ (اس کا عام تجربہ یہ ہے کہ جب تانبہ کے بد قلعی برتن میں غذا رکھے ہوئے خراب ہو جاتی ہے تو اس کا رنگ سبزی مائل ہو جاتا ہے) نیز اگر تانبے کے چمچہ کو کسی شعلہ پر رکھیں تو تانبہ سے نیچے شعلہ کا رنگ سرخ اور تانبہ کے اوپر کا شعلہ سبزی مائل ہوگا۔ تانبہ کا برادہ اگر بارود ، (آتشبازی) میں ڈالا جائے تو اس کا پھول سبز رنگ کا نکلتا ہے اور المونیم کا رنگ نیلا غرض تمام دھاتیں اپنا مخصوص رنگ رکھتی ہیں۔ تانبے سے برتن وغیرہ بنائے جاتے ہیں انتہائی ورق پذیر ہے۔ برق اور حرارت کی بہترین موصل ہے۔ بشرطیکہ خالص ہو۔ ہوا ، بھاپ اور پانی کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔ اگر کسی بھی دھات کو چھیلا جائے تو اس کا برادہ اس کا رنگ سے ہمیشہ کچھ مختلف ضرور ہوتا ہے۔ تانبہ کی سوئی سے کان چھیدا جائے تو سوراخ بند نہیں ہوتا۔ جاپانی تانبہ عمدہ ہوتا ہے طبی طریقہ کار میں فالج وغیرہ سرد امراض میں مفید ہے سرکہ کے ساتھ نافع ورم ہے۔ اس کو کئی روز تک سرکہ میں تر کریں، بعد میں مہندی ملا

آپ سیکھنا چاہیں تو آپ کی ہر غلطی آپ کو کوئی نہ کوئی سبق دے سکتی ہے (ڈکسن)

کر لگانے سے نزلہ اور کھانسی کو دفع کرتا ہے۔ مرض دمہ میں بھی مفید ہے۔ بالوں کو گرنے سے روکتا ہے۔ حالیہ تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ تانبہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے حالانکہ یہ دھات ہمارے جسم کو بہت ہی خفیف مقدار میں درکار ہوتی ہے۔ لیکن زندگی کے بیشتر فعل کا انحصار اسی پر ہے۔ تانبہ جسم کی ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔ اس کے استعمال سے قلب کو تقویت پہنچتی ہے۔ ڈاکٹر ایچ۔ ڈی ایل کا کہنا ہے کہ جسم میں اس کی کمی سے مرض ذیابیطس پیدا ہوتا ہے لہٰذا بہتر ہے کہ سابقہ طرز کی طرح کھانا تانبے کے قلعی دار برتن میں تیار کیا جائے۔

مویشیوں میں تانبہ کی کمی سے جسم میں سُرخ خلیوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے جسم کے بالوں کی چمک ماند پڑ جاتی ہے اور بال کمزور ہو جاتے ہیں۔ جانور دل کے اچانک رک جانے سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس کی تحقیق سب سے پہلے ۱۹۳۷ء آسٹریلیا میں ہوئی۔ ان جانوروں میں تانبہ کی کمی کو دُور کرنے کے لئے انہیں ایسا چارہ دیا جاتا تھا، جس میں تانبہ کے اجزا زیادہ ہوں۔ یا انتہائی کمی کو پورا کرنے کے لئے انجکشن دیئے جاتے ہیں۔ کلیجی میں اس کے اثرات زیادہ دریافت ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر حکماء کلیجی کے استعمال کی ہدایت کرتے ہیں۔ ارسطو نے سُرخ تانبہ کی بہت تعریف کی ہے۔

تانبہ کے برتن میں بغیر رانگے کی قلعی کئے ہوئے کسی قسم کا کھانا پکانا مضر صحت ہے۔ اس کی ذَت کھدنی یا جیبھی جس سے دانت کریدتے ہیں یا زبان صاف کرتے ہیں بغیر قلعی کئے سخت نقصان رساں ہے۔ تانبہ کے بغیر قلعی والے برتن میں چوبیس گھنٹے ترش چیز، شراب یا شیرینی رکھ کر کھانا سخت نقصان دہ ہے۔ اس کے ورق اور تصویروں کے بلاک بنائے جاتے ہیں۔ یہ دھات بجلی کے تار بنانے میں استعمال میں آ رہی ہے۔ اس کی قدیم اشیاء مصر کی قبروں سے دستیاب ہوئی ہیں۔

تانبہ چترال، دیر، ہزارہ اور سوات کے اضلاع میں دستیاب ہے۔ جلد گلا دیتے ہیں۔ اس کے برتن وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ انتہائی ورق پذیر ہے۔ برق اور حرارت کی

ڈھوکا کھانا انسانیت ہے۔ ڈھوکا دینا شیطانیت۔ (ناشر کتاب ہذا)

بہترین موصل ہے۔ بشرطیکہ خالص ہو۔ ہوا، بھاپ اور پانی کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔

قومی عجائب گھر پاکستان (کراچی) میں عہدِ قدیم مغل زمانہ سے متعلق دو عدد تانبے کے خوبصورت طرز پر منقش بڑے کٹورے (پیالے) محفوظ ہیں۔ ایک تانبہ کا چھینکا جس میں زنجیریں ہیں یہ کھانا وغیرہ رکھ کر لٹکانے کے کام میں آتا تھا یہ بھی مسلم عہد کا ہے۔

ٹھیکری

مٹی کے برتن کے چھوٹے ٹکڑے کو ٹھیکری کہتے ہیں۔ اس کو طبطری بھی کہتے ہیں فارسی میں سفال اور عربی میں خذف کہتے ہیں۔

مزاج سرد و خشک طبّی طریقہ کار سے اس کو استعمال کرنے میں سات ماشہ سے زیادہ کی ممانعت ہے۔ تنور کہنہ کی ٹھیکری کا ہمراہ بنسخ استعمال پھوڑے، پھنسی خشک کرنے اور ورم دفع کرنے میں مفید ہے۔ ہمراہ سرکہ پیس کر لگانا خارش میں مفید ہے بھٹی کی ٹھیکری گھس کر لگانا آنکھ کی بینائی بڑھاتی ہے اس کا باریک سفوف دانتوں کی زردی، سیاہی اور خرابی دفع کر کے چمک پیدا کرتا ہے۔ اس سے مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔

مٹی کے برتن کی ٹھیکری کسی مٹی کے برتن پر پانی کے ساتھ گھس کر آنکھ کی گوہانجنی پر لگانے سے اس کو خشک کر کے اچھا کرتی ہے۔ مفید اور مجرّب ہے۔
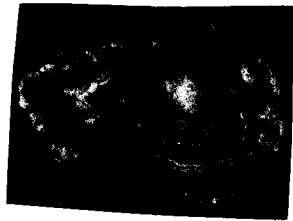
جپسم

ایک قسم کا نرم پتھر ہے، جسے مصنوعی کھاد، سیمنٹ اور پلاسٹر آف پیرس بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ صوبہ سندھ (پاکستان) میں یہ پتھر اچھا دستیاب ہے۔

جستہ

فارسی میں روحِ توتیا، ہندی میں پُشٹ، انگریزی میں زنک (ZINK) اور قصد بر، عطار دار، جسد کہتے ہیں مشہور اور نیلگوں سفید دھات ہے۔ اس کا کشتہ بھی تیار کیا جاتا ہے۔ کان سے نکلتی ہے۔ مزہ خفیف شیریں اور مزاج گرم و خشک ہوتا ہے اس کے برتن میں کھانا پینا مقوی معدہ و دل ہے طبی طریقہ میں دافع خفقان ہے۔ عرق مکو یا بادیان کے ہمراہ گھس کر ورم پر لگانا مفید ہے۔ جستہ کی سلائی آشوبِ چشم، آنکھ کی رطوبت اور سُرخی کو دفع کرتی ہے۔ خشک بیٹری کے بیرونی خول، جستی چادریں، نل جس کو گلوانائزنگ بھی کہتے ہیں بنائے جاتے ہیں۔ یہ دندان سازی اور دانتوں کے سوراخ بند کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ امریکہ، بلجیم، جرمنی، پولینڈ اور آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے

چاندی

فارسی میں سیم، عربی میں نقرہ و فضہ انگریزی میں سلور SILVER وسنسکرت میں رجتا اور قمر، ماہ، سفید، مگس اور رُدپا کہتے ہیں۔ قدیم نظریے سے یہ چاند سے منسوب

کی جاتی ہے۔ محرم الحرام، جمادی الاوّل اور شوال کے ماہ میں چاند دیکھنے کے بعد چاندی کی انگوٹھی پر نظر ڈالنا مسنون خیال کیا جاتا ہے۔ مشہور قیمتی سفید اور سفید دھات ہے۔ مزاج سرد و خشک۔ اصلی چاندی کا چھلا دودھ میں ڈالنے سے اس کا دہی جلدی اور اچھا جمتا ہے۔ ارسطو نے کہا ہے کہ چاندی میں میل ہو تو وہ آگ میں جل کر خاک ہو جاتی ہے۔ چاندی کی صفائی کا طریقہ چاندی کو پگھلا کر نمک تلخ اس پر کئی مرتبہ ڈالیں یا لیپ کر کے گداز کریں تو چاندی صاف ہو جاتی ہے۔ اس کو تمام دھاتوں میں افضلیت حاصل ہے کیونکہ اس میں زنگ نہیں لگتا اور نہ ہی موسمی آب و ہوا سے متاثر ہوتی ہے۔ اس کا زیور اور چاندی کے ورق اعضاء رئیسہ کو تقویت دیتے ہیں۔ اس کا لاکٹ مفرح اور مقوی دل ہے۔ طبی طریقہ میں معدہ و جگر، دافع امراض مالیخولیا و جنون، استسقاء اور ورم طحال اور سنگ مثانہ ہے۔ اس کا کشتہ بھی تیار کیا جاتا ہے۔

بند پیشاب کو جاری کرے۔ اس کی سلائی سے سُرمہ لگانے سے آنکھ کی روشنی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کی سلائی اگر بغیر سرمہ کے بھی آنکھ میں پھیری جائے تو بینائی تیز ہوتی ہے۔ باریک اور خفیف جالا جو آنکھ میں پڑ گیا ہو اُسے صاف کر دیتی ہے۔ بیرونی استعمال میں فصلی بخار اور ملیریا کو دور کرتی ہے۔ چربی اور طاقت میں اضافہ کرتی ہے صرف طبی اصول سے چاندی کے برتن میں کھانا پینا فرحت بخش ہے۔ منہ میں اس کو رکھنے سے پیاس کم ہو جاتی ہے اور سکون ملتا ہے۔ چاندی کا چپٹا تار کا چھلا جس کا منہ کھلا ہو پیر کے انگوٹھے میں استعمال کرنے سے ناف اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ چاندی کا کڑا ہاتھ میں استعمال کرنے سے معدہ کا فعل دُرست رہتا ہے۔ اچھی دھاتوں جو زیور کے طور پر استعمال کی جاتی ہیں۔ رفتہ رفتہ جسم میں جذب ہوتی رہتی ہیں اور اپنے اچھے اثرات سے متاثر کرتی رہتی ہیں۔ برقی اور حرارت کے لئے بہترین موصل ہے۔ اس میں برقی رو گذاری جا سکتی ہے۔ لیکن قیمتی ہونے کی وجہ سے ان اغراض کے لئے استعمال نہیں

قانون ایک اصول سے پیدا ہوتا ہے اور اصول خدا کی چیز ہے۔

کی جاتی۔ اس کا استعمال زیورات سکے وغیرہ، برتن گھریلو استعمال و آرائش کی اشیا اسلحہ عکاسی کی فلموں، آئینہ سازی اور ملمع سازی میں زیادہ ہوتا ہے۔ چاندی کو گندھک سے بڑی رغبت ہے اسی لئے جس چیز پر گندھک کا جزو ہوتا ہے۔ چاندی کے مس ہونے پر یہ سیاہ ہو جاتی ہے۔

بہت زیادہ موٹاپے کو کم کرتی ہے مقوی اعصاب بدن ہے۔ اس کی انگوٹھی پہننے سے جسم انسان سے چاندی مس ہوتی ہے اور اس کے اثرات جسم میں سرایت کرتے رہتے ہیں۔ جو فائدہ رساں ہے۔ انڈیا میں اونچی ذات کے اہلِ ہنود کی عورتیں کمر میں ساڑی کے اوپر چاندی کی باریک زنجیروں کی خوبصورت بیلٹ "پیٹی"، جس کو کمردھنی یا تکڑی کہا جاتا ہے باندھا کرتی تھیں۔ اس سے پیٹ نہیں بڑھتا تھا مقوی اعصابِ بدن ہے۔

چاندی کے ساتھ تاریخی واقعات رسم و رواج اور یادگاریں محفوظ ہیں۔ اس دھات سے مسلمانوں کی دلی وابستگی ہر دور میں رہی۔ یمن کے بعض علاقوں میں دولہا اپنی کمر سے چاندی کی ایک خوبصورت پیٹی باندھتا ہے۔ جس میں خنجر لٹکایا جاتا ہے۔ زمانہ قدیم کی چاندی سے تیار کی ہوئی اشیاء اب بھی دنیا کے عجائب گھروں میں محفوظ ہیں۔

آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی (مشکوٰۃ، ترمذی) حجرالاسود کے گرد بھی چاندی لگی ہے۔

غالباً ۱۹۶۲ئہ میں ڈاکٹر سعد الجادر کی کتاب لنڈن میں شائع ہوئی تھی۔ اس میں تمام اسلامی تاریخی مواد چاندی سے متعلق جمع کیا گیا۔ ڈاکٹر سعد الجادر کے پاس دنیا کے مسلم ممالک سے خرید کئے ہوئے چاندی کے ہزار ہا زیورات محفوظ ہیں۔ مغلیہ زمانہ کے حکمران نواب محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ (اودھ) کے پاس چاندی کا ایک نادر حقہ تھا۔ جس کا وزن سترہ سو تولے تھا۔ اس زمانہ کے فنی کاریگر نے آم کا ایک خوبصورت درخت تیار کیا تھا کیریوں میں میناکاری کا رنگ اس طرح دیا کہ اصل کے مشابہ تھیں۔ درخت پر ایک چڑیا

دوستوں کے معیار پر درجہ مقرر کرو، کبھی مخالفت نہ ہوگی۔

بنائی تھی۔ نیچے ایک خوبصورت پری تھی۔ جب حُقّہ کا کش لیا جاتا تو پری یکے بعد دیگرے اپنے پیر اٹھاتی اور چڑیا چوں چوں کرتی۔ حُقّہ کی چوکی چاندی کی تھی۔ اس سے پیچوان نکلا تھا چوکی کے چاروں کونوں پر چاندی کی ایک تیتلی تھی۔ درمیان میں ایک بڑی پری تھی جس کے ہاتھ میں حُقّہ دیا گیا تھا۔ جب اس میں منہال لگائی جاتی تو معلوم ہوتا کہ تیتلی حُقّہ پلا رہی ہے۔ بادشاہ نے اس حُقّہ کو مسٹر فنڈل کیری ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کی معرفت لندن کی منعقدہ نمائش میں بھیجا تھا۔ جہاں اس کی بڑی اہمیت رہی۔ پھر یہ حُقّہ حیدرآباد دکن، بھوپال گیا۔ تاریخی عدالتی کاغذات میں اس حقہ کا ذکر ہے۔ ۱۸۸۲ء میں نوعمر محمد علی جناحؒ (قائداعظم) کی شادی کے موقع پر گاؤں ہریانہ کاٹھیاواڑ (بھارت) میں بارات بیل گاڑیوں کے ذریعہ دھوم دھام سے پہنچی تو لیر ابھیم جینا نے بیلوں کو پانی چاندی کے بڑے بڑے برتنوں میں پلایا۔ ۱۹۴۷ء میں جناح "فٹ بال ٹورنامنٹ کے موقع پر قائداعظم کو پیش کی جانے والی خوبصورت چاندی کی فٹ بال تاریخی امانت ہے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ کے مزار کا خوبصورت کٹہرہ (جالی) بنانے میں ڈھائی من چاندی استعمال کی گئی ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ چاندی میکسیکو، کینیڈا اور جنوبی امریکہ میں پائی جاتی ہے۔ ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی مرحوم مصنف کتاب ہٰذا کے ہاتھ کی چاندی کی نادر چھڑی۔

خاکِ پاک

اس کو خاکِ شفا، تُربۃ، خاکِ پاک، خاکِ تربت، زیورات امیرالمومنینؑ بھی کہتے ہیں۔ یہ کربلائے معلّٰی (اراضی عراق) سے آتی ہے۔ رنگ خاکی سفید خفیف لطیف خوشبو ہوتی ہے۔ مزہ پھیکا اور مزاج سرد ہے۔

تبدیلی ہی اِنسان کو بناتی اور بگاڑتی ہے۔

یہ خاک تربت حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نواسۂ ختم المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور انتہائی اہمیت وعظمت کی حامل ہے جو زائرین حضرت کے روضہ پر بغرض زیارت جاتے ہیں۔ ہمراہ لے آتے ہیں۔ اس خاکِ شفا میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور لعابِ دہن حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل ہے۔ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے اپنے نانا حضرت احمد مختار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعابِ دہن چوس چوس کر پرورش پائی۔ اس خاکِ پاک (مٹی) میں تاثیرِ شفا اور نورِ محمدیؐ کی شعاعیں شامل ہیں۔

زمانۂ قدیم کی "خاک پاک" اب بھی جن حضرات کے پاس محفوظ ہے۔ وہ دس[۱۰] محرم الحرام یوم عاشورہ سُرخ رنگ کی ہو جاتی ہے۔ بعدہٗ پھر اپنے اصلی رنگ پر آجاتی ہے شہرِ ملتان میں پٹیالہ شہر کے ایک مہاجر خاندان کے پاس ایسی مقدس تسبیح محفوظ ہے جو ہر سال روزِ عاشور بالکل سُرخ مثل تازہ خون کے ہو جاتی ہے۔ اس تسبیح کی زیارت سیکڑوں حضرات کر چکے ہیں۔

خاک پاک کی تسبیح پڑھنے سے گناہ عفو ہوتے ہیں، درجے بلند اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ ستر گناہ زیادہ ثواب ہے کربلا کی سرزمین حضرت عیسٰی علیہ السلام کی جائے پیدائش ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی زمین پر شرف کلام حاصل ہوا تھا۔ واقعاتِ کربلا سے قبل دو سو نبی اور دو سو وصی نے اس مقام پر درجہ شہادت پاکر رحلت فرمائی۔ یہ وہ پاک زمین ہے جسے شہیدوں کے مدفن اور مسکن کا شرف حاصل ہے۔ یہاں کی خاکِ شفا پر سجدہ کرنے سے عبادت قبول ہوتی ہے۔ سامانِ تجارت میں یہ خاکِ شفا رکھی جائے تو تجارت میں برکت ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ کا ارشاد ہے کہ نبی کریمؐ مریض کے متعلق فرماتے تھے کہ اللہ کے نام کے ساتھ ہماری زمین مدینہ منورہ کی مٹی بیمار کو شفا دیتی ہے۔

انسان کی بڑی بزرگی اس میں ہے کہ وہ انسانیت کا اصولِ اتحاد سمجھے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شہد اور زعفران میں معمولی خاکِ تربت حضرت امام حسین علیہ السلام قدرے ملا کر آبِ رواں سے حل کرکے اپنے بیماروں کو دو۔ یہ ہر درد اور بیماری کی دوا ہے۔ جس مریض کو علاج موافق نہ آتا ہو اُس کو چاہیئے کہ خاک شفا ہمراہ آبِ زم زم یا آبِ باراں۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو آب جاری شیریں بیچ دریا کے دھارے سے لے کر نہایت طہارت اور اعتقاد سے مقدارِ خوراک چنے سے بھی کم مریض کو کم از کم تین یوم کھلائی جائے انشاء اللہ تعالیٰ مرض دفع ہوگا۔

مجتہد اعظم مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ مرحوم (لکھنؤ) نے اپنی کتاب میں تحریر فرمایا ہے کہ ایسی بارش جس سے زندگی کو خطرہ ہو اس مسلسل بارش کو روکنے کا حل یہ ہے کہ اصلی خاک شفا کی تسبیح زیرِ آسمان معلق کریں بارش کا زور ٹوٹ جائے گا لیکن یہ فعل برائے خدا صرف خطرہ ہی کے اوقات میں جائز ہے۔

جس وقت گھر سے کسی حاجت کو جائے یہ دُعا پڑھ کر خاکِ تربت اپنے پاس رکھے، بے خوف اور بے خطر رہے گا۔ اس کی حاجت پوری ہوگی۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ طِيْنَةَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ وَلِيِّكَ اِتَّخَذُوْنَهَا حِرْزًا لِعَلَّهٗ خَافَ وَمَالَهٗ رِفَاقٌ"

خاک پاک کربلائے معلّٰی سے دو قسم کی آتی ہے، ایک بہ طریق سجدہ گاہ اور دُوسری باریک۔ مریض کو باریک والی دینی چاہیئے۔ اگر کسی موقع پر باریک دستیاب نہ ہوسکے۔ تو بدرجۂ مجبوری سجدہ گاہ سے ایک ٹکڑا توڑ کر باریک کی جاسکتی ہے۔ طوفان کے وقت پانی میں تھوڑی سی خاک پاک ڈالنے سے طوفان کم ہو جاتا ہے اور کشتی غرقاب ہونے سے بچ جاتی ہے

خوش عقیدہ حضرات مردے کے ساتھ خاک پاک قبر میں رکھ دیتے ہیں۔ آقا شیخ زین العابدین مازندرانی مجتہد (کربلائے معلّٰی) عراق سے روایت ہے کہ عہد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میں ایک عورت بدکار تھی۔ جو اولاد پیدا ہوتی اس کو

عقلمند اور صاحبِ علم بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے عقل اور ادب آتا ہے

جلا دیا کرتی تھی۔ اس گناہِ عظیم سے صرف اس کی والدہ مطلع تھی اور کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ اس بدکار عورت کو بروقت انتقال جب دفن کیا گیا تو قبر نے اس عورت کو قبول نہ کیا، اس کی لاش باہر پھینک دی۔ دوسری جگہ دفن کرنے کی کوشش کی گئی وہاں بھی زمین نے لاش قبول نہ کی۔ تب لوگ پریشانی کی حالت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کل واقعہ بیان کیا۔ امامؑ نے اس کی والدہ سے دریافت کیا کہ یہ عورت اپنی زندگی میں کس کردار کی تھی۔ اس نے حسبِ حال بیان کیا۔ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی عورت کو زمین قبول نہیں کرے گی۔ اس عورت کے اعزا و اقربا مایوس ہونے لگے۔ حضرت نے پھر فرمایا کہ اس کی قبر میں خاکِ کربلا رکھ دو۔ ایسا ہی کیا گیا۔ میت دفن ہوگئی۔ خاکِ پاک مردے کو عذابِ قبر سے بھی نجات دلاتی ہے۔

تاریخ و روایات سے ثابت ہے کہ خاکِ شفا کی بدولت ایسے امراض سے مریضوں کو شفا ہوئی ہے۔ جن کے علاج سے معالجین عاجز تھے۔ معلوم نہیں قدرت نے اس میں کیا کیا خزانے پوشیدہ کر دیئے ہیں جو عام انسانوں کی عقل کی رسائی سے قاصر ہے ممکن ہے کہ آئندہ کا انسان مزید اس کے اسرار کو حل کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

ریت

جن ذرات کو ہم حقیر اور ناکارہ سمجھ کر جھٹک پھینک دیتے ہیں۔ ان میں بھی آثارِ حیات موجود ہیں۔ یہ ذرات دنیا کی فنا تمام اشیاء کے عنصر ہیں نظامِ الٰہی ہے کہ کوئی چیز بن کر بگڑتی ہے اور کوئی چیز بگڑ کر بنتی ہے موجودہ دور کے سائنسدانوں نے ثابت کر دیا ہے ہے کہ یہ ذرات اپنے اندر مادہ حیات لئے ہوئے ہیں۔ جو ایٹم یا الیکٹرون کہلاتے ہیں۔ یہ سب ترقی پر گامزن ہیں ہر ایک کا مقصدِ حیات ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ یہاں

آدمی کی عقل اس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے۔

تک کہ رنگ و روپ چمک اور تخلیق بھی جدا ہے۔ افعال و خواص اور اثرات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ جب سنگ ریزے کے باریک ٹکڑے ذرات ہو جاتے ہیں تو ریت کہلاتے ہیں۔ فارسی میں ریگ، عربی میں رمل، ہندی میں بالو، انگریزی میں سینڈ SAND کہتے ہیں۔ دریا، نہر کے کنارے کثرت سے ہوتی ہے۔ رنگ سفید ہوتا ہے۔

حکماء کے خیال کے بموجب اس کو پیس کر حمول کرنا کثرتِ حیض بند کرتا ہے۔ اور مانع حمل ہے۔ گڑھے میں بالو بھر کر اس میں مریض کو بٹھائیں تو مرضِ استسقاء لحمی کو فائدہ مند ہے۔ مریض کے سر کو باہر رکھنا ضروری ہے۔ لیکن سر کو کپڑے سے ڈھک دینا چاہیئے۔ گرمی کی فصل میں گھڑے یا صراحی میں پانی بھر کر اس کے نیچے بالو رکھنے سے پانی بہت ٹھنڈا اور سرد رہتا ہے۔

رانگا

فارسی میں ارزیر، عربی میں رصاص الابیض، سنسکرت میں رنگ یا ونگ، انگریزی میں سولڈر SOLDER کہتے ہیں۔ مشہور سفید اور نرم دھات ہے۔ یہ جلد آگ میں پگھل جاتی ہے۔ مزہ شیریں، مزاج سرد تر ہے۔ حکماء کے خیال میں آنکھ میں لگانا سرخی دفع کرتا ہے۔ سبز کاسنی کے ساتھ پیس کر لگانا سر پر لیپ کرنے سے نزلہ جاتا رہتا ہے۔ روغنِ گل میں گھس کر لگانا سرطان، ورم، زخم، درد، بواسیر، خارش، زخم قضیب کو فائدہ رساں ہے۔ یہ صنعتی امور میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔

زہر مُہرہ

فارسی میں فادزہر کانی، عربی میں حجرالسم، فادزہر۔ انگریزی میں اینٹی ڈوٹ (ANTIDOTE) کہتے ہیں یہ معدنی ہلکا پتّھر ہے کان سے نِکالا جاتا ہے۔ خوشبُودار خوش رنگ، سفید، چکنا زرد، خاکی، سفیدی مائل مختلف رنگ کا خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ طب میں مزاج گرم و خشک طبّی ترکیبی علاج سے دیگر اشیاء کے ساتھ مقوی باہ اور مفرحِ رُوح ہے ورم، دمہ، خفقان، مالیخولیا و مقوی اعضائے رئیسہ ہے، قے اور طاعون میں فائدہ رساں ہے۔ اس کے پانی سے زہریلے کیڑے بھاگتے ہیں اختلاجِ قلب و گھبراہٹ کیلئے اِسکو گلے میں لٹکانا مفید ہے۔ اس کے پیالے میں زہر کا اثر نہیں ہوتا۔ ختن، خراسان، ایران، کوئٹہ، اجمیر اور دُکن (بھارت) میں دستیاب ہوتا ہے۔

سلیٹ

ایک قسم کا نرم سیاہ پتّھر اس کی تختی بچّے لکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ یہ پتّھر پرت کی صورت میں پہاڑ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ بمقام کوئٹہ، راجستھان (بھارت) میں اچھا دستیاب ہے۔

سنگِ جراحت

فارسی میں سنگ زخم، عربی میں حجر اعرابی کہتے ہیں۔ رنگ سفید، نرم اور ہلکا پتّھر ہے۔ نیلگوں رنگ کا عمُدہ ہوتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک طبّی طریقے سے جاری خون بند کر کے۔ زخم خشک کرتا ہے۔ دستوں کو بھی بند کرتا ہے۔ اگر جلا کر بطور منجن استعمال کیا جائے تو مسوڑھے مضبوط کر کے دانتوں میں چمک پیدا کرتا ہے۔ ہمراہ دہی استعمال کرنے سے خونی دست بند ہو جاتے ہیں۔ اس کا کشتہ سوزاک میں مفید ہے۔ حاملہ عورت کے مٹی کھانے کی عادت کو قدرے سنگِ جراحت کھلانے سے عادت ترک ہو جاتی ہے۔ زمانہ شاہی میں اس کے کھلونے بنائے جاتے تھے۔

سُرمہ

عربی میں اثمد، انگریزی میں اینٹی مانی (ANTIMONY) کہتے ہیں۔ یہ پتّھر نرم، رنگ سیاہ و سفید مشہور ہے۔ اس کو سنگِ سُرمہ بھی کہتے ہیں۔ مزہ پھیکا، مزاج سَرد و خشک ہے۔ یہ ذرا چمکیلا پتّھر ہے۔ محافظِ صحت چشم و مقوی بصر ہے۔ اس کا سُرمہ مقوی اعصابِ چشم ہے۔ اس سے پلکیں زیادہ گھنی اور مضبوط رہتی ہیں۔
مشک کے ساتھ آنکھوں میں لگانے سے بصارت تیز ہوتی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ سُرمہ آنکھ میں لگانے سے لعابِ دہن شیریں ہوتا ہے۔ آنکھ کے زخم بھرتا ہے۔ خراب گوشت کاٹ کر نکال دیتا ہے۔ رسوت اور سماق کے ساتھ خارشِ چشم میں مفید ہے۔ اس کا سفوف روغن میں ملا کر مالش کرنے سے جوڑوں کو

انسان جتنا زیادہ ایثار سے سرشار ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ عزت کے قابل بن جاتا ہے (برنارڈ شا)

مارتا ہے۔ جب بھی سرمہ آنکھ میں لگایا جائے تو سُرمہ سلائی میں لینے کے بعد سلائی جھٹکنا ضروری ہے تاکہ سُرمہ کے موٹے ذرات گر جائیں ورنہ بعض ذرات آنکھ میں زخم پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ ہمالیہ پہاڑ اور پنجاب میں کانوں سے نکلتا ہے۔ اصفہان (ایران) میں عمدہ پایا جاتا ہے۔

سجّی

اس کو ساجی بھی کہتے ہیں، فارسی میں اشخار، عربی میں قلی اور سنسکرت میں سورجکا کہتے ہیں۔ یہ کھار ہے۔ شور زمین اور مٹی سے حاصل ہوتی ہے۔ درختوں اور گھاس کو جلا کر بھی سجی تیار کی جاتی ہے۔ سیاہ رنگ کی اچھی ہوتی ہے۔ صابن میں استعمال کی جاتی ہے۔ طبی طریقہ میں گوشت کو کاٹتی ہے۔ سجّی کو سات بار پانی میں حل کر کے اور صاف کر کے اس کو جما لیا جائے۔ چار رتی کھانا مقوی معدہ اور ہاضم ہے۔ بلغم کاٹتی ہے۔ قے روکتی ہے۔ ورم طحال دُور کرتی ہے۔ سُرمہ کے ساتھ استعمال کرنے سے جالا کاٹتی ہے۔ بواسیری مسّے بھی کاٹتی ہے۔

سنکھیا

فارسی میں مرگ موش، عربی میں سم الفار، سنسکرت میں برہم پتر، انگریزی آرسینک ARSENIC کہتے ہیں۔ یہ کان سے نکلتی ہے۔ دراصل یہ چاندی کا جما ہوا دھواں ہے۔ سفید رنگ کی عام ہے۔ زہر ہے۔ اس کا اثر قریب ستر (۷۰) سال کی عمر تک رہتا ہے۔ بدمزہ ہوتی ہے۔ مزاج گرم و خشک ہے۔ اس کو تیل میں ملا کر ترو

جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

خشک خارش میں ملنا فائدہ مند ہے۔ طبی طریقہ میں سردی کے ورم کو دفع کرتی ہے ہمراہ گلاب مرض استسقاء (جلندر) میں لیپ کرنا فائدہ رساں ہے۔ آٹے میں ملا کر چوہوں کو کھلانے سے چوہے مر جاتے ہیں۔ زمانہ قدیم چند شوقین طبیعت اور منچلے قدرے سنکھیا کھانے کی عادت ڈال لیا کرتے تھے۔

سِیسہ

ہلکے نیلے رنگ کی نرم دھات ہے۔ فارسی میں اسرب، عربی میں اصاص الاسود سنسکرت میں سیک انگریزی میں لیڈ LEAD کہتے ہیں۔ یہ گندھک سے ملا ہوا ملتا ہے۔ برتن میں رکھ کر جلانے سے گندھک جل جاتی ہے اور سیسہ باقی رہ جاتا ہے۔ اس میں آبی جوہر زیادہ ہے۔ جوہر خاکی ہے۔ مزہ شیریں ہے۔ مزاج سرد و خشک ہے۔ زہر ہے۔ جلاتے وقت اس کے دھوئیں سے احتیاط ضروری ہے۔ سویڈن کی اسٹاک ہوم یونیورسٹی کے سائنسدانوں کی تحقیق سے پتہ چلا کہ اس کا دھواں معدہ میں درد، قے، جسمانی و نفسیاتی کمزوری، چکر کا آنا، سر کا درد، بے وقت اجابت وغیرہ پیدا کرتا ہے۔ سیسہ کا انتہائی خفیف قسم کا زہر بھی نقصان رساں ہے۔ خون کی کمی، حافظہ کی کمزوری اور اعصاب کو کمزور کرتا ہے۔ کشنیز سبز کے پتوں میں گھس کر لگانا دافع سرطان و ورم ہے۔ روغن گُل میں سیسہ کو بھگو کر لگانے سے بواسیر کو فائدہ کرتا ہے۔ ہیضہ کے زمانے میں کنوؤں کے پانی کو اس کے ذریعے صاف کیا جاتا ہے اور زہریلے جانوروں کے کاٹے ہوئے مقام پر لگایا جاتا ہے۔

زیادہ تر امریکہ، میکسیکو، اسپین، برطانیہ، بلجیم، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ، روس پاکستان میں سوات، ہزارہ، چترال، میں کچھ ذخائر دریافت کئے گئے ہیں۔ اس پر خالص

پانی اثر نہیں کرتا، برقی تاروں پر خول چڑھاتے وقت، پانی کے نل بنانے اور سیسہ کی چادریں، حوض، برتن، سفیدہ اور کھلونے وغیرہ کے کام میں لیا جاتا ہے۔ اس کو زنگ نہیں لگتا۔

طبی طریقہ کار سے روغن گل میں گھس کر ملنا سوزش دفع کرتا ہے۔ برتنوں پر قلعی کے لئے سیسہ کا استعمال بھی نقصان دہ ہے۔

سیپ

اس کو سیپی بھی کہتے ہیں۔ ایک قسم کا سمندری گھونگا، فارسی میں کرشِ ماہی انگریزی میں شل SHELL اور صدف کہتے ہیں۔ یہ آبی کیڑا دریائے شیریں اور دریائے شور دونوں مقامات میں ملتی ہیں۔ لیکن بہتر دریائے شیریں کی ہوتی ہے۔ اس کا گوشت قدرے نیلا اس کی ہڈی کئی رنگ کی ہوتی ہے۔ سب سے عمدہ سفید اور دلدار برق سمجھی جاتی ہے۔
مزہ ترش، پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے طبی طریقہ کار سے دست بند کرے مسوڑھے مضبوط کرے دانتوں میں چمک پیدا ہو زخم اور مستے کے لئے مفید ہے۔ اس کا سُرمہ آنکھ کی بصارت تیز کرتا ہے۔ اور اس کو پیس کر سونگھنا نکسیر بند کرتی ہے۔ اس کا گوشت باولے کتے کے زخم میں مفید ہے۔ اس کو پیس کر ضماد کرنے سے گٹھیا کا درد دفع ہوتا ہے صدف کے ٹکڑے کو بچے کے گلے میں بطور لاکٹ ڈالنے سے دانت آسانی سے نکلتے ہیں۔

سونا

فارسی میں زر، عربی میں ذہیب، سنسکرت میں سوان اور انگریزی میں گولڈ (GOLD) شمس، خورشید، طلا مکنون، عقبان، کچن اور کندن کہتے ہیں۔ یہ بہت قدیم بڑی قدر و قیمت والی اور تمام دھاتوں میں افضل مشہور و چمکدار وزنی دھات ہے۔ سب سے پہلے دو سو نوے سال قبل مسیح مصر میں دریافت ہوئی۔ جب انسان معدنیات سے واقف ہوا تھا تو صرف سات دھاتوں تک رسائی رہی۔ سونا، چاندی، پارہ، تانبہ لوہا، سیسہ اور ٹین۔ سونا ان تمام دھاتوں میں قیمتی رہا۔ سونا آگ سے پگھل جاتا ہے۔ بعض لوگ (کیمیا) مصنوعی سونا بنانے کا بڑا شوق رکھتے ہیں۔ یہ شوق زمانہ قدیم میں زیادہ تھا۔
مزہ پھیکا، مزاج گرم و تر اور مفرح ہے اس کی زردی آتشی اجزا کی آمیزش کے سبب ہے اور نرمی اجزائے روغنی سے چمک اجزائے آبی کی صفائی سے سختی اجزائے خاکی کی وجہ سے کان سے نکلتا ہے۔ سونا ہی ایک ایسی دھات قدرت نے پیدا کی جس سے ہر دو فریق اس کے عیوض سے دوسری چیزوں میں مبادلہ کرتے ہیں اور مقوی دل و دماغ ہے۔ مستورات کے لئے سونا جسم سے مَس ہو تو حرارتِ غریزی کو تقویت دیتا ہے۔ فکر و غم اور خفقان و امراض سوداوی دفع کرتا ہے۔ طبی طریقہ کار سے دافع جذام بھی ہے۔ خصوصاً بسفائج، (ایک قسم کی گھاس کی جڑ، یہ بچھو کی طرح ہوتی ہے۔) کے ساتھ نظر کو طاقت دیتا ہے۔
سونے کی سلائی آنکھ میں لگانے سے بینائی تیز ہوتی ہے۔ پلکوں کی غلاظت جالا، پھُلی اور گوشۂ چشم کا ناسور دفع کرتا ہے۔ اس کے استعمال سے خون میں گرمی بڑھ جاتی ہے۔
سونے کے ٹکڑے کو آگ میں گرم کریں، بعدہٗ پانی میں بجھائیں، سونے کے بجھے

انسان روح اور جسم دونوں کے اتحاد کا ذی ہوش مظاہرہ ہے۔

ہوئے پانی کے استعمال سے بھی حرارت بڑھ جاتی ہے۔ اس کو گرم کر کے داغ دیا جائے تو آبلہ نہیں پڑتا۔

دل و دماغ کو تقویت دیتا ہے۔ طبّی طرز میں جسم کی سوجن اور ورم کو تحلیل کرتا ہے۔ اس کا ورق ہمراہ مربّہ جات مقوی ہے۔ اس کا کشتہ تیار کیا جاتا ہے۔ مستورات کے لئے اس کا لاکٹ دردِ دل اور خفقان میں مفید ہے۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ عورتوں کو زیورات سے خالی رکھنا اچھا نہیں۔

جن بچوّں کے چیچک کے دانے بوجہ سردی بروقت اُبھرے نہ ہوں اور دلنے بیٹھ جانے سے بچےّ کو نقصانِ عظیم پہنچنے کا خوف ہو، یا بچہّ بعد صحت کمزور ہو گیا ہو جس کے خون میں گرمی پہنچانے کی ضرورت ہو۔ حسبِ ضرورت اس کو ورقِ طلا یا سونے کا ٹکڑا پانی میں بجھا کر پلانا مفید ہے اور زود اثر ہے۔ اس کا اہم ترین بازار جوہانسبرگ ہے۔ ۱۸۵۰ئہ میں کیلیفورنیا اور آسٹریلیا میں سونے کے ذخائر دریافت ہوئے۔ ایک تحقیق کی رو سے انسان نے جب سے سونا دریافت کیا اس وقت سے اب تک پوری دُنیا میں استی ہزار ٹن کانوں سے نکالا جا چکا ہے۔ اس زمانے میں سونا ہی ایسی دھات ہے جسے بین الاقوامی ادارے خرید و فروخت کے لئے قبول کر لیتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں سونے کے سکےّ رائج تھے دنیا کے مختلف عجائب گھروں میں یہ اب تک محفوظ ہیں نجف اشرف میں حضرت علی علیہ السّلام کے روضۂ مبارک کے گنبد پر خالص سونا چڑھا ہوا ہے۔

قدیم ایرانی عہد خسرو پرویز ساسانی خاندان کے پاس سونے کا ایک ایسا ٹکڑا تھا جو موم کی طرح نرم اور اس کا وزن دو سو مثقال تھا۔ ۱۹۳۶ئہ میں کوہِ یورال سے ۱۰۵۰ اونس وزنی سونے کا ایک ڈلا دستیاب ہوا تھا۔ اس کا اہم ترین استعمال بطور زر اور دوسرا بطریق زیبائش ہے۔ بھارت کے شہر چترکوٹ میں ایک مندر کے پجاری نرائن داس کے پاس مغل بادشاہ اورنگزیب کے زمانہ کی "ٹھاکر جی" کی سونے کی قیمتی مورتی ہے۔

تکبر سے زیادہ کوئی تنہائی وحشت ناک نہیں۔

سورج طلوع ہوتے ہی اس مورتی کو اشنان کرایا جاتا ہے۔ دیکھنے کے لئے سیکڑوں ہندو روزانہ آتے ہیں۔ عالمی سروے کی رپورٹ سے پتہ چلا ہے کہ موجودہ زمانہ میں عرب شیوخ دنیا میں سونے کے سب سے بڑے خریدار ہیں۔ اس کی کانیں دنیا کے ہر حصے میں پائی جاتی ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ سونا جنوبی افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ جہاں قریب ۷۵ فیصد اصلی حالت میں دستیاب ہے۔ زمانہ قدیم میں سونے کے سکے چین میں استعمال ہوتے تھے۔

شنگرف

عربی میں انجرف، سنسکرت میں ہنگل اور انگریزی میں CINNABAR کہتے ہیں مشہور چیز ہے۔ سُرمہ کی طرح ڈلیاں رنگ سرخی مائل چمک دار دھات ہے۔ مزاج گرم و خشک، بدمزہ ہے۔ اس کا دھواں زہر ہے۔ طبّی طریقے سے زخم بھرتا ہے خشک و تر خارش اور غشی دفع کرتا ہے۔ جلے ہوئے مقام پر موم روغن کے ساتھ لگانا مفید ہے۔ شنگرف زیادہ تر ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے۔

شیشہ

فارسی میں آبگینہ، عربی میں زُجاج، سنسکرت میں درپن اور انگریزی میں گلاس GLASS کہتے ہیں مشہور چیز ہے۔ صاف، چمکدار، شفاف، مزہ تلخ، زہریلا ہے۔ مزاج گرم و خشک ہے طبّی طریقہ میں اس کا سفوف دانتوں کا میل اور زردی چھانٹتا ہے۔

بلناس نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ شیشے کو پیس کر ایسے برتن میں ڈالدیں

محبت اپنے آپ کو پیش کر دیتی ہے۔ اُسے خریدا نہیں جا سکتا (لونگ فیلو)

جس کے اندر شراب اور پانی مِلا ہو تو شراب سے یہ برادہ علیحدہ کر دے گا۔ لیکن شیشے کے معمولی ذرّات بھی انسان کے لئے نقصان دہ ہیں۔

آنکھ کی خارش اور پُھلّی دفع کرتا ہے۔ آنکھوں کی بینائی تیز کرتا ہے۔ لیکن دھوپ میں گرم ہونے پر بصارت کو نقصان کرتا ہے۔ دَردِ سر بھی پیدا کرتا ہے۔ شیشہ (آئینہ) میں صورت دیکھنا ثواب ہے اور عمر بڑھتی ہے۔ چٹخے ہوئے (کریک) شیشے میں صورت دیکھنا یا اسی قسم کے گلاس میں پانی پینا نحوست و پریشانی میں مبتلا ہونا ہے۔ شیشہ کی چوڑی کلائی میں پہننے سے بدن کا پھولنا اور بڑھنا رکاوٹ کا باعث ہے (چونکہ شیشہ ایک قسم کے ریت سے بنتا ہے)۔

شیشہ کی ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ پگھلنے سے پہلے نرم ہو جاتا ہے۔ اس کو پھونک کر یا بیل کر مختلف طرز میں ڈھال سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صنعتی و کاروباری زندگی میں شیشہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کے ٹکڑے بھی جوتا سازی اور مختلف کام کے لئے استعمال میں آتے ہیں۔ اُندلس کا ابوالقاسم عباسی ابن فرمانیس نامی پہلے شخص نے پتھر سے شیشہ سازی کا کام شروع کیا تھا۔ آثارِ قدیمہ کے ماہرین کا خیال ہے کہ شیشہ دنیا میں تقریباً چار ہزار سال قبل مسیح سے ہے۔ مصر کے لوگ اسی زمانے سے اس کے وجود سے واقف تھے۔ دروازہ اور کھڑکیوں میں عہد قدیم ہی سے استعمال میں کیا جا رہا ہے۔

رومی دستکار تقریباً دو ہزار سال قبل شیشہ کو خوبصورت و دلکش بنانے کے لئے اس کی تراش و خراش کیا کرتے تھے۔

۱۶۷۳ء میں جارج ریوینس کرافٹ نے ایک فارمولا تیار کیا۔ جس کا نام انہوں نے سیسہ کا شیشہ رکھا تھا۔ جس میں ایسی خصوصیات رکھ دی تھیں جو اس سے پہلے کسی شیشہ میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ اس میں بلور کی سی چمک ہوتی تھی اور جب اس کو آہستہ سے بجایا جاتا تھا تو گھنٹی کی طرح ایک گونج سنائی دیتی تھی۔ اس شیشے میں نرمی تھی جس کی وجہ

دوست وہ ہے جو دوست کی عدم موجودگی میں بھی حفاظت کرے۔

سے تراش اور کٹاؤ میں عمدگی آتی تھی۔ اس شیشہ میں سے روشنی کی شعاعیں نکلتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ ریونیس کرافٹ نے مذکورہ فارمولے سے بلورین شیشے کی طرح مشروبات پینے کے جو گلاس تیار کئے تھے، ان میں ہر گلاس پر پہاڑی کوّے کے سَر کے ساتھ ایک چھوٹی سی مہر کندہ ہے۔ ان میں سے اب صرف نو گلاس باقی بچے ہیں۔ یہ گلاس نادر اشیائے عجائب خانوں میں محفوظ ہیں۔ اگر ان گلاسوں میں سے کوئی ایک گلاس پالے تو وہ خوش نصیب ہوگا۔ کیوں کہ یہ گلاس بہت قیمتی ہیں۔

۱۷۲۷ء میں لندن میں شیشہ تراشی کا فن ترقی کرنے لگا اور شیشہ میں روشنی داخل کرنے کی مہارت حاصل کر لی۔ جو آج تک جاری ہے۔ اٹھارہویں صدی میں لندن میں قدآدم شیشہ سے بجلی کے جھاڑ بنائے گئے، وہ فنِ شیشہ تراشی کے عظیم شاہکاروں میں شمار ہوتے ہیں۔

اٹلی کے فنی ماہرین نے شیشہ کی صنعت کو کچھ مدت تک راز میں رکھا۔ موجودہ دور کا آئینہ دو سو سال قبل کی ایجاد ہے۔ ویانہ (آسٹریلیا) میں گلاس کی سب سے بڑی صنعت ہے۔ اب شیشہ کو ناقابلِ شکستہ بنا لیا گیا ہے۔ بھاری سے بھاری وزن سے بھی نہیں ٹوٹتا، ہر قسم کے آلات شیشے سے تیار ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے نوادرات میں ایک خوبصورت شیشہ کا پیپر ویٹ محفوظ جس کا رنگ نیلا ہے۔

شیشہ بنانے کی ریت سینڈ گلاس ہزارہ، داؤد خیل، جنگ شاہی کراچی کے قریب اور چاٹگام (بنگلہ دیش) کی پہاڑی علاقہ میں دستیاب ہے۔
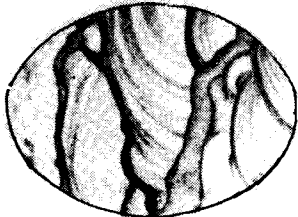
بعض لوگ خفیہ عیوب میں روپیہ برباد کرتے ہیں۔

کاجل

فارسی میں دود، عربی میں کحل، انگریزی میں لیمپ بلیک LAMP BLACK
کہتے ہیں۔ یہ ایک مشہور چیز ہے سرسوں کے تیل کو کسی برتن میں ڈال کر روئی کی بتی اس میں
ڈال دیتے ہیں۔ یہ سیاہ اور ملائم ہوتا ہے۔ اسی بتی کو جلا کر اس کا دھواں کسی صاف برتن
میں جمع کر لیتے ہیں۔ جو کاجل کہلاتا ہے۔ یہ سیاہ اور ملائم ہوتا ہے۔ اس کا مزہ پھیکا۔ اور
مزاج گرم اور خشک ہوتا ہے۔ اس کو سلائی سے مثل سُرمہ آنکھوں میں لگانا مُفید ہے۔
آنکھ کا میل صاف کرتا ہے۔ بینائی و پیشانی کو قوت دیتا ہے۔ صرف ایک آنکھ میں منگل
یا اتوار کو کاجل لگا کر اگر کسی کی صورت پر نظر ڈالیں تو جدائی اور مخالفت پیدا ہو۔

روئی کی بتی کے اندر ٹڈی کا فضلہ (بیٹ) رکھ کر بھی کاجل پارا جاتا ہے۔ یہ
بصارت کو قوت اور آشوبِ چشم سے محفوظ رکھتا ہے۔ دوسرے طریقے کے کاجل مٹی کا
تیل، تارپین کا تیل اور غیر خالص پٹرول کو اس طور پر جلا کر کے بہت سی سیاہی کسی
ٹھنڈی سطح پر جمع ہو جائے، تیار کرتے ہیں۔ یہ کاجل چھاپہ خانہ کی سیاہی، سیاہ
وارنش، سیاہ بوٹ پالش، لکھائی کی روشنائی، کاربن کاغذ اور گراموفون ریکارڈ
وغیرہ بنانے کے استعمال میں آتا ہے۔

کسیس

فارسی میں اکنرو، عربی میں زاج اصفر، سنسکرت میں کاسیس اور انگریزی
میں کوپرس (COPPERAS) کہتے ہیں۔ رنگ زرد، سبز، مزہ کسیلا، کڑوا،

ہر شخص اپنی رائے کے مطابق آزاد ہے۔

مزاج گرم و خشک ہوتا ہے۔ زہر ہے۔ طبی طریقے میں یہ تلی کا ورم تحلیل کرتا ہے۔ معدے
کے کیڑے مارتا ہے۔ باریک پیس کر مثل سُرمہ آنکھ میں لگانا نظر کو تیز کرتا ہے۔

کنکر

فارسی میں سنگریزہ، عربی میں حصاۃ اور انگریزی میں پیبل PEBBLE
کہتے ہیں۔ بہت مشہور چیز ہے۔ زمین کے اندر سے نکلتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک
ہے۔ اس کا باریک سفوف خون بند کرتا ہے اور زخم کو اچھا کرتا ہے۔ پانی میں ڈالنے سے
رقیق و گاڑھا پن اس کا دفع کرتا ہے۔ بھٹی میں ڈال کر پکانے سے سفید چونا بنایا جاتا ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک میں آنے والی کنکروں کی
تسبیح کی آواز آپ سے قریب رہنے والے حضرات بھی سنتے تھے۔ آپ کا یہ معجزہ تھا۔
پہاڑی مقامات پر بجائے کنکر کے پتھر کے ٹکڑے بھٹی میں پکا کر چونا بناتے ہیں۔ یہ
پتھر کا چونا کنکر کے چونے سے زیادہ تیز اور اچھا ہوتا ہے۔ سفیدی وغیرہ کرنے کے کام
آتا ہے۔ سیپ کا بھی اسی طرح چونا بنتا ہے۔

کوئلہ

یہ ہوا کی محدود مقدار میں جلا کر تیار کیا جاتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ووڈ چارکول
WOOD CHARCOAL کہتے ہیں۔ لکڑی کا کوئلہ سیاہ اور مسام دار ہوتا ہے۔ اس
میں ہوا بھری ہوتی ہے۔ اس لئے پانی میں تیرتا ہے۔ گڑھوں یا تودوں (بطریق آواں)
میں لکڑی کے ٹکڑے انبار کے طرز میں اس طریق سے رکھے جاتے ہیں کہ درمیانی جگہ

سب سے خندہ پیشانی سے ملو نہ جانے کس بھیس میں خدا مل جائے۔ (تلسی داس)

خالی رہے۔ اوپر مٹی سے بند کر دیتے ہیں تاکہ ہوا سے محفوظ رہے۔ پھر جلتی ہوئی لکڑی اس درمیانی خلا میں گرا کر تمام انبار میں آگ لگا دیتے ہیں۔ قریب دس پندرہ دن کے اندر آگ سلگ سلگ کر بجھ جاتی ہے اور کوئلہ بن جاتا ہے۔ یہ طریقہ قدیم زمانہ سے رائج ہے۔ یہ کوئلہ بغیر دھواں دیئے جلتا ہے۔

گھریلو کوئلہ : یہ وہ کوئلہ ہے جو چولہے میں لکڑی جلنے کے بعد بنتا ہے۔ اس کوئلہ کو کپڑے کی تھیلی میں ڈال کر گرم پانی میں ڈبو لیں اس سے خراشوں اور ہاتھوں کی جلن کے لئے ٹکور کریں مفید ہے۔ یہ دھاتی نمکوں اور رنگین مادوں کو اپنے میں جذب کر لیتا ہے طبی طریقے میں دافع امراض معدہ ہے۔ اس میں تیزابی کیفیت ہوتی ہے۔ سفوف کوئلہ ملا کر سڑے ہوئے زخم پر باندھنے سے زخم کو اچھا کرتا ہے۔ سالن یا کسی رقیق چیز میں نمک کم کرنے کے لئے کوئلہ کو دھو کر ڈالنے سے یہ نمک چوس لیتا ہے۔ آنکھ کی گوہانجنی میں پرانی کچی دیوار کا کوئلہ گھس کر لگانے سے گوہانجنی اچھی ہو جاتی ہے۔ اس کا منجن منہ کی بدبو کو دفع کرتا ہے۔ مسوڑھے مضبوط کرتا ہے اور دانت چمکدار کرتا ہے۔ جنگِ عظیم میں گیس بنانے کے لئے بہت استعمال ہوتا تھا۔ کوئلہ زمین سے بھی نکلتا ہے یہ کوئلہ لکڑی کے کوئلہ سے بالکل مختلف اثرات میں ہوتا ہے۔ اس کی سب سے اچھی اور مشہور کانیں جھریا (بھارت) میں ہیں۔

کھریا (مٹی)

انگریزی میں چاک CHALK کہتے ہیں۔ سفید پتھر اور نمک سے مشابہ ہوتا ہے۔ مزہ میں کھاری اور مزاج میں گرم و خشک ہوتا ہے۔ حکماء نے مقدار خوراک صرف دو ماشہ رکھی ہے۔ دافع بوئے بغل ہے۔ اس کو جلا کر سفوف مثل سرمہ لگانا آنکھ کی بینائی تیز

روزِ قیامت پہلے جو مقدمہ پیش ہوگا دو پڑوسی ہوں گے۔ (حدیث)

کرتی ہے۔ طبی طریقے میں آنکھ و ناک کے زخم میں مفید ہے۔ زخم سرطان اور ہر قسم کے زخم کو اچھا کرتی ہے۔ قرعہ کو بھرتی ہے۔ دانت میں چمک پیدا کرتی ہے۔

کہربا

انگریزی میں امبر (AMBER) امبرد، امبر سکس، قرن الجر کہتے ہیں۔ رنگ سبزی مائل، زرد، سفید، بھورا، زرقونی، سیاہ اور نارنجی ہوتا ہے۔ یہ معمولی خوشبودار ایک درخت کا گوند ہے آہستہ آہستہ خشک ہو کر مثل پتھر کے ہو جاتا ہے۔ اس کا درخت زیادہ تر پانی سے قریب یا دریا کے ساحلی حصوں میں ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو دریا پتھر بھی کہا جاتا ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے۔ اصلی کہربا گھاس کے تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس کو گھسنے سے ایک طرح کی بو آتی ہے یہ گرم کرنے سے نرم ہو کر پگھل جاتا ہے۔ عورت اپنے پاس رکھے تو اسقاطِ حمل کا خطرہ نہیں ہوتا۔ بہتر ہے کہ بطور لاکٹ گلے میں پہنا جائے۔ طبی اصول سے اندرونی و بیرونی اعضاء کا خون اور خونی قے بند کرتا ہے۔ مقوی معدہ و جگر و مثانہ ہے بطریق لاکٹ استعمال کرنے سے دافع یرقان ہے۔ مقوی دل ہے معدہ کے اوپر لٹکانے سے خوف و غم دور کرتا ہے اور تیز بخار کم ہو جاتا ہے۔ گلے میں لٹکانے سے مقوی دل ہے۔ گٹھیا، دانت کا درد، مرگی اور کنٹھ مالا میں اس کا مالا بطریق لاکٹ مفید ہے۔ زرد رنگ کا کہربا عمدہ اور بہتر ہوتا ہے۔ اس کو کہربائے شمعی بھی کہتے ہیں طب میں مقدار خوراک صرف ۲ ماشہ تک رکھی گئی ہے۔ اس کو رگڑنے سے برقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ عام طور پر زمانۂ قدیم سے تاہنوز تسبیح کے دانے اور مالا میں استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ پرانے زمانے میں چاقو، قرولی کے خوبصورت دستے بنائے جاتے تھے۔ چین، جاپان، امریکہ، ہالینڈ اور بھارت میں بھی دستیاب ہے۔

اعتبار اور بھروسہ پر تمام کام موقوف ہیں۔ شک ان کے رشتے کو قطع کرتا ہے۔

گندھک

فارسی میں گوگرد، عربی میں کبریت اور انگریزی میں سلفر (SULPHUR) کہتے ہیں۔ نہایت کارآمد اور زرد رنگ میں آتشگیر عنصر ہے۔ پیلے رنگ کی ٹھوس قسم کی چیز ہے۔ زمانہ قدیم سے لوگ اس کو جانتے تھے اور مختلف امور میں استعمال کیا کرتے تھے۔ اس کا شعلہ نیلگوں ہوتا ہے۔ اس میں ہلکی بو ہوتی ہے اور بہت ملائم ہے۔ یہ آتش فشاں پہاڑوں کے قریب اور سطح زمین سے تقریباً چھ سو فٹ گہرائی میں چٹان کی شکل میں پائی جاتی ہے۔ خام گندھک کے ساتھ عموماً ریت و مٹی اور بعض دوسری معدنیات کے ذرات ملے رہتے ہیں۔ اسی لئے خالص گندھک حاصل کرنے کے لئے لازمی ہوتا ہے کہ یہ کثافتی ذرات اس سے علیحدہ کر لئے جائیں۔ اس کو صاف کرنے کیلئے کسی ڈھلوان سطح پر ڈھیریوں کی شکل میں رکھ کر گرم کیا جاتا ہے تاکہ گندھک پگھل کر نیچے کی طرف بہنا شروع ہو جائے اور اس کے کثافتی ذرات پیچھے رہ جائیں۔ گندھک کو کشید بھی کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے بالکل خالص گندھک حاصل ہوتی ہے۔ مزہ کڑوا مزاج گرم و خشک محلل اورام ہے۔ اس کا جزو قدرتی طور پر سرسوں، لہسن، پیاز اور انڈے کی سفیدی میں پایا جاتا ہے۔ جانوروں کے جسم میں بھی موجود ہوتی ہے۔ انسان کے جسم میں سب سے زیادہ بالوں میں ہوتی ہے۔

زمانہ قدیم کے لوگوں کو گندھک کا خوب علم تھا۔ اور اس کے متعلق بہت کچھ معلومات رکھتے تھے۔ اس کا استعمال طب اور جراثیم کش ادویات میں ہوتا ہے۔ اس کا تیزاب بھی بنتا ہے۔ جاذب رطوبت، دافع خارش و مصفی خون ہے۔ اس کا سونگھنا دردِ شقیقہ اور مرضِ مرگی کو فائدہ دیتا ہے۔ دبائی امراض کے زمانے میں فساد خون کے لئے

رشتے داری قدرتی طور پر ہوتی ہے اور دوستی انسان کا اپنا معیار ہے۔

اس کا ٹکڑا پانی پینے والے گھڑے میں ڈالنے سے انسان وبائی امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ پانی میں حل نہیں ہوتی۔ گندھک جراثیم مارنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اُون کا رنگ کاٹنے میں بھی اس سے کام لیا جاتا ہے۔ گندھک گرم کرنے سے اس کے سالمات ٹوٹ جاتے ہیں۔ اگر کھولتی ہوئی گندھک کو ٹھنڈے پانی میں ڈال دیا جائے تو سیاہ رنگ کی نرم سی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ داد، خارش اور مختلف دانوں کے مرہم، دیاسلائی، خضاب، بارود، ربڑ وغیرہ کی صنعت میں استعمال ہوتی ہے۔ گندھک سے انگور کی بیل کی پھپھوندی دور کی جاتی ہے۔ یہ نیوزی لینڈ، جاپان، امریکہ، اٹلی، سسلی اور پاکستان (بلوچستان) میں پائی جاتی ہے۔

گیرو

فارسی میں گل سرخ، عربی میں طین مغربی، سنسکرت میں گیریکم اور انگریزی میں ریڈ اوچرے (REDOCHRE) کہتے ہیں۔ مشہور سرخ مٹی ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج سرد و خشک ہے۔ طبی اصول میں دافع جریان و لواسیر ہے۔ زخم مثانہ بھرتا ہے۔ اس کا لیپ کیڑے مارتا ہے۔ زخم برص میں بھی مفید ہے۔

سکندر ذوالقرنین کے قبل ایک بادشاہ ذوالقرنین گزرا ہے۔ یہ خداپرست اور نیک خصلتوں کا حامل تھا۔ اس کی قیادت حضرت خضر علیہ السلام فرماتے تھے۔ اس وقت کی قوم نے اسے قتل کر دیا تھا خلاق عالم نے اسے خلعت حیات بخشا۔ بادشاہ مذکور پھر پند و نصائح کرنے لگا۔ رعایا نے دوبارہ قتل کر دیا۔ قادرِ مطلق نے اس کی شہادت کا یہ اجر دیا کہ اس کی خاک قبر یعنی (گیرو) گل ارمنی (مثل گیرو، سرخ مٹی) کو شفا کی تاثیر عطا فرمائی۔

کاش تو اوپر سے جس طرح اُجلا نظر آتا ہے اندر سے بھی صاف ستھرا ہو۔

گیرو کی بارہ صفتیں بیان کی گئی ہیں، اطبا ریونانی بلا اختلاف رائے اس کو مریضوں پر استعمال کرتے تھے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس شخص کو دست آتے ہوں طبّی طرز میں بہت ہی خفیف گیرو کھلانا اس مریض کو فائدہ رساں ہے۔ یہ ذوالقرنین کے مزار کی مٹی ہے۔ قدرے گیرو کھانے سے آواز بھرّا جاتی ہے۔

مُلتانی مٹّی

ایک قسم کی چکنی مٹّی اس کو خاکِ دست، فارسی میں گِل ملتانی، عربی میں طینِ خراسانی اور سنسکرت میں پیرگرکم کہتے ہیں۔ اس کا ہلکا رنگ زرد و سفید ہوتا ہے مشہور مٹّی ہے، مزہ اس کا پھیکا۔ مزاج سرد و خشک ہے۔

طبّی طریقے میں دافع قے و ہیضہ ہے۔ نزلہ کو دفع کرتی ہے ہمقوی معدہ ہے پانی میں پیس کر بالوں کو دھونے سے بال نرم و ملائم ہوتے ہیں۔ لکڑی کے تختے پر رگڑنے سے اس کو چکنا اور صاف کرتی ہے۔ گرمی دانوں میں اس کو پانی میں گھول کر جسم پر ملنے سے گرمی دانے مر جاتے ہیں۔

مِٹّی آنواں کُمہار

مشہور چیز ہے۔ آگ میں مٹّی کے برتنوں کے ساتھ پک کر سُرخ رنگ کی ہو جاتی ہے۔ مزہ پھیکا، مزاج گرم و خشک ہوتا ہے۔ یہ مرض "ادریتا"، میں مفید ہے۔ اس مرض میں جسم پر رات کو یکایک چھالے پڑ جاتے ہیں، اور ان چھالوں میں پانی بھرا ہوتا ہے۔ یہ چھالے دن کو نہیں ابھرتے۔ رات کو ہی یہ مرض ہوتا ہے۔ چند روز بعد چھالے پھوٹ

تجارت سے دولت بڑھتی ہے۔

کر پانی بہنے لگتا ہے۔ اِن چھالوں کا پانی دوسری جگہ لگنے سے تمام جسم پر اور چھالے پڑنے لگتے ہیں۔ اس مٹّی کو کپڑے میں چھان کر ان چھالوں پر چھڑکنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے مجرّب ہے۔

مردار سنگ

مشہور چیز ہے۔ انگریزی میں LITHARGE لائڈرنج کہتے ہیں۔ یہ جسم کی بدبو کو دُور کرتا ہے۔ زیادہ تر ادویات میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جراثیم کش ہے۔ اس کے برادے کی مالش سے جسم سیاہ ہو جاتا ہے۔ روغن گُل کے ہمراہ لگانا بہتر ہے۔ ورنہ بغل کے بدبودار مادہ کو دل کی طرف رجوُع کر دیتا ہے جو نقصان دہ ہے۔

ھڑتال

عربی میں زرنیخ، سنسکرت میں ہری تال اور انگریزی میں ORPIMENT آرپی منٹ کہتے ہیں۔ کان سے نکلتی ہے۔ مزہ پھیکا اور مزاج گرم و خشک ہوتا ہے اس کا مشہور رنگ سُرخ، زرد اور خاکی ہے۔ طبّی ترکیبی علاج سے خارش کے دانوں میں مفید ہے دیگر اشیاء کے ساتھ زخم کے خراب و فالتو گوشت کو کاٹ دیتی ہے حکمت میں دافع کرمِ شکم اور بلغم کے ناقص مادہ کو جلانے کے کام آتی ہے لیکن زہر ہے۔ روغن زیتون میں ملا کر سر میں ڈالنے سے جوئیں مر جاتی ہیں۔ چونے کے ساتھ ملا کر جلد پر لگانے سے بال صاف کر دیتی ہے۔ قدرت نے انسان کیلئے جڑی بوٹیوں میں مفید اور کار آمد اثرات پوشیدہ رکھے ہیں۔ ہڑتال وزن کے لحاظ سے دوسری اشیائے کے ساتھ جھاؤں کے داغ صاف کرتی ہے ہڑتال کو

لا پرواہی زندگی کو بے کار کر دیتی ہے۔

کسی شیرے یا میٹھی چیز میں ڈال دیں تو مکھیوں کے لئے زہر قاتل ہے اس کو تانبہ کے پتر پر ملنے سے تانبہ سفید سا ہو جاتا ہے۔ تانبہ کی بو بھی جاتی رہتی ہے۔

علاج بذریعہ کرن آفتاب

"علاجِ شمسی"

"پانی کے ذریعہ علاج" انگریزی میں اس کو HYDROPATHY کہتے ہیں۔
سورج کو قدرت نے وہ سرچشمہ فوائد خلق فرمایا ہے۔ جس کا اندازہ انسانی قوت سے باہر ہے۔ اس کی روشنی مخلوقات کی زندگی، توانائی و صحت و نشو و نما کا واحد سرچشمہ ہے۔ اس کی شعاعیں قدرت کی بے بہا دولت ہیں۔ سورج کی روشنی کی شعاع زمین تک آٹھ منٹ میں پہنچتی ہے سورج ایک عظیم کرہ ہے اس کی روشنی سات رنگوں کا مجموعہ ہے۔ بنفشی، اودا نیلا، سبز، زرد، نارنجی اور سرخ اس کی سفید کرن جب پانی یا شفاف شیشہ میں سے گزرتی ہے تو ان ہی سات رنگوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر سورج کا پورا رُخ زمین کی طرف ہو جاتا تو شدت گرمی سے اہل زمین اور دُنیا کی ہر چیز جل جاتی۔ اس کی شعاع کے فوائد میں پھر ارشاد فرمایا کہ آفتاب کی طرف پشت کر کے بیٹھنے سے جسم کی اندرونی بیماریاں دفع ہوتی ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو لوگ خداوند عالم کے دیدار کے مشتاق ہیں تو پہلے قدرت کے خلق کئے سورج سے آنکھ ملا کر تو دیکھ لیں۔

جدید سائنسی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ صرف نکلتے ہوئے سورج کے سامنے سینہ کھول کر چند منٹ بیٹھنے سے قدرتی وٹامن حاصل ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ معمر لوگوں میں وٹامن ڈی

دوسروں کے کہنے یا نفس کے پھسلانے سے بڑائی کا دم نہ مارو۔ بہتوں نے دھوکا کھایا ہے۔

کی کمی کے باعث ہڈیوں کے نقائص بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ روشنی کی کمی کے شکار ہیں۔ ڈاکٹر لیوی کا کہنا ہے کہ صبح اور سہ پہر کے وقت انسان کو گھر سے باہر نکلنا چاہیئے۔ سورج کی روشنی انسان میں وٹامن ڈی کی قوت پیدا کرتی ہے۔ بلکہ سرطان کے اثرات بھی زائل ہوتے ہیں۔

نظام شمسی سے موسمی تبدیلی دن رات کا سلسلہ اور اس کی کرن و لہروں سے مقناطیس قوت کے ذریعہ مہلک جراثیم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ سورج کی شعاع نباتاتی کیمیائی عمل کرتی ہے۔ اور زمین مٹی و درخت کو پاک کرتی ہے۔ پانی سے بھرا اور کھلا برتن جو مستقل دھوپ میں رہے اس پانی سے غسل کرنا سفید داغ (برص) کا مرض ہوتا ہے سورج کی شعاعوں میں بہت بڑی طاقت ہے۔ موجودہ زمانہ میں سخت سے سخت کام ان شعاعوں سے لیا جا رہا ہے۔

سورج گرہن کی کرن انسانی آنکھ کی بینائی کے لئے نقصان دہ ہے۔ یہاں تک کہ گرہن کے اثرات انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ حاملہ عورت سورج گرہن کے وقت چاقو یا چھری سے کوئی چیز تراش کرے تو بچہ کے جسم کا کوئی اعضاء ضرور کٹ جاتا ہے۔

وہ بچہ جو پیدائشی طور پر سورج گرہن سے متاثر ہو کر گہنایا ہوا پیدا ہو۔ اس بچہ کا صرف وہ اعضاء جو متاثر ہو گرہن کے پورے وقت کسی نرم زمین میں معمولی طور پر صحیح طرز میں دبا دینے سے بحکم خدا اعضاء اپنی اصلی حالت میں آجاتا ہے۔ موجودہ زمانے کے سائنس داں بھی اس سے منکر نہیں کہ سورج کی کرنوں سے غسل کرنا صحت کے لئے انتہائی مفید ہے۔ انسان کی طرح حیوانات اور بہت سے چھوٹے بڑے پودے بھی اپنی زندگی کی بقا کے لئے سورج کی کرنوں کے لئے بے تاب رہتے ہیں۔ جن پودوں کو سورج یا چاند کی کرنوں سے محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ وہ پودے اپنی زندگی کی رونقیں ختم کر لیتے ہیں۔ یہی سورج کی کرنیں انسان کے جسم کے کئی مہلک امراض کے جراثیم فنا کر دیتی ہیں۔ اس علاج کا طریقہ بہت قدیم ہے۔

خود پسندی زیادتی نعمت کو روکتی ہے۔

اہلِ ہنود کی مذہبی کتب میں اس کے اکثر تذکرے درج ہیں۔ زمانہ قدیم کے لوگ اس علاج پر عبور رکھتے تھے۔ موجودہ دور میں بھی بعض جسمانی امراض کا واحد علاج صرف سورج کی شعاعیں ہیں۔ اس کی کرنوں سے حیوانات میں چستی اور قوت آتی ہے۔ جب تک اس کی کرنوں میں زور اور تیزی رہتی ہے۔ تمام حیوانات میں قوت اور نشاط رہتا ہے غروب کا وقت ہونے پر اس کی شعاع کمزور ہونے لگتی ہے۔ اُس وقت حیوانات میں بھی ضعف اور اضمحلال پیدا ہونے لگتا ہے۔ جس کی وجہ سے تمام حیوانات اپنی اپنی رہائش گاہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

دُنیا میں جس قدر رنگ نظر آتے ہیں۔ یہ تمام سورج ہی کی بدولت اور اسی کے اثرات کا نتیجہ ہیں۔ صاف اور شفاف چیز پر سورج کا عمدہ عکس پڑتا ہے مثلاً پانی اور شیشہ دونوں شفاف چیزیں ہیں۔ اس لئے علاج شمسی میں صرف انہیں دونوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ شیشہ پر آفتاب کی ترچھی کرنیں بہت گہرا اثر ڈالتی ہیں۔

کسی شخص کی پیشانی پر ایک سیاہ رنگ کے شیشے کا ٹکڑا اور دُوسرا زرد یا سفید رنگ کے شیشے کا ٹکڑا رکھیں، کچھ وقت اس کو دھوپ میں بٹھائیں تو سفید اور زرد رنگ کی جگہ کا حصّہ جلنے لگے گا۔ بلکہ زیادہ دیر ایسا کرنے سے چمڑے کی رنگت میں بھی تبدیلی آجائے گی۔ مگر سیاہ رنگ کے شیشے والی جگہ ویسی ہی رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس علاج میں سیاہ رنگ معاون نہیں ہے۔ تمام امراض کے لئے پانچ رنگ کی بوتلیں (شیشہ کی) درکار ہوتی ہیں۔ سُرخ، سفید، زرد سبز، بنفشی سب سے زیادہ کرنوں کا اثر، زرد، سُرخ اور سفید رنگ کی بوتلوں پر رہتا ہے بہتر ہے کہ ہر روز تازہ پانی تیار کیا جائے۔ اس طرح پانی صاف اور اچھا رہتا ہے۔ سُرخ اور سفید رنگ کی بوتل کا پانی دُوسرے روز ضائع کر دینا ضروری ہے۔

پانی تیار کرنے کا طریقہ

شیشے کی بوتل کو خوب اچھی طرح صاف کرنے اور دھوپ میں رکھ کر خشک کر لیں۔ اُس کے اوپر اگر کوئی

ذلتیں اور محتاجیاں قوانین الٰہی کے توڑنے سے پیدا ہوتی ہیں۔

کاغذ کا لیبل وغیرہ ہو تو اس کو بھی علیحدہ کر دیں۔ پھر ان میں مقطر کیا ہوا صاف اور تازہ پانی بھر دیں۔ بوتل تین حصہ پانی سے بھری ہونی چاہیئے۔ اس علاج میں بارش یا کنوئیں کا پانی افضل ہے۔ اگر پتھریلے چشمہ کا پانی نہ ملے تو دوسرے نمبر پر دریا کا پانی سمجھا جاتا ہے۔ پانی بھر کر بوتل کا منہ کارک سے بند کر دیں۔ کھلی جگہ پر دو اونچے بانس گاڑ کر ان پر ایک تختہ کیلوں سے جڑ دیں۔ اس تختہ پر بوتلوں کو ترچھا رکھ دیں۔ تین چار گھنٹے کے وقفے میں یہ پانی سورج کی شعاعوں کے اثرات اپنے میں سمو لے گا۔ وقت اور جگہ انتخاب میں خاص خیال رکھیں۔ جہاں سورج کی شعاع سیدھی آرہی ہو۔ پانی تیار ہونے پر بوتل کے خالی حصے پر بھاپ کی وجہ سے بوندیں محسوس ہونے لگیں گی۔ واضح رہے کہ جہاں بوتل رکھی جائے وہ حصہ گرد و غبار اور دھوئیں سے پاک ہو۔ یہ تختہ زمین سے چار فٹ اونچا ہونا چاہیئے اور ایک بوتل سے دوسری بوتل میں فاصلہ رہے۔

تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ زرد، سفید، سُرخ رنگ کے شیشے پر سورج کے اثرات تیز ہوتے ہیں۔ ان سے مختلف قسم کے فوائد مرتب ہوتے ہیں۔ تمام امراض کے لئے صرف پانچ رنگ کی بوتلیں درکار ہیں۔ سُرخ، سفید، زرد، سبز، بنفشی، یعنی ہلکا نیلگوں۔

مختلف رنگ کی نئی بوتلیں جن کو خوب صاف کر کے ان میں مقطر کیا ہوا تین چوتھائی (۳/۴) حصہ کنوئیں یا بارش، یا کسی چشمے اور دریا کا پانی بھر کر کسی کھلی اور بلند جگہ پر جہاں سورج کی کرنیں صاف اور تیز پڑ رہی ہوں، کم از کم چار گھنٹے دھوپ میں رکھیں اور بوتل کا منہ کارک سے بند کر دیں۔ بوتلوں کو ترچھا رکھیں تاکہ سورج کی کرن بوتل پر سیدھی پڑے اور آفتاب کی شعاعیں شیشے کی بوتل سے چھن چھن کر پانی میں جذب ہوتی رہیں۔ غروب آفتاب کے وقت ان بوتلوں کو اندھیرے میں رکھ دیں تاکہ مصنوعی روشنی ان بوتلوں پر نہ پڑ سکے۔

اس طریقے سے نئی بوتلوں کے پانی میں بہ لحاظ رنگ شیشہ کے اثرات پیدا ہو

ایک بے اصول چلنے والا ٹھوکر کھاتا اور گرتا ہے۔

جائیں گے جو کہ مختلف امراض میں فائدہ رساں ہیں۔ یہ تیار پانی زیادہ سے زیادہ دو یوم تک شعاع کے اثرات محفوظ رکھتا ہے یہ علاج انوکھا اور بہت قدیم ہے۔

سفید بوتل کا پانی

زخم کے دھونے میں فائدہ رساں ہے۔ یہ پانی ہر قسم کے زہریلے دُنبل اور آتشک کے زخموں کو چند یوم میں دُرست کر دیتا ہے۔ بواسیر کے مسّے ایک ہفتے میں اسی پانی سے دھونے سے مرجھا جاتے ہیں۔ درد میں کمی اور سکون مِلتا ہے۔ پاگل کتے کا زخم ایک دن میں کئی بار دھونے سے درست ہو جاتا ہے۔ پیدل چلنے سے پیروں پر ورم آجانے سے صرف ایک مرتبہ پانی سے دھونے سے ورم دفع ہو جاتا ہے۔ دردِ قولنج اور پیٹ کے درد میں سفید پانی کی بوتل سے سینکنے سے آرام ہو جاتا ہے۔ گرمی کے دست دردِ گردہ، پیشاب کی جلن اس پانی سے دور ہو جاتی ہے۔

نیلی بوتل کا پانی

ایک نئی نیلے رنگ کی بوتل میں پانی بھر کر اس پانی پر سورۂ رحمٰن صبح نماز کے وقت دم کر دیں۔ یہ بوتل دھوپ میں رکھ دیں۔ اس کا یہ پانی سحر، جادو، ٹونہ اور نظرِ بد کے لئے اکسیر ہے۔ جسم کی کمزوری، چہرہ کا زرد رہنا اور بدہضمی میں مفید ہے۔ ہلکے نیلے رنگ کی بوتل کے پانی سے بواسیر کے مسّے دھوئیں اس مرض میں یہ پانی اکسیر ہے۔ جنون کے لئے بھی یہی پانی صبح و شام پلائیں۔

زرد بوتل کا پانی

تپِ دق و بخار اور ہر قسم کے دردِ سر، بھوک کا کم لگنا، نیند نہ آنا اور پیٹ کے دیگر امراض و قبض میں صبح و شام ایک اونس زرد بوتل کا پانی مفید ہے۔ نیز دق و سل کے مریضوں کو ابتدائی حالت میں روزانہ تازہ پانی صبح و شام بناکر بروقتِ پیاس دیا جائے مُفید ہے۔

سُرخ بوتل کا پانی

سرسام، جنون، مالیخولیا اور امراض ضعفِ دماغ میں مفید ہے اس بوتل کا پانی بروقتِ ضرورت ڈھائی تولہ

بچے کے لئے سب سے اچھی جگہ ماں کا دل ہے۔ (شیکسپیئر)

صبح اور ڈھائی تولہ شام پینا چاہیئے۔ مذکورہ بالا امراض میں فلالین (کپڑے کا ٹکڑا) اس پانی میں تر کر کے سر پر رکھیں۔ فائدہ رساں ہے۔ مریض کو زیادہ گرم و سرد ہوا سے محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ درد شقیقہ کے مریض کو اس پانی میں کھانا پکاکر کھلائیں اور اسی کو پلائیں۔ شدید درد میں اس پانی سے کپڑے کو تر کر کے مقام درد پر رکھیں۔ انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔ کمزوری میں بھی سُرخ بوتل کا پانی مفید ہے۔

سُرخ و زرد رنگ کی بوتلوں کا پانی ملاکر خونی امراض مثلاً جذام، آتشک، سُرخ بادہ، خارش تر و خشک اور سفید داغ کے مریضوں کو ہم وزن پلانے سے مرض دفع ہوتا ہے۔ جلدی امراض، خون کی خرابی اور خشکی دماغ میں فائدہ رساں ہے۔ دونوں رنگ کے ملے ہوئے یہ ہم وزن پانی نہایت مصفی خون ہے۔

سبز بوتل کا پانی

اس میں خالص سرسوں کا تیل بھر کر چالیس دن تک سورج کی کرن (دھوپ) میں رکھیں۔ بعد چالیس دن، یہ تیل مرض عرق النساء میں مالش کریں۔ یہ تیل اس مرض میں اکسیر ہے۔ اسی سبز رنگ کی بوتل کا پانی خارش اور جلدی امراض میں بھی مفید ہے۔ آشوبِ چشم کے لئے اس پانی کے چھینٹے آنکھ پر ڈالنے سے آرام آجاتا ہے۔ خونی بواسیر کے لئے یہ پانی فائدہ مند ہے۔
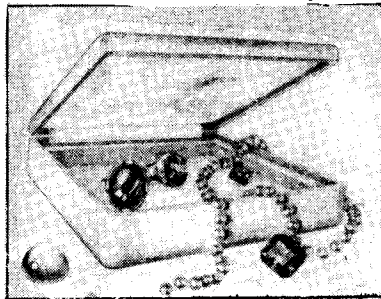
غریب انسانوں پر اپنی تیز طبعی اور لسانی قوت کا سکہ جما کر خود کو کامیاب نہ سمجھو۔

فوائد چاندنی ماہتاب

نظامِ الٰہی ہے کہ چاند زمین کے اطراف ۲۷ دن اور ۴۳ منٹ میں اپنا ایک دَور مکمل کر لیتا ہے اور ہمیشہ اس کے سامنے والا رُخ زمین کی طرف رہتا ہے۔ چاند کی روشنی زمین تک پہنچنے میں صرف ڈیڑھ سیکنڈ لیتی ہے۔ جس طرح آفتاب کی کرنیں تمام عالم کے لئے مفید ہیں۔ اسی طرح سے ماہتاب کی چاندنی فائدہ رساں ہے۔ اس کی کرنیں ہماری زندگی پر کیمیائی اور مقناطیسی اثرات ڈالتی ہیں۔ ان کے نظامِ عالم پر بڑا اثر رہتا ہے۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا چاند کی چودھویں تاریخ کی رات کو سمندر میں بعض مقامات کا پانی اوپر کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔ یہ پانی چاند کی کرنوں کی سمت اٹھتا ہے۔ یہ طریقہ پوری شدت سے تقریباً ۱۲½ گھنٹے کے وقفے سے ہوتا ہے۔ اسی طرح اگلی رات چاند کے ظاہر ہونے پر پہلی رات کے مقابلہ میں تقریباً ایک گھنٹے بعد ہوتا ہے۔ بعض سمندری مقامات پر یہ وقفہ کم و بیش اس لئے رہتا ہے کہ کہیں سمندر گہرا اور کہیں چاند کی شعاع ترچھی پڑتی ہے۔ اب بعض ممالک اس کوشش میں ہیں کہ اس مدوجزر سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ چاند کی کرنوں اور چاندنی ہی کے اثر سے سمندروں میں ہیجان برپا رہتا ہے۔ سمندر کے مدوجذر اسی کرنوں کی بدولت ہیں۔ اہلِ ہنود نے چاند کے پورے ہونے کو پورن ماشی قرار دے کر مذہبی حیثیت دے دی تاکہ لوگ اس تاریخ کو چاند کی ان کرنوں میں غسل کریں۔ اس طریقہ سے ایک ہزار سال قبل کے یونانی فلاسفر اور حکماء متفق تھے کہ ان چاند کی تاریخوں پر انسان کے خون کا دباؤ بڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ سابقین اطباء، فصد اور آپریشن وغیرہ روشن تاریخوں میں نہیں کراتے تھے۔ امریکی سرجن ایڈسن جے اینڈریوس سرجری کے بعد خون بہنے کی بحث میں کہتے ہیں کہ سرجری میں پورے چاند کے دنوں میں مریض کے زیادہ خون بہنے کا خطرہ رہتا

وعدہ کو پورا کرنا بزرگی کی بات ہے۔

ہے۔ اس نظریے کے تحت موصوف چاند کے آخری یا ابتدائی تاریخوں میں آپریشن کرنا بہتر خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ خون میں ہیجان کے باعث جسم سے زیادہ خون نکل جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ نباتات اور دودھ دینے والے حیوانات سب چاند کی کرنوں سے متاثر ہوتے ہیں اور ان دنوں میں دودھ زیادہ ہوتا ہے۔

زمانۂ قدیم کے بزرگ دنیاوی امور میں جہاں ایام کا لحاظ رکھتے تھے وہاں تاریخوں کا خاص طور پر دھیان دیتے تھے۔ اس طریقے سے تاریخوں کا لحاظ رکھنا انسان کے لئے انتہائی مفید اور فائدہ مند ہے۔ نارتھ کیلی فورنیا کی ڈیوک یونیورسٹی کے ڈاکٹر لیونارڈ پوٹر نے ثابت کیا ہے کہ چاند کی تاریخی تبدیلیوں سے انسان کے جسم پر بڑا اثر رہتا ہے۔ اس محقق ڈاکٹر نے تحریر کیا ہے کہ پورے چاند کی تاریخوں میں چاند کی برقی مقدار انسان کے جسم میں سب سے زیادہ رہتی ہے۔ چاند اپنے اُتار چڑھاؤ روپ سے جب سامنے آتا ہے تو انسانی زندگی کو متاثر کرتا ہے۔

چاند گرہن کے وقت پینے والے پانی کو چاند کی کرنوں سے ہٹا کر کسی سایہ دار جگہ پر رکھ دیں۔ گرہن کی کرنوں والا پانی پینے سے جسم کے اندر مختلف قسم کے امراض اور خون کی خرابی کا اندیشہ رہتا ہے۔ یہاں تک احتیاط ضروری ہے کہ گرہن کو اگر شروع ہوتے دیکھیں تو چھوٹتے ہوئے دیکھنا بھی لازم ہے ورنہ سال پریشانی میں گزرتا ہے۔ گرہن کے وقت حاملہ عورت کو کوئی چیز چاقو یا چھری سے تراشنا اور کھانا بھی منع ہے۔ غلط طریقے سے بیٹھنے پر بھی بچہ متاثر ہو جاتا ہے۔ چاند گرہن کی شعاع سے گھنیائے ہوئے بچے کا صرف وہ عضو جس پر گرہن کا اثر ہو۔ گرہن کے پورے وقت کھیت کی نرم مٹی میں صحیح طرز میں دبا دیں۔ اس سے عضو اپنی اصلی حالت میں آجانے کی اُمید رہتی ہے۔ گرہن کی کرنیں زمین کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ جس خطے میں گرہن ہوتا ہے وہاں کی فضا اور ہوا تک متاثر رہتی ہے تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ عروجِ ماہ کے آپریشن ذرا دیر سے اچھے ہوتے ہیں۔

بہ نسبت اندھیری راتوں کے، جو شخص اوائل نصف ماہ میں بیمار ہو اس کی طبیعت بیماری میں زیادہ قادر رہتی ہے۔ ہر ماہ کی شروع تاریخوں میں یعنی نصف ماہ اوّل بوجہ ماہتاب اس کا نور انسان کی طبیعت اور مزاج میں زیادہ قوت دیتا ہے۔ شروع ماہ میں پیدا ہونے والے حیوانات کے بچوں کے بال بہت جلد اور کثرت سے نکلتے ہیں۔ جو جانور ان دنوں میں انڈے دیتے ہیں۔ ان میں سفیدی بہ نسبت زردی زیادہ ہوتی ہے۔

پورے چاند کی چاندنی (پورنماشی) میں دریائے گنگا کا پانی کسی برتن میں بھر دیں تو بہت عرصہ تک یہ پانی خراب نہیں ہوتا۔ چڑھتے چاند کے دنوں میں انسانی جذبات بھی متاثر ہوتے ہیں۔ بعض نقش و لتعویذات عروج ماہ میں لکھے جاتے ہیں۔

جس درخت کی شاخیں یا لکڑی چاندنی رات میں کاٹی جائیں گی، اس میں شاخیں بار آور ہوں گی۔ چاندنی رات میں جو تخم بویا جائے گا۔ اس کے درخت میں جلد تخم و برگ آتے ہیں اور پھل شیریں ہوتے ہیں۔ تخم بونے سے پہلے چند یوم چاندنی رات میں کسی شیشے کے برتن میں ہر روز چار گھنٹے تک چاند کی کرنوں میں تخم کو سیراب کیا جائے تو میوہ جات نہایت لذیز خوش ذائقہ اور درخت زیادہ پھل دار ہوں گے۔ ماہتاب کی صاف اور تیز کرنوں میں گوشت کو رکھنے سے اس کا مزہ بدل جاتا ہے۔ اسی زمانے میں جانور اپنے سوراخوں اور گھروں سے زیادہ نکلتے ہیں۔ ان کے زہر کی تاثیر قوی رہتی ہے۔ آشوب چشم وضعف بصارت کے لئے سبز رنگ کے شیشے کی عینک لگا کر شب میں چاند پر نظر کرنا سود مند ہے۔

گرم و خشک امراض کے مریضوں کو چاندنی رات میں غسل کرنا فائدہ رساں ہے تپِ دق و سل، ورم جگر کے مریضوں کو زمانۂ موسم گرما دریا کے پانی میں چاندنی رات متواتر غسل کرنے سے صحت ہوتی ہے۔ بشرطیکہ بخار نہ ہو۔ چاندنی میں زیادہ دیر بیٹھنے سے بدن میں سستی، کاہلی اور زکام پیدا ہوتا ہے۔

مرضِ یرقان میں مریض کو سبز پوشاک پہنا کر چاند کی چاندنی میں و موسم گرما میں سلانے اور سبز شیشے کے برتن میں پانی پلانے سے جو رات بھر چاندنی میں رکھا گیا ہو نفع کرتا ہے۔ دردِ سر کہنہ کے لئے شیر مادہ گاؤ جو رات بھر چاندنی میں رکھا گیا ہو۔ صبح نہار منھ پینا فائدہ رساں ہے۔ مرضِ سوزاک کے لیے مہندی کے پتے باریک نیب خشک گیرو چھ ماشہ پانی میں بھگو کر رات بھر چاندنی میں رکھ دیں۔ صبح اس کا پانی نتھار کر نہار منھ پینا مرضِ سوزاک کے لئے اکسیر ہے۔ چاند یا سورج کی طرف پیشاب کرنا مناسب نہیں۔

پانی
اِنسان کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے

انگریزی میں واٹر، عربی میں ما، فارسی میں آب اور اُردو میں پانی کہتے ہیں۔

دراصل پانی بے رنگ اور بے مزہ ہے اگر زیادہ مقدار میں ہو تو اس کا رنگ نیلگوں ہو جاتا ہے پانی حیاتِ انسانی کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کے لئے اہم ترین نعمت ہے۔ پروردگارِ عالم نے پانی کو نجاست پاک کرنے کا شرف بخشا ہے۔ بشرطیکہ پانی خود بھی پاک اور خالص ہو اس میں آکسیجن رہتی ہے۔ پانی میں روشنی ایک حد تک جاسکتی ہے چوبیس گھنٹے میں ایک انسان کو چھ سے آٹھ گلاس تک پانی پینا چاہیئے۔ پانی کی کمی سے خون میں گاڑھاپن پیدا ہونے لگتا ہے۔ پانی فضلات کے اخراج میں مدد دیتا ہے اور گردوں کے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ پانی جسم کے بہت اہم کیمیائی اعمال کے لئے ضروری ہے ہضم شدہ غذا کے غذائیت بخش اجزاء کو اپنے میں تحلیل کر کے جزو بدن بناتا ہے جسم کی حرارت قائم رکھنے اور گرمی سے محفوظ کرنے میں تمام تر انحصار پانی پر ہے۔ پانی میں چونکہ کئی قسم کے معدنی نمک ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ ہمارے جسم کی غیر نامیاتی مرکبات کی بھی ضرورت

کسی مریض کا علاج کرتے ہوئے خوفِ خدا پیشِ نظر رکھو (ناشر)

پوری کرتا ہے۔ جن مقامات پر پانی صاف دستیاب نہیں ہوتا وہاں کے افراد مختلف وباؤں اور امراض میں مبتلا رہتے ہیں۔ صاف پانی انسان کی تہذیب، ترقی اور تندرستی میں بڑا معاون ہے زمانہ قدیم میں جتنے بادشاہوں نے شہر آباد کئے سب کے سب دریاؤں کے کنارے ہیں۔ تاکہ قدرت کی اس نعمت سے انسان کو تکلیف نہ ہو۔

بعض مقامات پر عظیم تہذیب کے نشانات اب بھی ملتے ہیں۔ جس زمین کے نیچے میٹھے پانی کا ذخیرہ ہوتا ہے وہاں کے درخت سرسبز اور شاداب رہتے ہیں۔ پانی کو قدرت نے مخصوص مختلف صورتوں میں بافراط پیدا کیا ہے۔ مثلاً دریا، چشمے، کنوئیں، جھیلیں، سمندر اور تالابوں کا پانی وغیرہ۔ کرۂ ارض کا ۳/۴ حصہ پانی سے گھرا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ فضا میں بھی پانی کے بخارات ہیں۔ پانی پینے یا پلانے میں بخل نہ کرنا چاہیئے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ٹھنڈا پانی صفرے کو ساکن کرتا ہے۔ لیکن کھانے کو ہضم کرتا ہے اور جوش کئے ہوئے پانی سے بخار دفع ہوتا ہے۔ پنڈلیوں میں طاقت آتی ہے پھر ارشاد فرمایا کہ پانی میں پھونک مارنے سے پانی مکروہ ہو جاتا ہے۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ کھڑے ہو کر اور ایک سانس میں پانی نہیں پینا چاہیئے۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

(مشکوٰۃ، مسلم، ابو داؤد)

پانی کو قدرت نے مختلف طریقوں سے بہت ارزاں کر دیا ہے۔ انسانی جسم میں مختلف طرز پر پھیلا ہوا ہے۔ ڈاکٹر جارج میکڈونلڈ نے انکشاف کیا ہے۔ کہ ایک مربع میل زمین کی ہوا میں تقریباً پچاس ہزار ٹن پانی ہوتا ہے۔ زمین کی سخت چٹانوں میں بھی مختلف شکل میں پانی موجود رہتا ہے۔ جس سے معدنیات اور نمکیات کی تیاری میں قدرتی طور پر مدد ملتی ہے۔

✻ ؎ کارِ ذاتی میں ہیں عاجز کارسازانِ جہاں ۔ اپنے منھ کی گرد پانی آپ دھو سکتا نہیں

(میر انیسؒ لکھنو)

روح کا سکون گناہ نہ کرنے میں ہے۔

میٹھا پانی

دافع سوزش معدہ ہے۔ بیہوشی اور صفرا کو دفع کرتا ہے۔ معدہ و جگر کی گرمی کو فائدہ رساں ہے۔ ہاضم غذا ہے۔ قبض کے لئے بہترین علاج ہے۔ پانی زندگی کے لئے لازمی جزو اور ضروری چیز ہے۔ اکثر حضرات کم مقدار میں پانی پیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے صحت کے لئے مضر اثرات نمودار ہوتے ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد بجائے چائے یا قہوہ استعمال کرنے کے پانی پینا مفید ہے۔ گرم شہروں کے باشندوں کو زیادہ پانی پینا صحت کے لئے مفید رہتا ہے۔

انسانی جسم میں تقریباً ستر فیصد وزن پانی کا ہوتا ہے۔ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ پانی کا مزہ کیا ہے؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا "زندگی کا"۔ پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لینا سنت ہے اور پیتے وقت برتن سے منھ ہٹا کر سانس لی جائے ایک سانس میں پانی پینے سے دل پر بار پڑتا ہے۔ بہت زیادہ گرم اور بہت زیادہ ٹھنڈا پانی استعمال کرنے سے معدہ کے ریشوں میں خرابیاں پیدا ہو کر نظام ہاضمہ پر اثر پڑتا ہے۔ بہتر ہے کہ جس گھڑے میں پینے کا پانی رکھیں اس میں ایک گندھک کا ٹکڑا ڈال دیں۔

پانی سے کلی کرنا اور ناک صاف کرنا سنت ہے۔ ماہ صفر المظفر، ربیع الاوّل، شوال، ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر پانی پر نظر ڈالنا مسنون ہے۔ اس سے مہینہ خیر و برکت میں گزرتا ہے۔ علاوہ ندی، نہریں، کنوئیں، جھیل، آبشار، تالابوں کے پروردگارِ عالم نے بڑے بڑے دریا جاری کئے جو حیوانات، نباتات و جمادات کے نشو و نما و سرسبزی و شادابی کا سبب ہیں۔ آبِ شیریں قوت پیدا کرتا ہے اور عقل بڑھاتا ہے۔ گلے کے ورم اور سوزش کے لئے نیم گرم پانی کا غرارہ مفید ہے۔ نکسیر یعنی ناک سے خون آنے میں ٹھنڈا پانی سر پر ڈالنے سے خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

بارش کا پانی

یہ کشید کیا ہوا پانی ہے اور تمام پانیوں میں سب سے زیادہ خالص اور ہلکا ہوتا ہے۔ زمین کی زرخیزی، درخت، کھیت اور فصلوں

جسم کا آرام کم کھانے سے ہے۔

کی سرسبزی و شادابی کا باعث ہے۔ یہ پانی ہوا کو دھوتا اور صاف و شفاف کرتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بارش کا پانی جسم کی بیماریوں سے نجات دیتا ہے اور بدن کو پاک و صاف کرتا ہے۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ بارش کا پانی زمین پر گرتے وقت اتنا پاک و صاف ہوتا ہے جتنا کسی سائنٹفک واٹر ورکس کا پانی ہو۔

۲۱ مارچ سے چالیس۴۰ روز قبل اور چالیس روز بعد آسمانی پانی آبِ نیساں کہلاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بارش کا پانی سمندر میں سیپ کے پیٹ میں سچا موتی پیدا کرتا ہے۔ اگر اس بارش کے پانی کی بوند درخت بالس میں جذب ہو تو بنسلوچن اور گائے کے کان میں پڑ جائے تو گئو سلوچن پیدا کرتا ہے اور یہ پانی اگر آنکھ میں پڑ جائے تو موتیا بند پیدا کرتا ہے۔ اس پانی کو محفوظ کر لینے سے جسمانی امراض مثلاً جلی ہوئی جگہ پر لگانا فائدہ رساں ہے۔

مکارم الاخلاق میں تحریر ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آبِ باراں کو زمین پر گرنے سے قبل کسی طاہر برتن میں رکھ کر ستّر مرتبہ سورۂ الحمد اور قل ہو اللہ پڑھیں یہ پانی ہر بیماری کے لئے شفایاب ہے۔ مختلف زمانوں اور بارش کا پانی اپنے اندر مخصوص خصوصیات رکھتا ہے۔ جس طرح موسم سرما میں اولے۔ اولوں کا پانی اگر محفوظ کر لیا جائے تو یہ پانی جلی ہوئی جگہ پر فوراً لگانے سے چھالا نہیں پڑنے دیتا۔ پینے کا پانی ان تمام کثافتوں سے جو مضر صحت ہوں پاک ہونا چاہیئے۔ بعض مقامات پر دیہاتوں میں جہاں نہروں کا پانی پینے کے لئے استعمال کرنا پڑتا ہے۔ وہاں گدلے مادّہ کو تہہ نشین کرنے کے لئے گھڑوں میں تھوڑی سی پھٹکری ڈال دیتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں اس گھڑے کے پانی کی تمام کثافت اور ذرّات نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔ صحت اور ہاضمہ کے لئے کھانے کے بعد پانی پی کر دس منٹ داہنی کروٹ دس منٹ بائیں کروٹ اور دس منٹ چِت (سیدھا) لیٹنے سے غذا جلد ہضم ہو جاتی ہے۔ کبھی قبض نہیں ہوتا اور

بھلائی کرو معلوم نہیں کس وقت کام آئے۔

معدہ اصلاح پر رہتا ہے۔ پانی ہمیشہ اپنے داہنے ہاتھ سے نیز رُک رُک کر تین سانس میں گلاس کے پانی کو ختم کرنا ہاضمہ کو درست رکھتا ہے اور دل پر بار و گرانی نہیں ہونے پاتی۔ موسمِ سرما میں گرم پانی جو قابلِ برداشت ہو نہانا جسم کی چربی کو کم کرتا ہے اور مسامات کھولتا ہے گلے کے ورم، سوزش، زکام و نزلہ میں صبح نہار منہ اور رات کو سوتے وقت نیم گرم پانی جس میں معمولی نمک بھی ڈالا جائے غرارہ کرنے سے فوری مرض دفع ہوتا ہے۔

دریاؤں کا پانی

زمین پر بہتا ہے، یہ بہ نسبت بارش کے پانی کے غیر خالص ہوتا ہے، آبادی کے قریب اس پانی میں سڑی، گلی، نباتات اور مختلف اجزاء شامل رہتے ہیں۔ لیکن جوں جوں یہ پانی آبادی سے دور ہوتا ہے اتنا ہی کثافت سے پاک ہوتا ہے۔ دریا کے پانی سے بہت سے علاج اور فوائد ہیں۔ شیر خوار بچّہ جس کو سوکھے کا عارضہ ہو، علی الصبح دریا کے بہتے پانی میں جہاں دھوبی کپڑے دھوتے ہیں۔ (دھوبیوں کے آنے سے پہلے) اسی جگہ دریا کے پانی سے اس بیمار کو بہت معمولی طریقہ سے نہلا دیں اور اس بچّے کے کپڑے اسی جگہ چھوڑ دیں بچّے کو دُوسرے کپڑے پہنا کر لے آئیں۔ بشرطیکہ بچّے کو بخار نہ ہو۔ یہ طریقہ مرض سوکھے سے نجات کے لئے زمانہ قدیم سے بہت کارآمد ہے۔ مجرب ہے۔ بچّہ کو نہلانے کے لئے دن منگل یا ہفتہ ہونا ضروری ہے اور صرف ایک ہی مرتبہ کافی ہے۔

سمندر کا پانی

اس پانی پر جہاز رانی ہوتی اور کشتیاں دوڑتی ہیں تجارت کا بڑا ذریعہ ہے سمندر سے مچھلیاں، کیکڑے، جھینگے جو انسانی غذا کا بہترین طاقت دار مصرف ہیں۔ سیپی اور موتی بھی حاصل کئے جاتے ہیں۔ قدرت نے سمندر کے پانی کو نمکین بنایا۔ اس میں جو لاکھوں جاندار مرتے ہیں وہ اس نمکین پانی کی وجہ سے جلد فنا ہو کر گھُل جاتے ہیں۔ عہدِ قدیم سے ہی مچھلیاں بطور غذا اور ان کا روغن بطور دوا استعمال ہوتا چلا آ رہا ہے۔ سمندروں سے موتی کے حصُول کا ذکر تاریخ میں عام ہے۔

کمینہ جب دولت مند ہو جائے اِس سے دُور رہو۔

سمندر قیمتی اور بیش بہا معدنیات کی دولت سے مالا مال ہے اس کا پانی دریا کے پانی سے کثیف ہوتا ہے پروردگارِ عالم نے ہر مرحلہ کا حل اسی علاقہ یا جگہ میں رکھا ہے۔ مثلاً کسی شخص کو سمندری سفر میں متلی یا چکر زیادہ آتے ہوں تو تھوڑا سا اُسی سمندر کا پانی پی لینے سے یہ شکایت دُور ہو جاتی ہے۔

موجودہ دور کے سائنسداں ثابت کر رہے ہیں کہ کھاری پانی صحت کے لئے مفید ہے یورپ میں کھاری پانی کو میٹھا بنانے کی کوشش جاری ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ بڑا اور گہرا سمندر بحر الکاہل ہے۔

چشمے اور گہرے کنوؤں کا پانی

یہ پانی ٹھوس ذرّات سے پاک ہوتا ہے۔ صحت اور تندرستی کے لئے ان کا پانی عمدہ اور اچھا ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بارش کے پانی کا تقریباً ایک تہائی حصہ زمین میں جذب ہوتے وقت اپنے ساتھ مختلف قسم کی کثافتیں حل کرتا جاتا ہے اور ایک ایسی جگہ جمع ہوتا جاتا ہے جس کے نیچے سخت چٹان ہو پانی کا دباؤ اس مقام پر اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ اپنے شدید دباؤ کے باعث چشمے کی صورت میں کسی نرم جگہ سے پھوٹ نکلتا ہے۔ جس معدنی چٹان سے ہو کر نکلتا ہے اس کا حل شدہ مادہ اس پانی میں رہتا ہے۔ جس کی موجودگی کے باعث اس کا مخصوص ذائقہ اچھی صحت کا حامل ہے۔ یہ پانی زندہ رہنے میں ہماری بڑی مدد کرتا ہے۔ جس پانی میں گندھک کی ملاوٹ ہو گی۔ وہ جلدی امراض کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے۔ یہ پانی دیگر کثافتوں سے پاک وصاف ہوتا ہے۔ اتھلے کنوؤں کا پانی صحت کے لئے بہتر نہیں ہوتا کیونکہ اس پانی میں زمین کی سطح کی نجاستیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ ذرّات اور جراثیم کے ہونے کا بھی امکان ہے۔ بعض معدنی چشمے ہوتے ہیں، ان کا پانی معدہ اور جلدی امراض میں مفید ہوتا ہے۔ ایسے صحت بخش چشمے پاکستان اور دُنیا کے کئی مقامات میں اہمیت کے حامل ہیں۔

جھوٹ بول کر معمولی فائدہ اٹھانے والے ایک دن بڑا نقصان اٹھاتے ہیں۔

حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس چشمے کا رُخ مشرق کی سمت ہو گا۔ اس کا پانی نہایت صاف اور صحت کے لئے سبک رفتار ہے۔

آبِ زم زم

اس پانی کو قدرت نے شفائی اثرات بخشے ہیں۔ یہ وہ چشمہ ہے۔ جسے اَب کوئیں کی شکل دے دی گئی ہے پروردگارِ عالم نے اسے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت حاجرہ اور اُن کے شیر خوار فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے پیدا کیا۔ اس کا پانی آج تک باعثِ شفا ہے موجودہ سائنسی دَور میں آبِ زم زم کے تجربہ سے اس میں اِن معدنی اجزاء کے شامل ہونے کا پتہ چلا ہے۔

(۱) میگنیشیم سلفیٹ : جسمانی حرارت اور گرمی دُور کرتا ہے۔ (۲) سوڈیم سلفیٹ جوڑوں کے درد، ذیابیطس، پتھری میں مفید اور قبض کشا ہے۔ (۳) سوڈیم کلورائڈ : خون کی اصلاح میں معاون، آنتوں اور پیٹ کے درد میں مفید ہے۔ (۴) کیلشیم کاربونیٹ ؛ غذا کے ہضم میں مددگار جسمانی حدّت برقرار رکھتا ہے۔ لُو اور سخت گرمی کے اثر کو دور کرتا ہے۔ (۵) پوٹاشیم نائٹریٹ ؛ تھکن کو دور کرتا، پیشاب کے مرض میں مفید اور پسینہ کثرت سے لاتا ہے۔ (۶) ہائیڈروجن سلفائیڈ ؛ تمام جلدی امراض وزکام کی شدت کو روکتا اور حافظہ بڑھاتا، جراثیم کش ہے۔ ہزارہا حضرات صحت حاصل کرنے کی غرض سے اس کا پانی استعمال کرتے ہیں۔ حضرت رسُولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا آبِ دہن جس کوئیں میں ڈال دیتے تھے۔ اس کوئیں میں پانی کی برکت پیدا ہو جاتی اور پانی بھر جاتا تھا۔ جس کے درد پر لگا دیتے شفا ہو جاتی تھی۔ آبِ زم زم کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سطحِ زمین پر سب سے بہترین پانی آبِ زم زم ہے اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس پانی کو تین مرتبہ سر پر ڈالے اور گناہ سے توبہ کرلے تو پھر گناہ کا مرتکب نہیں ہو پاتا۔

مشکل سے اصلی چیز ملنے پر قدر زیادہ ہوتی ہے۔

یوگوسلاویہ کی حکومت میں شہر کلاوانج میں ایک مشہور چشمہ ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ جو شخص اولاد سے محروم ہو تو اس کے استعمال سے صاحب اولاد ہو جاتا ہے اس چشمہ کو ۱۸۷۰ء میں دریافت کیا گیا تھا، پاکستان میں منگھو پیر (کراچی) اور گراٹ (جہلم) کے چشمے بھی مختلف جلدی امراض کے لئے مشہور ہیں۔

بیت المقدس میں ایک ایسا مشہور چشمہ ہے جس کا پانی پینے سے غم زدہ آدمی کا غم اور وہم دُور ہو جاتا ہے۔

ترکستان میں "کوہ بجنسہ" کی چوٹی پر ایک چشمہ ہے۔ اس چشمہ کا پانی ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے۔ پہاڑ سے جو پانی گرتا ہے۔ اس میں مشک کی خوشبو آتی رہتی ہے۔

بھارت کے شہر لکھنؤ میں محلہ محبوب گنج کے قریب وزیر باغ واقع ہے۔ اس باغ میں ہر قسم کی جڑی بوٹیاں دستیاب ہیں۔ شاہی زمانہ کے اس باغ میں ایک کنواں ہے جس کے پانی میں یہ صفت ہے کہ اگر کوئی انسان یا جانور گر جائے تو اس کا پانی ابلنے لگتا ہے۔

لکھنؤ سے قریب ککرال میں ایک اور مشہور کنواں ہے۔ جس کا پانی یہ خاصیت رکھتا ہے کہ اگر باؤلے کتے کا کاٹا آدمی اس کے پانی سے متواتر کئی روز نہائے تو پاگل کتے کا زہر جسم سے زائل ہو جاتا ہے۔

کنزائٹ کے ٹکڑے

تعلیم کے ساتھ ہنر ضروری ہے۔ وقت پڑنے پر مددگار ہوتا ہے (ناشر)

نام کے لحاظ سے معاون و مبارک نگینہ کا صحیح انتخاب

یہ حقیقت ہے کہ دُنیا کی تمام چیزوں اور خاص طور پر سنگ و جواہر (نگینہ) میں قدرت نے بہت کچھ غیبی اثرات و اسرار پوشیدہ رکھے ہیں۔ انسان کو اشرف المخلوقات قرار دے کر پتھروں و سنگ و جواہر میں مختلف امراض دفع کرنے کے فوائد اور مطلب حاصل کرنے کی قوتِ انسانی کے لئے عطا کر دی۔ مگر یہ جاننا کہ کون سا پتھر کیا تاثیر رکھتا ہے، کس مرض میں مُفید ہے۔ اور کس نام کے لئے کونسا نگینہ مناسب ہے، ایک اہم علم ہے۔ جو حضرات اپنے نام کی مناسبت سے معاون و مبارک نگینہ کا انتخاب کرانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب سے مطلع کریں۔

۱۔ اپنا پورا نام مع عرفیت ۲۔ اپنی والدہ صاحبہ کا نام مع عرفیت
۳۔ اپنا پسندیدہ پھل (پورے سال میں) ۴۔ پسندیدہ پھول
۵۔ پسندیدہ خوشبو (پھولوں میں) ۶۔ پسندیدہ رنگ (دیکھنے میں)
۷۔ پسندیدہ لباس کا رنگ (خود استعمال میں)
۸۔ تاریخ پیدائش اگر صحیح ہو ورنہ ضروری نہیں۔ ہمارا یہ انتخاب نگینے کا طریقہ منفرد ہے۔ ان سوالات کے جواب دے کر اپنا نگینہ انتخاب کرا سکتے ہیں بہتر ہے کہ انگوٹھی استعمال کرنے سے پہلے مشورہ کر لیں یا نگینہ دکھا دیں تاکہ مختلف نقصانات سے محفوظ ہو سکیں۔ نگینہ کسی ذمہ دار شخص سے خرید کریں۔ نگینہ انسان کا زندگی بھر کا ساتھی ہے۔ انگوٹھی استعمال کرنے میں چار اہم نکات اور فوائد ہیں۔

۱۔ **ثواب**: انگوٹھی سنتِ رسولؐ ہے ۲۔ **فائدہ**: قدرت نے انسان کیلئے سنگ و جواہر میں مفید تاثرات اور افعال و خواص پنہاں رکھے ہیں۔

۳۔ **شوق** : اپنی اس پر صرف کی ہوئی رقم ہر وقت ساتھ رہتی ہے۔
۴۔ **یادگار** : زندگی بھر ساتھ رہنے کے بعد اولاد یا وارث کے پاس بطور یادگار رہتی ہے۔

کافی کرم فرماؤں نے اپنے معاون و مبارک نگینہ انتخاب کرائے اور انگوٹھیاں استعمال میں لائے بفضل تعالیٰ ان کی زندگیوں میں نمایاں ترقی اور بہتر تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

میں اپنی اس محنت کو ان حضرات کے لئے پیش کرتا ہوں۔ جنہیں نگینہ استعمال کرنے کا شوق ہے یا جنہیں حالات کی ناسازگاری نے تنگ اور دنیاوی امور نے پریشان کر رکھا ہے۔ فروخت کرنے والا نیک نیتی سے اصلی نگینہ خریدار کو دے اور استعمال کرنے والا بھی خلوص دل سے انگوٹھی پہنے تو بہتر رہتا ہے۔ خلاق عالم کے خلق کئے ہوئے اثرات سے پُر سنگ و جواہر سے فائدہ حاصل ہونے پر انسان کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے تاکہ مزید فوائد نمایاں ہوں۔ کوئی بھی نگینہ وزن (تول) میں پونا استعمال کرنا مناسب نہیں۔ یعنی تول میں پورا ہو۔ انگوٹھی کے لئے ہر قسم کے پُرخلوص مشورہ اور اپنی ناچیز رائے کرم فرماؤں کے لئے حاضر ہے۔ اس سلسلے میں ناشر کتاب ہذا سے بذاتِ خود یا بذریعہ ڈاک رجوع کریں۔

اصلی و عمدہ نگینہ "سنگ و جواہر"

ہم نے اپنے کرم فرماؤں کے مسلسل اصرار و نیز ضرورت مند احباب کی آسانی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اصلی سنگ و جواہر (نگینہ) کے فراہم کرنے کا بندوبست کیا ہے۔ جس میں عقیق یمنی، فیروزہ، درِ نجف، دہانہ فرنگ وغیرہ ذمہ دارانہ طریقے سے آپ

کے حسبِ منشا، صحیح اور مناسب قیمت پر دستیاب ہو سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور تمام نگینوں کے لئے اپنا پُرخلوص مشورہ اور مناسب رائے دینے کے لئے خدمات حاضر ہیں۔ تاکہ غلط اور نامناسب نگینہ کے نقصانات سے محفوظ رہ سکیں۔

میری زندگی کا یہ اہم واقعہ

لکھنؤ میں جب بورڈ کا امتحان دے چکا تھا تو احساس ہوا کہ حساب کا پرچہ خراب ہونے کی وجہ سے کامیابی کی اُمید نہیں۔ یو پی میں بورڈ کے نتائج جون میں آیا کرتے تھے انہیں دنوں ایک بزرگ میرے ایک مکان میں بکرایہ آئے۔ یہ بزرگ طبیعت اور خاندان سے شریف اور وضع دار تھے۔ پیشہ کتابت تھا۔ انتہائی خوش نویس اور علم جفر کے ماہر تھے۔ کہا کرتے تھے کہ یہ علم بڑا وسیع اور عقلی ہے میرے والد بزرگوار کی بڑی عزت و قدر کرتے تھے اور میرے ساتھ بھی بہت شفیق تھے میری نشست زیادہ تر موصوف کے پاس رہتی۔ جب میں ان سے بے تکلف ہوا تو عرض کیا کہ میرا حساب کا پرچہ خراب ہو گیا ہے۔ اور ایک ماہ کے بعد نتیجہ بھی آجائے گا کیا آپ اس سلسلے میں میری مدد کر سکتے ہیں؟ پہلے تو شفقتانہ برتاؤ کے تحت کچھ ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میاں! بغیر محنت کے کامیابی ناممکن ہوا کرتی ہے۔ امتحان دُنیا کا ہو یا آخرت کا دونوں کے لئے تیاری ضروری ہے۔ میں خاموش بیٹھا رہا۔ موصوف کے لہجہ سے سمجھ گیا کہ ان کو مجھ سے خلوص ہے۔ دو دن تک میں ان کے پاس نہ جا سکا تیسرے دن مجھے بلوایا اور فرمایا کہ چالیس یوم متواتر کسی ایک ویران مسجد میں مغرب کے وقت روشنی کیجیے۔

میرے مکان کے کچھ فاصلہ پر ہڑواڑ (جہاں ایک ہی خاندان کی قبریں ہوں۔) سے ایک مسجد (نوابو صاحب کے نام سے منسوب ہے) جو شاہی زمانہ کی تعمیر شدہ

پانی پیو تو یاد رکھو داہنے ہاتھ سے۔ گر رات ہو تو دیکھ کر پینا چراغ سے۔

اور بہت ویران سی تھی۔ میں اس مسجد کے دروازے پر انتظار میں رہتا کہ کوئی راہ گیر مسجد کے سامنے سے گزرے تو میں فوراً جا کر شمع روشن کر دوں کیونکہ روشنی کرتے وقت انتہائی خوف محسوس ہوتا تھا۔ اندرون مسجد (طاق سے قریب) ضرورت مند حضرات نے رسولؐ و آلِ رسولؐ کے واسطے دے کر جنات سے اپنی اپنی ضرورتیں تحریر کر رکھی تھیں۔

بمشکل تمام تقریباً ۲۸ یوم پورے کئے ہوں گے کہ ایک شب خواب میں دیکھا کہ اسی مسجد کے دروازے کے سامنے سے گزر رہا ہوں۔ پشت سے ایک بزرگ نے میرے کولھے پر اپنی انگلی چبھو دی۔ فوراً ہی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک نہایت برگزیدہ شخص جن کی شکل ابھی تک ذہن نشین ہے۔ سفید پوش، خوبصورت کتابی چہرہ، چھریرہ جسم، سفید ڈوپلی ٹوپی، شیروانی یا انگرکھا اور چوڑی دار پائجامہ غالباً ہاتھ میں چھڑی بھی تھی مجھ سے فرمایا کیوں پریشان ہو میاں! تم کامیاب ہو۔ انگلی کے ٹوہوکے سے بیداری کے بعد بھی کافی دیر تک چبھن کا احساس رہا۔ بس دل کو یقین ہو گیا کہ محنت کارگر رہی۔

ماہ جون میں الہ آباد سے نتیجہ اخبارات میں شائع ہوا تو اس میں میرا بھی رول نمبر تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔ کاتب صاحب نے پاس ہونے پر دعائیں دیں اور فرمایا کہ اب پھر چالیس مسجدوں میں کم از کم تین یوم کے اندر روشنی کر دو۔ میں نے ایک ہی دن میں اپنے محلے سے لے کر نور باڑی، سعادت گنج، مہدی گنج، ٹکیٹ رائے کا تالاب، حیدر گنج، رستم نگر، محبوب گنج اور وزیر باغ غرضیکہ اطراف کی پوری چالیس مسجدوں میں روشنی کر دی۔ ڈر اور خوف بہت محسوس ہوا لیکن سارا دن اس میں صرف کیا۔

اس کے کچھ عرصہ بعد کاتب صاحب کسی اور جگہ چلے گئے اس عمل کے بعد پیدل چلتے وقت پشت سے کسی دوسرے شخص کے پیروں کی آہٹ محسوس ہوتی رہی۔ کبھی مڑ کر دیکھ لیا کرتا تو کوئی شخص نظر نہ آتا تھا۔ اکثر خوف بھی محسوس ہوتا۔ ۱۹۴۷ء میں ہندو مسلم فساد کی خبر سے حفاظتی طور پر محلے کے تمام مسلمان اپنے اپنے مکانوں کی چھت پر رات بسر

جانوروں پر بھی ظلم نہ کرو۔

کرنے لگے۔ چنانچہ راقم الحروف بھی باہمراہ بھائی اور والد بزرگوار چھت پر سوتے ایک رات مجھے محسوس ہوا کہ کوئی شخص بھاری جوتے پہنے ہوئے میرے پلنگ کے اطراف ٹہل رہا ہے۔ آہٹ سے آنکھ کھلی تو اِدھر اُدھر دیکھنے پر کوئی نظر نہ آیا۔ پھر سو گیا۔ پتہ نہیں کتنی دیر بعد دوبارہ سرہانے کی طرف ٹہلنے کی آواز سے آنکھ کھل گئی۔ خواب کا خیال کر کے سو گیا۔ یہ یاد نہیں کہ اُسی روز یا دوسرے روز رات میں سوتے وقت مجھے احساس ہوا جیسے کوئی شخص میرے ساتھ بستر پر لیٹا ہے۔ اُس کی جسم کی شدید حدت اور گرمی سے آنکھ کھلی تو محسوس ہوا کہ وہ شخص آہستہ آہستہ میرے پلنگ سے اٹھ رہا ہے لیکن میں کوشش کرتا رہا کہ فوری دیکھوں کہ کون ہے لیکن ناکام رہا اور اس شخص کے پلنگ سے اُٹھنے کے بعد ہی میں اپنی گردن گھما سکا پر مجھے کوئی نظر نہ آیا۔

والد بزرگوار کو جگایا اور عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ موصوف نے ہدایت کی کہ پلنگ کی جگہ تھوڑی تبدیل کر دو۔ دوسرے روز بھی بالکل اسی طرح محسوس ہوا لیکن پھر بھی کوئی نظر نہ آیا۔ صبح اس واقعہ کا ذکر اپنی والدہ معظمہ سے کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کل سے چھت پر مت سونا۔ بہرحال وقت گزرتا گیا۔ ۱۹۵۰ء میں والد صاحب کے ہمراہ کراچی آیا اور چند ماہ بعد بہاولپور گیا اور محکمۂ تعلیم میں ملازمت اختیار کی۔ اس زمانہ میں محکمہ تعلیم کا دفتر "دربار" میں تھا۔ میری رہائش محلہ شاہ فتح خان میں تھی۔

رہائش گاہ سے ملحق ایک مسجد زیر تعمیر تھی۔ موسم سرما تھا اور سردی زور پر تھی۔ ایک رات قریب دس بجے اخبار پڑھ رہا تھا کہ یکایک کسی نے مجھے میری عرفیت (وہ نام جو صرف لکھنؤ میں میرے محلہ کے دوست یا قریبی رشتے داروں کو معلوم تھا۔) سے پکارا۔ پہلی آواز پر توجہ نہ دی۔ دوسری آواز پر خیال آیا کہ میری عرفیت تو اس شہر یا دفتر میں کسی کو معلوم نہیں۔ حیرت اس بات کی تھی کہ میرا کوئی ساتھی یہاں کیسے آ گیا جبکہ تمام خط و کتابت بھی میرے دفتر کے پتہ سے رہتی ہے۔

دہ تعلقات کو توڑے تو تم جوڑ دو۔ (حضرت علیؑ)

فوراً ہی تیسری آواز سنائی دی۔ اب میں باہر نکلا تو کوئی نظر نہ آیا۔ اس وقت محلّہ میں گنجان آبادی بھی نہ تھی اور بوجہ سردی لوگ اپنے اپنے گھروں میں تھے۔ میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ ممکن ہے میری عرفیت کا کوئی دُوسرا شخص اس محلّہ میں ہو۔ پھر اخبار کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد یکے بعد دیگرے مسلسل تین مرتبہ میری عرفیت سے کسی نے پھر پکارا۔ ایسا معلوم ہوا کہ اس دفعہ یہ شخص بالکل مکان کے قریب سے آواز دے رہا ہے۔ اپنی رہائش سے باہر آیا اور اِدھر اُدھر دیکھا کوئی شخص نظر نہ آیا۔ میں نے آواز سے پکارا کہ کون صاحب! لیکن جواب سے محروم رہا۔ اب ذہن پریشان ہو گیا۔

میرے کمرے میں پاڑ کی بَلی والے سوراخ جن سے اینٹوں کی چنائی ہوتی ہے۔ بند نہیں تھے۔ یہ سوراخ چھت سے ملحق تھے۔ اور کافی اونچائی پر تھے۔ چند منٹ بعد محسوس ہوا کہ دائیں طرف والے سوراخ میں سے کوئی شخص باہر سے میری عرفیت کے ذریعہ مجھے مخاطب کر رہا ہے۔ فوری درمیانی سوراخ سے پکارا اور دو منٹ کے بعد تیسرے سوراخ سے مجھے پکارا گیا۔ بس کیا تھا۔ دماغ میں لکھنؤ کے واقعات کی تمام فلم کھنچ گئی۔ اور خیال آیا کہ آج بُری طرح پھنسے یہ سب سابقہ اثرات کا نتیجہ ہے۔ معلوم ہوا کہ کانوں سے دھوئیں نکلنے لگے۔ سر کے بال کیلوں کی طرح کھڑے ہو گئے اور پیر من من بھر کے ہو گئے۔ غرض کہ عجیب کیفیت تھی مشکل سے دروازہ میں تالا ڈال کر قریب ½ ۱۰ بجے رات کو جس ہوٹل میں کھانا کھاتا تھا پہنچا۔ ہوٹل والے نے چہرہ پریشان دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر نہ کیا۔ بظاہر اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا۔ لیکن قریب دو گھنٹہ سخت تفکر اور پریشانی میں گزرے۔ پھر دل کو پختہ کیا اور سوچا کہ پردیس میں تو مصیبت اٹھانی ہی پڑتی ہے۔ ۱۹۴۷ء کے واقعات سامنے آئے کہ ہزارہا خاندان تباہ و برباد ہوئے اور مارے گئے۔ ان واقعات سے ذہن پختہ ہوا اور دل میں قوت آئی۔ قرآنی آیات کا وِرد کرتا ہوا پھر اسی رات اپنے مکان میں واپس آیا چند گھنٹے پریشانی رہی۔ اس کے بعد

شریف طبیعت کا انسان حساس اور ہمدرد ہوتا۔

نیند آ گئی کچھ روز بعد ملازمت سے رخصت پر کراچی آیا۔ والدہ معظمہ سے کل واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے نقل مکان کا مشورہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بس اب کراچی آجاؤ۔ اُدھر والد بزرگوار کی بیماری سے متاثر ہو کر خدمت کی غرض سے کراچی آ گئے۔ اس وقت سے اب تک کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ہاں یہ ضرور ہے کہ کسی ہونے والے حادثہ یا واقعہ کی اِطلاع از خود ہو جاتی ہے۔

ان حالات کے باعث دِل میں مفادِ عامہ کا جذبہ پیدا ہوا اور خیال آیا کہ جس کام میں بھی معلومات یا مہارت ہو اس سے عوام کو فائدہ پہنچایا جائے۔

* اِنسان ہو تو کِسی کے کام آؤ ورنہ کھاؤ پیو چلے جاؤ۔

اِخلاق حسَن
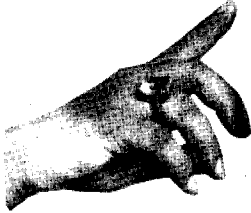
سب سے زیادہ قریب اور بڑا دشمن اپنا نفس ہے۔ (حضرت علیؑ)

التماس سورۂ فاتحہ۔ ایم۔ اخلاق حسن لکھنوی (مرحوم)
ناشر کتاب ہٰذا

انسان ہو تو کسی کے کام آؤ۔ ورنہ کھاؤ، پیو اور چلے جاؤ

"چھلا" برائے بواسیر اور اس سے پیدا شدہ مرض گیس (گیسٹرک)

ریاحی عوارض

RING (Challa) FOR PILES AND GASTRIC
TROUBLES

اس "چھلے" کا طریقۂ عمل تقسیمِ ہند سے قبل زمانہ قدیم کی قلمی نادر و نایاب موروثی کتاب سے کیا گیا تھا۔ جو سالہا سال کی تحقیق و تجربات کا نتیجہ ہے۔ یہ عمل سال میں صرف ایک مرتبہ عید الضحیٰ پر ذبیحہ سے متعلق اپنے روایتی پروگرام کے تحت قدیمی طرز سے کیا جاتا ہے۔ مرض نجات دلانے کے پیش نظر اس "چھلے" کا ہر وقت پہنے رہنا پرانی سے پرانی ہر قسم کی بواسیر اور اس کی وجہ سے مرض گیس (ریاحی بیماری) و عارضہ قلب جو گیسٹرک کی وجہ سے ہو مفید ہے

یہ کارِ خیر خالص، جذبۂ نیک نیت و مفادِ عامہ کی غرض سے جاری کیا گیا۔ اس کی افادیت اور ذاتی تجربات کے سلسلہ میں ہزارہا خطوط وصول ہوئے ان میں کافی تعداد میں اَب بھی محفوظ ہیں۔ ہر سال اس چھلے سے مستفید ہونے والے حضرات دُعاؤں کے ساتھ مطلع کرتے رہتے ہیں۔ جن میں اطباء، ڈاکٹر اور دیگر نامور شخصیات مولانا ماہر القادری، حکیم پیر سلیم صاحب سرہندی وغیرہ کے خطوط قابلِ ذکر ہیں۔

یہ چھلا ۱۹۷۱ء کی جنگ میں پاکستانی جنگی قیدی کو اُن کے طلب کرنے پر کیمپ نمبر ۴۵ بھارت بذریعہ ریڈ کراس مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۷۲ء کو بھیجا گیا تھا۔ وصولیابی چھلا کے سلسلے میں قیدی کا خط محفوظ ہے۔ ہر سال پاکستان کے مختلف مقامات کے علاوہ بیرونِ ملک میں بھی یہ چھلے استعمال ہو رہے ہیں۔ اس میں کینیڈا، امریکہ، بھارت، دبئی سعودی عرب، قطر، شارجہ وغیرہ قابلِ تحریر ہیں۔ اس قدیمی طریقۂ عمل کا واحد موجد و بانی میں ہوں۔ میری خلوصِ نیت اور محنت سے بفضل تعالیٰ سیکڑوں حضرات رُو بہ صحت ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔

اچھی سیرت عمر بھر ساتھ دیتی ہے۔

الدمام سعودی عربیہ سے الحاج محترم فرید احمد ملک صاحب نے اپنے ایک پرخلوص خط میں تفصیل کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ آپ کے "چھلے" سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مکمل شفاء عطا فرمائی۔ تاریخ ۲۳ اگست ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک آپ کے والد مرحوم ہمایوں مرزا صاحب کے ایصالِ ثواب کے لئے ان کے نام پر عمرہ ادا کیا۔

جمعۃ المبارک پڑھنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ حضورؐ کے قدم مبارک میں حاضری دی اور زیارتیں بھی کیں۔ ایک انڈین بزرگ سے ادائیگی عمرہ کی رہنمائی حاصل کی موصوف نے تمام طریقہ سے آگاہ کیا اور ساتھ ساتھ بتاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اخلاق حسن صاحب آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس خدمت کی جزائے خیر دے اور سلامت رکھے۔

"چھلے" جمع کرانے کی تفصیل اور شرائط حسب ذیل ہیں۔

۱۔ **"مریض"**، کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی (چھنگلیاں) کے برابر والی انگلی کی بالکل صحیح ناپ کا اصلی چاندی کا سادہ چھلا جس پر کسی قسم کا نشان نقش و نگار یا نگینہ نہ ہو، بغرضِ عمل یوم عیدالضحیٰ سے ۲۰ یوم قبل دستی وصول کرنا شروع کرتے ہیں۔

۲۔ "چھلے" کے لئے وزن کی کوئی پابندی نہیں۔ لیکن صاف اور سادہ ہو۔ چاندی کے گول تار کا بنا ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

۳۔ "پہلی مرتبہ جو چھلا" آپ بغرضِ عمل دیں وہ کورا ہو (یعنی استعمال شدہ نہ ہو) لیکن تجدید عمل کے لئے آئندہ سال وہی چھلا جمع کرائیں، جو پہلے سال بغرضِ عمل جمع کرایا گیا تھا۔

۴۔ "چھلے"، کے دونوں سرے جُڑے ہوئے ہوں۔

۵۔ **"چھلا دیتے وقت"** اپنے نام کے ساتھ اپنی والدہ صاحبہ کا نام رجسٹر اور

نفس کی پاکیزگی انسان کی عظمت بلند کرتی ہے۔

چھلے سے منسلک لیبل پر ضرور درج کرا دیں۔ اس لئے کہ یہ مریض کی والدہ کے نام کے ساتھ عمل میں شامل ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے "نسبتی" ہے۔

۶۔ "چھلے عمل میں" شامل کرنے کے لئے وصولیابی کی ہر سال آخری تاریخ، ۷۔ ذی الحجہ ہے۔ مناسب ہے کہ اپنا "چھلا" بغرضِ عمل اس تاریخ سے قبل ہی جمع کرائیں تاکہ آخری تاریخوں کی زحمت سے بچ سکیں۔ کیونکہ یہ عمل سال میں صرف ایک مرتبہ عیدالاضحیٰ پر ہی کیا جاتا ہے۔ مذکورہ تاریخ کے بعد چھلے وصول نہ کئے جائیں گے۔

بیرون کراچی اور ملک سے باہر کے حضرات اپنے "چھلے" بذریعہ ڈاک (رجسٹری) جلد از جلد اس طرح ارسال کریں کہ مقررہ تاریخ سے زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ قبل وصول ہوں۔

۷۔ "چھلے کی وصولیابی" کے لئے جو نمبر پمفلٹ چھلا جمع کراتے وقت آپ کو دیا جائے۔ جس پر آپ کا ٹوکن نمبر درج ہے۔ اس کو حفاظت سے رکھیں اس میں تحریر شدہ نمبر کو تبدیل نہ کریں۔ کیونکہ یہ نمبر المونیم کے ٹوکن کا ہوتا ہے۔ جو آپ کے چھلے سے منسلک رہتا ہے۔ اس پمفلٹ کو ہمراہ لانا ضروری ہے۔ ورنہ آپ کا چھلا آپ کو نہ مل سکے گا۔ (کراچی سے باہر کے حضرات اپنے چھلے کا ٹوکن نمبر حاصل کرنے کے لئے اپنا پتہ لکھا لفافہ و لیٹر ارسال کریں یہ فائیل میں منسلک رہتا ہے۔

۸۔ "اہلِ کراچی"، چھلا بذریعہ ڈاک ارسال نہ فرمائیں۔ مقامی حضرات کو ڈاک سے چھلا واپس نہیں کیا جائے گا۔

۹ "چھلے" بغرضِ عمل غیر متعلق شخص کی بھی معرفت جمع کرائے جا سکتے ہیں۔ لیکن وصولیابی کے لئے کسی دوسرے شخص کو نہ بھیجیں۔ صرف وہی صاحب حاصل کر سکیں گے جو خود استعمال کریں اور جن کے نام سے "چھلا"، عمل کے لئے جمع کرایا

کاروبار و تجارت میں سخت کلامی ہرگز نہ کرو۔

گیا ہے۔

۱۰۔ "پردہ دار مستورات" اپنے شوہر، والد، بھائی، اپنی اولاد اور قریبی رشتے دار کے ذریعہ چھلا منگا سکتی ہیں۔ ملازم یا غیر متعلق شخص کو چھلا نہیں دیا جائے گا۔

۱۱۔ "بیرون شہر" کے چھلے عید الضحیٰ کے ایک ہفتہ کے بعد سے ترتیب وار بذریعہ ڈاک (رجسٹری) واپس ہونا شروع ہونگے۔ (اگر کسی صاحب کو فوری چھلا مطلوب ہو کراچی آکر دستی وصول کریں)

۱۲۔ "چھلا واپس لیتے وقت" ترکیب استعمال کا پرچہ ضرور لیجئے اور اس سے متعلق صحیح ترکیب استعمال و ضروری ہدایات سمجھ لیجئے۔

۱۳۔ "چھلے یوم عید الاضحےٰ" کے تیسرے روز تقسیم کئے جائیں گے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنا "چھلا" جلد از جلد ایک ہفتے کے اندر حاصل کر لیں تاکہ پھر کراچی سے باہر کے حضرات کو روانہ کئے جائیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو عمل کے بعد "چھلا" استعمال میں آجانا چاہیئے۔

۱۴۔ یہ چھلا ہر قسم کی بواسیر خونی، بادی اور اس کی وجہ سے مرض گیس (ریاحی بیماری) و دل کے عوارض جو گیسٹرک کی وجہ سے ہو مفید ہے۔

۱۵۔ "کراچی سے باہر" رہنے والے حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ہر خط میں اپنا پورا پتہ صاف حروف میں تحریر فرمائیں۔ تاکہ یہ لیٹر فائیل میں منسلک ہو۔ ٹکٹ چسپاں لفافہ برائے روانگی چھلے کا ٹوکن نمبر اور واپسی چھلے کے لئے مضبوط کاغذ کا رجسٹری لفافہ جس پر رہائش یا دفتر کا پتہ تحریر ہو ارسال کرنا ضروری ہے تاکہ چھلا عمل کے بعد بذریعہ رجسٹری جلد واپس کیا جا سکے۔

کسی کی بُرائی کرنے سے پہلے اپنی بُرائی پر نظر کرو۔

ضروری اِطّلاع

عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہمارے عمل کئے ہوئے "چھلے" کی شہرت اور افادیت کی بنا پر بعض غیر ذمہ دار افراد ہمارے نام سے چھلا منسوب کر کے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ لہٰذا اطلاعاً عرض ہے کہ بعدہٗ میں نے اپنے دونوں پسر کے علاوہ کسی فرد یا شخص کو چھلے سے متعلق طریقہ عمل یا چھلا وصول کرنے اور دینے کی اجازت نہیں دی ہے۔

میرا یہ طریقہ کارِ خیر غیر تجارتی بنیادوں پر صرف مفادِ عامہ اور بغرض ایصالِ ثواب والد بزرگوار ہمایوں مرزا صاحب مرحوم خلف حکیم مرزا عابد حسین، والدہ معظمہ کنیز فاطمہ مرحومہ و برادران اور ہمشیرہ مرحومین کی غرض سے جاری کیا گیا۔ یہ مفادِ عامہ منفرد ہے موجودہ مشکل حالات اور بوجہ ضعیفی اب اس مفادِ عامہ کو محدود کر رہا ہوں۔

کندہ نگینے

چند نایاب عقیق یمنی جن پر یَا حیّ یا قیّوم ، یَا علیؑ اَدرِکنِی، نَادِ علیؑ ، سورہ قُل ھُوَاللہ پنجتن پاک کے اسمار اور فیروزہ پر آیت لَاتَذَرنِی خوشنما، نمایاں کندہ ہے۔ میرے پاس محفوظ ہیں۔

●

* قُدرت نے مختلف پھلوں میں ان کے رنگ و ذائقہ کے ساتھ نوعِ انسان کیلئے مفید فوائد رکھے ہیں۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قُدرتی قیمتی خوشنما جواہرات و نگینوں کے اقسام میں مخلوق کیلئے کارآمد اثرات پوشیدہ ہیں۔

گناہوں سے بچو تاکہ موت تم پر آسان ہو۔ (ارشادِ رسول ﷺ)

نگینوں کا طرزِ تراش
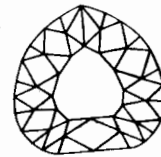
دل طرز تراش

جھمکا نما لاکٹ تراش

اعلیٰ عظیم تراش برائے جڑاؤ

چمکیلا ڈائمنڈ تراش

بیضوی اوول تراش

زمرّد اعلیٰ طرز تراش
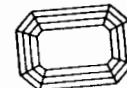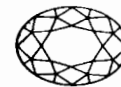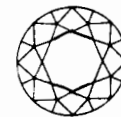
مذہب کو ذریعہ معاش مت بناؤ۔ سکونِ زندگی سے محروم ہو جاؤ گے۔

طریقۂ فاتحہ و نذر انبیاء، ائمہ معصومین علیہ السلام

بہتر ہے کہ خوشبو سلگائی جائے اس کے بعد باوضو قبلہ رُخ ہو کر دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر بطریق دُعا مانگنے کے بعد اوّل و آخر تین مرتبہ درود پڑھیں پھر "بروح پرفتوح مقدس و مطہر حضرتِ سرورِ کائنات خاصہ خلاصہ موجودات تتمۂ دورِ زمان صفوتِ آدمیان حضرت احمد مختار محمد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایں نیاز بہ نیاز چہاردہ معصومین علیہم السلام علی الخصوص ایں نیاز (ان امامؑ یا نبیؐ کا نام لیں) جس کی نذر و نیاز مطلوب ہے ہدیہ کیا قبول باد۔ پھر ایک بار سورۃ الحمد بعد ازاں تین مرتبہ قل ھواللہ احد پڑھیں۔

اگر کسی مردہ شخص (عزیز یا رشتہ دار) یا شبِ برات اموات خاندان کی فاتحہ دلوائی جائے تو بجائے لفظ بروح پرفتوح کے "بہ طفیل روحِ پرفتوح کہہ کر مذکورہ بالا طریقہ سے ایک مرتبہ سورۃ الحمد اور تین مرتبہ سورۃ قل ھواللہ پڑھیں اس کے بعد پروردگارِ عالم سے دُعا کی جائے کہ ان سُورتوں کا ثواب کل مرحُوم مومنین (اور نام لیں فلاں بن فلاں) کی روح کو مرحمت فرما۔ اُن کے گناہ کبیرہ و صغیرہ کو اپنی رحمت کے طفیل عفو فرما، اس پر رحم کر اور جنت میں جگہ دے پھر دُعا مانگیں۔ واضح رہے کہ نذر کھڑے ہو کر دینا چاہیئے اور فاتحہ بیٹھ کر دینا مناسب ہے۔
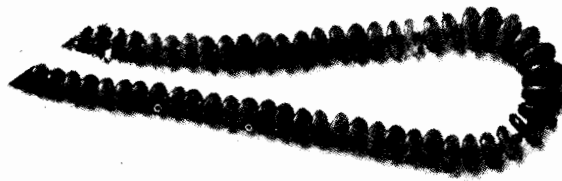
خوب سوچے سمجھے بغیر عورت کے کہنے پر مت عمل کرو۔

انسانی زندگی کے لئے

مفید اور مؤثر باتیں

* کھجور کھانے سے پُشت مضبوط ہوتی ہے آنکھ، کان کو قوت دیتی اور ذہن کو خوشبودار کرتی ہے۔ قوتِ باہ میں بھی اضافہ کرتی ہے۔ (ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
* کسی نئے شہر میں داخل ہو تو کھانے سے پہلے وہاں کی پیاز استعمال کرو۔ اس شہر کے وبائی امراض سے محفوظ رہو گے۔ (ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
* تر اور خشک انجیر کھانے سے مرضِ بواسیر اور گٹھیا کا درد دفع ہوتا ہے۔ (ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
* شہد میں خاص قدرت نے برکت عطا کی ہے اس میں تمام امراض کیلئے شفاء ہے ستر پیغمبروں نے اسے دُعاء برکت دی ہے۔ (ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
* آنکھ کی سفیدی دُور کرنے کیلئے عناب کو سُرمہ کی طرح باریک پیس کر چھان لیں آنکھ میں متواتر سلائی کے ذریعے لگانے سے سفیدی جاتی رہتی ہے۔ (حضرت علیؑ)
* کھجور کھاؤ اس میں ہر مرض کا علاج ہے۔ (حضرت علیؑ)
* جانوروں کے غدود نہ کھاؤ اس سے جُذام کا اندیشہ ہے۔ (حضرت علیؑ)
* کھانا ایسی چیز سے شروع کرو جو زود ہضم ہو۔ (حضرت علیؑ)
* خربوزہ کھانے سے مثانہ صاف ہوتا ہے۔ سنگِ مثانہ کو گیلا کرتا ہے اور پیشاب زیادہ لاتا ہے۔ (حضرت امام جعفر صادقؑ)
* ناک کے بال کٹوانے سے مرضِ جذام دفع ہوتا ہے۔ (حضرت امام جعفر صادقؑ)
* امرود کھانے سے دِل اور پیٹ کے امراض دفع ہوتے ہیں۔ (حضرت امام جعفر صادقؑ)

صبر میں بھلائی ہے۔

* آنکھوں کی بیماری میں مچھلی کھانا سخت نقصان دہ ہے (حضرت امام جعفر صادقؑ)
* موسم سرما میں تیل کی مالش سے ریاحی مرض (گیس کی بیماری) دفع ہوتی ہے۔ (حضرت امام علی رضاؑ)
* کنگھا زیادہ کرنے سے بلغم دفع ہوتا ہے (حضرت امام محمد باقرؑ)
* پیشاب روکنے سے مثانہ کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* چھینک جسم کی ساری کثافت کو دور کرتی ہے اور ایک ہفتہ تک موت سے
* امان دیتی ہے۔ (حضرت امام رضاؑ)
* گوشت کھانے سے بدن کا گوشت بڑھتا ہے۔ (حضرت امام جعفر صادقؑ)
* سفید انگور اور سیب صحت کے لئے مفید ہے (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* گاجر کھانے سے قوتِ باہ میں اضافہ ہوتا ہے اور خون پیدا کرتی ہے۔ (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* ہڑ کا مربّہ کھانے سے عقل بڑھتی ہے (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* کان کے درد سے محفوظ رہنے کے لئے رات کو کان میں روئی رکھیں۔ (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* دانت کی خرابی سے بچنے کے لئے کھٹی چیز کھانے سے پہلے روٹی کا نوالا کھالیں۔ (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* آلو بخارہ کھانے سے صفراء دفع ہوتا ہے (حضرت امام جعفر صادقؑ)
* انار کھانے سے بچوں کی زبان صاف ہوتی ہے (حضرت امام جعفر صادقؑ)
* جانوروں کی تلی نہ کھاؤ اس سے فاسد خون پیدا ہوتا ہے (حضرت علیؑ)
* سیب کھانے سے معدہ صاف ہوتا ہے اور نکسیر کا علاج ہے۔ (حضرت امام جعفر صادقؑ)

کسی کی دل آزاری مت کرو (ناشر)

* دہی کھانے سے دل قوی معدہ پاک و صاف اور بچہ خوبصورت پیدا ہوتا ہے۔
* مرض برص (سفید داغ) اور بواسیر کے لئے سورۂ یٰسین کو کسی برتن میں لکھ کر اس کو شہد سے دھو کر پینے سے مرض دفع ہوتا ہے۔
(حضرت امام جعفر صادقؑ)
* رات سونے سے قبل آدھا تولہ کلونجی پانی کے ساتھ کھانے سے درد عرق النساء میں مفید ہے۔
* رات کو کم کھانے سے موٹاپا کم ہو جاتا ہے (حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* چاول اور کچا خرما بواسیر کو دفع کرتا ہے۔ (حضرت امام محمد باقرؑ)
* بواسیر و کمر کے درد کے لئے ہرن کا گوشت کھانا مفید ہے۔
(حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* پنجشنبہ کو حجامت بنوانے سے بدن کا درد دور ہوتا ہے۔
* جمعہ کے دن ناخن کاٹنے سے فقر و افلاس دفع ہوتا ہے (حضرت امام رضاؑ)
* سفر شنبہ کو کرنا بہتر ہے، اس دن اگر کوئی پتھر بھی اپنی جگہ سے ہٹتا ہے۔ تو پھر واپس اپنی جگہ پر آجاتا ہے۔ (حضرت امام جعفر صادقؑ)
* کام کے لئے صبح سویرے جاؤ، کامیابی ہوگی (حضرت امام جعفر صادقؑ)
* ہفتہ میں ایک دن لہسن استعمال کرنے سے ریاحی درد نہیں ہوتا۔
(حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* بیت الخلاء میں صبح سویرے جانا بہتر ہے اور ضرورت سے زیادہ بیٹھنے سے بواسیر پیدا ہوتی ہے (حضرت علیؑ)
* ریحاں کی لکڑی اور انار کے درخت کی شاخ سے خلال کرنا مرض جذام پیدا کرتا ہے (حضرت امام جعفر صادقؑ)

کسی کی رہائش گاہ (گھر) کو آگ لگانا سخت گناہ ہے (ناشر)

* انڈا اور مچھلی ساتھ کھانے سے درد قولنج، بواسیر اور آنتوں کی بیماری پیدا ہوتی ہے
(حضرت امام موسیٰ کاظمؑ)
* نیچے چھت والے یا بغیر ہوادار مکان میں رہنے سے اعضائے رئیسہ پر ہوا کا دباؤ بڑھتا ہے۔ جس کی وجہ سے قلبی اور دماغی امراض کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ناشر
* شیر کا ناخن بچہ کے گلے میں بطور لاکٹ ڈالنے سے بچہ کا خواب میں ڈرنا و رونا اور خوف جاتا رہتا ہے۔
* چیچک کے زمانہ میں بچہ کے گلے میں ہینگ اور کافور کپڑے میں رکھ کر باندھنے سے بچہ اس سے محفوظ رہتا ہے۔ (کنیز فاطمہ صاحبہ لکھنوی مرحومہ)
* دلی مسور کی دال پتلی اور نیم گرم کھانے سے گلے کی خرابی اور پھیپھڑوں کے امراض میں مفید ہے۔
* روزانہ پیدل چلنے سے مرض ذیابیطس نہیں ہوتا۔ (ڈاکٹر خلیق حسن لکھنوی)
* مرض ذیابیطس میں جو ادر کالا چنا ہم وزن شامل کر کے اس کے آٹے کی روٹی کھانے سے اس مرض سے نجات ملتی ہے۔
* دفع زہر بچھو و بھڑ درخت ڈھاک کے بیج پیس کر لگانے سے آرام آجاتا ہے۔
(حکیم مرزا عابد حسین صاحب لکھنوی مرحوم)
* باری کے بخار کے لئے: تین پیپل کے پتے لے کر ان کو صاف پانی سے دھو لیں اور سیدھی طرف معمولی کالی سیاہی سے ان پر لکھیں، جب سیاہی خشک ہو جائے۔ تو باری کے روز مریض کو یہ پتے برائے نام چٹا دیں۔ اس سے باری کا بخار دفع ہو جائے گا۔

ھوالشافی ھوالکافی
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاہلی جب بھی چال چلتی ہے۔ آج کی بات کل پہ ٹلتی ہے (ڈاکٹر خادم)

* شہد کھانے سے مثانہ میں قوت پیدا ہوتی ہے اور دودھ میں شہد استعمال کرنے سے قوتِ باہ بڑھتی ہے۔
* سفید زیرہ پھانک کر دودھ پینے سے عورت کے دودھ میں اضافہ ہوتا ہے۔
* باریک پسی ہوئی ہلدی معمولی گرم سرسوں کے تیل میں ملا کر دانت میں لگانے سے تکلیف میں فوراً آرام ہوتا ہے۔
* نمک اور سونٹھ ہم وزن پیس کر مسوڑھوں میں ملنے سے ورم اور بادی دفع ہوتا ہے۔
* امرود اس کا مزاج گرم تر، مقوی دل، دافع بواسیر، معدے کو طاقت دیتا ہے۔
* گلاب کی خوشبو حافظہ کیلئے مفید ہے۔
* ادرک کے رس میں مصری ملا کر دن میں تین بار کھانے سے پیشاب کا بار بار آنا کم ہو جاتا ہے۔
* پیاز۔ قدرت کی عطا کردہ مفید و کارآمد سبزی، کچی پیاز بطور سلاد کھانا زمانہ قدیم سے رائج ہے۔ کھانوں میں اسکا استعمال بنیادی حیثیت ہے۔ یہ تمام موسمی بیماری کے اثرات و زہریلے نقصانات کو دفع کرتی اور خون کو گاڑھا ہونے سے بچاتی ہے پیاز کمروں کے دروازوں پر خوبصورت طرز پر لٹکایا جاتا تھا تاکہ موسمی بیماریوں کے اثرات داخل نہ ہوں۔
* گھر کے کھانے اور پکانے کے برتنوں کو دھونے کے بعد کم از کم ایک گھنٹہ دھوپ میں رکھنے سے جراثیم فنا ہو کر برتنوں میں شمسی طاقت سرایت کر جاتی ہے یہ صحت کے لئے مفید اور دیگر امراض سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔
* سبز دھنیا کا پانی تین ماشہ قدرے مصری کے ساتھ روزانہ استعمال کرنے سے چند دن میں سر کا چکر اور درد سر کو دفع کرتا ہے۔
* آم کے رس کے ساتھ شہد ملا کر کھانے سے قوتِ باہ بڑھتی ہے۔

تفرقہ پروری دین اور دُنیا دونوں کے لئے مصیبت ہے۔

* سفید پیاز جیب میں رکھنے سے لُو کا اثر نہیں ہوتا۔
* شب میں درخت کے نیچے سونے سے صحت خراب ہو جاتی ہے۔
* پاؤں کے تلوے اور ایڑی صاف رکھنے سے حافظہ صحیح اور دماغ روشن رہتا ہے۔
* پیاز کاٹ کر سونگھنے سے درد سر میں آرام آجاتا ہے۔
* جامن کے پتوں کا جوشاندہ بنا کر کلی کرنے سے منہ آنے میں آرام آجاتا ہے۔
* ہچکی کے لئے لونگ چبالیں۔ یا ایک گلاس پانی پی لیں۔
* پلنگ میں گندھک کی دھونی سے کھٹمل مر جاتے ہیں۔
* اکوتہ کے مقام پر دہی رکھ کر ایک رنگ سیاہ کتے کو یہ دہی چٹانے سے اکوتہ جاتا رہتا ہے۔ یہ طریقہ منگل اور ہفتہ کو کرنا بہتر ہے۔
* نیم اور انار کے درخت کی تازہ کونپل اور گیندے کی تازہ پتی کو ہموزن کوٹ چھان کر اصلی سرسوں کے تیل میں جلا لیں۔ چند قطرے کان میں ڈالنے سے کان کے درد میں آرام آجاتا ہے۔
* چیچک اور خسرہ والے مریض کے بستر پر خاکسی کے دانے ڈالنے سے چیچک کے دانے جلدی ابھر آتے ہیں۔ اسی طرح نگینے کا استعمال دفع امراض و آفات ہے۔
* سر، ناک، کان اور گدی کو گرم لو اور سرد ہوا سے محفوظ رکھا جائے تو سردی اور لو کے امراض سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ (ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی)
* لیموں کا رس پانی میں ملا کر منہ دھونے سے چھائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔
* شہد کے استعمال سے دائمی نزلہ جاتا رہتا ہے۔
* بیر کی فصل میں گول چھوٹے بیر (جس کو جڑ بیری کا بیر یا جنگلی بیر کہتے ہیں) صحت مند بچے کو کھلانے سے بچہ مرض چیچک سے محفوظ رہتا ہے۔ (زکینہ فاطمہ صاحبہ مرحومہ)

خالق کا رحم چاہتے ہو تو مخلوق سے محبت کرو۔ (ناشر)

* نیند کو روکنے سے کاہلی اور سر میں گرانی پیدا ہوتی ہے۔ (ڈاکٹر ایم خلیق حسن لکھنوی)
* آدھا سیسی کے درد میں آدمی یا گھوڑے کا دانت سر میں باندھنے سے آرام آ جاتا ہے۔ (دانت کو ناشر کتاب ہذا سے دم کرالیا جائے)
* آنکھ سے پانی بہنے کے لئے انڈے کی سفیدی اور گائے کا اصلی دودھ باہم ملا کر سلائی کے ذریعے آنکھ میں لگانے سے پانی کا بہنا بند ہو جاتا ہے۔
* جس شخص کی نکسیر پھوٹی ہو خون سے اس شخص کا نام کپڑے پر تحریر کر کے اس کپڑے کو مریض کی آنکھوں کے سامنے رکھنے سے خون بند ہو جائے گا۔
* آدمی کے وہ آنسو جو خوشی کی حالت میں نکلتے ہیں اگر کوئی نوش کر لے تو اس کا غم دور ہوگا اور یہ آنسو مرگی کے مریض کے لئے بھی مفید ہیں۔
(جدِ امجد حکیم مرزا عابد حسین لکھنوی)
* برص کے لئے تل کے پھول رات کو سوتے وقت داغوں پر خوب ملیں۔ صبح پانی سے دھو ڈالیں۔ دن میں بھی دو مرتبہ نشانات پر پھول ملنا ضروری ہے۔ لیکن اس کے فوراً بعد پانی اس جگہ پر نہ لگائیں۔ چند یوم میں آرام آجائے گا۔
(انشاء اللہ)
* ناخون کاٹنے سے روزی زیادہ ہوتی ہے۔
* پیٹ کے کیڑے خارج کرنے کے لئے خشک بنفشہ کو شکر کے ساتھ کھانا مفید ہے۔
* مرض اکوتہ میں پپیتہ کا دودھ لگانے سے دفع ہوتا ہے۔
* کندھے پر وزن اُٹھانے سے بواسیر نہیں ہوتی۔ اگر مرض ہے تو زدر اس مرض کا ختم ہو جاتا ہے۔
* مچھلی کے دانت دم کرا کے گلے میں بطریق لاکٹ استعمال کرنے سے مرض

جو عورت اپنے شوہر کی نہ ہوئی وہ کسی کی نہ ہوگی۔ (ناشر کتاب)

چھینپ اور سفید داغ سے نجات ہوتی ہے۔
* اونٹ کے بال ران پر باندھنے سے مرضِ سلسل بول دفع ہوتا ہے۔
* آم کا رس نیم گرم ردی ٹے سے کھانے سے دردِ سر دفع ہوتا ہے۔
* گنے کا رس ایک گلاس میں چھ ماشہ تُلسی کی پتّی کوٹ کر پینے سے درد سر دفع ہوتا ہے۔
* سرسوں کے پتّوں کے پانی سے ناس لینا آدھا سیسی میں مفید ہے۔
* تخمِ سرس کا کاجل آشوبِ چشم اور ابتدائی موتیا بند میں مفید ہے۔
* سگِ دیوانہ کے کاٹے ہوئے شخص کو ارنڈ کی پتّی دو دو تولہ کوٹ چھان کر پلانا مُفید ہے۔
* تازہ انار کا پھول کھانے سے دست آنا بند ہو جاتے ہیں۔
* نہار منہ خربوزہ کھانے سے فالج کا خطرہ ہے۔ (حضرت امام رضاؑ)
* چاول کے بعد تربوز کھانا نقصان رساں ہے۔
* لہسن، مولی، کھانے کے بعد دودھ نہ پئیں۔

مکوہ کی پتی چبانے اور اس کا رس چوسنے سے دردِ گردہ دفع ہوتا ہے۔
* مولی اور دہی ایک ساتھ کھانا سخت نقصان دہ ہے۔
* دودھ اور خاص قسم کی مچھلی ایک ساتھ کھانے سے جذام پیدا ہوتا ہے۔
* سیب کا مربہ سانس کے مرض میں مفید ہے۔ (ہمایوں مرزا لکھنوی)
* بچوں کے سوکھے کے مرض میں ایک عدد بنگلہ پان پر (جدھر کتھا چونا لگایا جاتا ہے) صرف کتھا لگا کر صاف سل یا کھرل میں کوٹ لیں جب یہ یک جان ہو جائے تو بیمار بچہ کو الٹا لِٹا کر بچہ کی ریڑھ والی ہڈی پر اس کٹے ہوئے پان کا لیپ کر دیں۔ انشاء اللہ چند دن میں اس بچہ کی پیٹ پر سوکھے کی بیماری

سچائی کا مقابلہ دُنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ (مولانا رومیؒ)

کے کیڑے نمودار ہوں گے ان کو چٹکی سے نوچ کر ضائع کر دیں۔ انشااللہ فائدہ ہوگا۔

* ریاح روکنے سے مرض گیس و گندہ دہنی اور مسوڑھوں میں خرابی پیدا ہوتی ہے آنکھوں میں اندھیرا آنے لگتا ہے۔
* پیاز میں فولاد اور گندھک کے اجزاء ہیں۔ جس کی وجہ سے صحت کیلئے بہت مفید ہے۔
* عرقِ پیاز شہد کے ساتھ کھانے سے قوتِ باہ بڑھتی ہے۔
* خشک دھنیا کوٹ کر چھان کر ہموزن شکر کے ساتھ روزانہ ۳ ماشہ استعمال کرنے سے دردِ سر جاتا رہتا ہے۔
* چار عدد لونگ کا لیپ پیشانی پر کرنے سے درد سر دفع ہوتا ہے۔

(یوسف جہاں بیگم مسز میرزا افضل حسین قزلباش)

* فالج و لقوہ میں جائے پھل کو آگ میں ہلکا قدرے گرم کر کے منہ میں رکھنے سے آرام آجاتا ہے۔
* حافظہ کے لئے بہت معمولی مقدار میں پان کے ساتھ زعفران استعمال کریں۔
* سبز سیب کا سونگھنا نزلہ و زکام میں مفید ہے۔
* بھُنے ہوئے گرم چنے سونگھنا زکام کے لئے مفید ہے۔

(یوسف جہاں بیگم مسز میرزا افضل حسین قزلباش)

* بازار کے کباب سونگھنے سے بھوک زیادہ لگتی ہے۔

(یوسف جہاں بیگم مسز میرزا افضل حسین قزلباش)

* رات کو نیند سے بیدار ہونے پر یا دن میں ٹھنڈے مشروبات و پانی پیتے وقت نزلہ سے محفوظ رہنے کے لئے ناک کے دونوں نتھنوں کو انگلی سے دبا کر منھ

ماں باپ کی دُعائیں لو ہمیشہ پھُولوں کی طرح مہکتے رہو گے۔

سے سانس لینے سے زکام نہیں ہوتا۔ (ڈاکٹر ایم خلیق حسن لکھنوی ہومیو)

* جو شخص شب میں جس وقت بیدار ہونا چاہتا ہے۔ سوتے وقت اپنا نام لے کر تین مرتبہ کہے کہ فلاں وقت ہوشیار کر دینا۔ عین اسی وقت آنکھ کھل جائیگی۔
* نکسیر (ناک سے خون آنا) فوری سیدھا لیٹ جائیں کچھ دیر ٹھنڈے پانی یا برف کی پٹی پیشانی پر رکھیں۔
* پتھر پر باریک پسا ہوا نمک پانی کے ساتھ بچھو یا بھڑ اور زہریلی مکھی کے کاٹے ہوئے مقام پر لگانے سے بالکل آرام ہو جاتا ہے۔
* انجیر کے دودھ کو بچھو کے کاٹے پر ملنے سے زہر دفع ہوتا ہے۔
* درخت آک کا دودھ قدرے زہریلی مکھی کے کاٹے ہوئے مقام پر لگانے سے زہر دفع ہوتا ہے۔
* انڈے اُبالنے والے پانی میں قدرے نمک ڈالنے سے اس کا چھلکا آسانی سے اُتر جاتا ہے۔
* بچھو کے ڈنک مارے ہوئے مقام پر دارچینی کا تیل لگانے سے درد نہیں رہتا۔
* آٹے کی بھوسی پانی میں گھول کر اس کے پانی کو نتھار کر پلانے سے ہچکی رک جاتی ہے۔
* عورت کے دردِ زہ میں اکیس ۲۱ مرتبہ "یا اللہ" پانی پر دم کر کے پلانے سے ولادت میں آسانی رہتی ہے۔ (ہمایوں مرزا لکھنوی)
* چقندر کا سالن بواسیر و پیچش کے مریض کے لئے فائدہ مند ہے۔
* بخاروں کی فصل میں کھانے کے ساتھ پیاز بطور سلاد استعمال کرنے سے جسم میں بخار کے جراثیم کو فنا کرتی ہے۔ (پیاز کو کاٹنے کے بعد پانی سے دھونا ضروری ہے ورنہ غصہ بڑھاتی ہے۔

تشخیص مشکل ہے علاج آسان ہے۔ (ناشر)

* بواسیر کے لئے لوہے کا توا جس پر روٹی پکتی ہے اس توے کے نیچے کی سیاہی (جس طرف آگ جلتی ہے) اصلی دودھ کی بالائی کے ساتھ نہار منھ کھانے سے مرض دفع ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ توے کی سیاہی لکڑی کی آنچ کی ہو۔
* رُوسار کا درخت (یہ جنگلی خُودرَو زیادہ سے زیادہ ۴ فٹ اونچا۔ پتّی مثل نیم کے ہوتی ہے) اس کے پتیوں کو پانی میں اُبال کر نیم گرم پانی کے ذریعہ اس سے پاؤں کو دھاریں۔ جس پیر میں عرق النساء کا درد ہو، درد سے آرام آجاتا ہے۔ (دھارنے کے بعد پاؤں کو ہوا سے بالکل محفوظ رکھنا ضروری ہے)
* بلڈ پریشر کے لئے دن میں جب بھی پانی پئیں سورۃ فاتحہ پڑھ کر پانی پر دَم کرنے سے بلڈ پریشر اور موٹاپے کو کم کرنے میں مفید ہے۔ مجرّب ہے۔
* ولادت کے وقت بچّہ کے نال کا ایک چھوٹا ٹکڑا زبرجد نگینہ کے نیچے رکھ کر انگوٹھی بنوا کر استعمال کرنے سے دردِ قولنج میں مُفید ہے۔

گردے کی پتھری کے لئے انگور کے تازہ پتّے صاف کر کے رات پانی میں رکھیں۔ صبح بطریق جوشاندہ اُبال لیں۔ نہار منھ آدھا گلاس، پھر رات سونے سے قبل کھانے کے دو گھنٹہ بعد استعمال کریں۔ گردے کی پتھری پیشاب کے ذریعے خارج ہو جائے گی۔ انشاء اللہ (بشرطیکہ پتھری چھوٹی ہو)۔

* پیاز، لہسن، لیموں، نارنگی، انار، جامن، بڑھل کھا کر دودھ استعمال نہ کیا جائے
* تربوز کھا کر پانی استعمال کرنا مُضرِ صحت ہے۔
* خربوزہ کھا کر دودھ پینا نقصان دہ ہے۔
* کیلا کے بعد دہی مت کھاؤ۔
* کبُوتر کے گوشت کے ساتھ چکور و پرندہ کا گوشت مت کھاؤ۔
* مُرغ کے گوشت کے ساتھ مولی مَت کھاؤ۔

عاقل خاموش رہتا ہے۔

* پرند جانوروں کے گوشت کے ساتھ مٹھائی کھانے سے پرہیز کرو۔
* بکرے کے گوشت کے ساتھ کبوتر کا گوشت مت کھاؤ۔
* زیادہ مَت تھوکو چہرہ پھیکا پڑ جائے گا۔
* گِدھ (پرندہ) کا ایک خاص پر ہے عورت کے پیر کے نیچے رکھا جائے تو حمل
* اسقاط ہو جائے۔
* بارہ سنگھا کے سینگ کا ٹکڑا عورت کی ران میں باندھنے سے حمل قرار پانے کا امکان نہیں ہوتا (سینگ ناشر کتاب ہٰذا سے پڑھوا لیا جائے)
* دو اشخاص کے درمیان لیموں کاٹنے سے آپس میں رنجش اور حسد کی بنیاد پڑتی ہے (مصنّف کتاب ہٰذا)
* ہچکی روکنے کے لئے گنّے کی گنڈیری چبانا مفید ہے (ڈاکٹر خلیق حسَن ہومیو)
* زکام کے لئے کافور کی ٹکیہ رومال میں رکھ کر سونگھنے سے ناک کھل جاتی ہے۔
* گود کے چھوٹے بچے جن کو پیشاب و پیشاب سے محفوظ رکھنے کے لئے پیک کر دینے پر ریشز ہو جائیں۔ ناریل کا تیل لگانے سے بچے کو آرام رہتا ہے۔ (معظمہ کنیز فاطمہ مرحومہ)
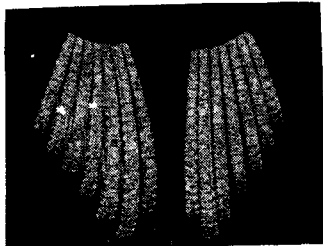
کتاب سے متعلق سیکڑوں خطوط میں چند خطوط کی چند سطریں

* محمد عثمان صاحب چوہان بھرگری روڈ حیدرآباد نے ۲ اپریل ۱۹۸۳ء کے مفصل خط میں تحریر کیا ہے کہ میری نظر سے جواہرات پر اُردو زبان میں چند اور بھی کتب گزری ہیں مگر ان میں زیادہ تر آپ کی کتاب کی نقل ہے۔ جواہرات پر ابھی تک "کرشمۂ قدرت" سے بہتر کتاب نہیں۔ آپ محقق قابلِ مبارکباد ہیں۔ آپ نے تجربات پر اتنی اعلیٰ کتاب طبع کی جس کا جواب نہیں۔
* محبوب باور۔ ابوظبی (یو۔اے۔ای) نے اپنے ۷ اگست ۱۹۸۴ء کے خط میں لکھا ہے کہ اچانک آپ کی گراں مایہ ناز "کرشمۂ قدرت" ہاتھ آئی پہلی فرصت میں اُسے چاٹ گیا۔ تسخیرِ کائنات کا یہ جزو اپنے موضوع پر مستند اور متاعِ بے بہا ہے آپ کی محنت قابلِ ستائش و صد آفریں ہے۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے

* شبیر شہید صاحب کاظمی۔ کینیڈا سے ۲ فروری ۱۹۸۷ء کو اپنے تفصیلی خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی کتاب "کرشمۂ قدرت" ائمہؑ اور بزرگانِ دین کے حوالے سے پتھروں کی اہمیت اور ان کے اثرات سے واقفیت ہوئی۔ یقیناً یہ کتاب ایک طویل و منفرد حقائق اور تجربات کی کڑی ہے مختلف طبقۂ فکر نے اپنے اپنے انداز میں اس کی تائید بھی کی ہے۔ سب سے بڑی بات جو میں نے اندازہ کی وہ آپ کا خلوص ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک سچا جذبہ ہے۔ خدمتِ خلق کے حوالے سے اب میرا مسئلہ آپ ہی طے کریں گے۔
* سلیم ناصر صاحب ضلع نواب شاہ سندھ نے خط مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۸۷ء میں

لکھا ہے کہ "کرشمۂ قدرت" ایک عظیم کاوش اور نادر روزگار قسم کی اشیاء سے متعلق مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ اس کتاب کی آب و تاب ماند پڑنے والی نہیں۔ اخلاق حسن صاحب سب سے پہلے تو آپ میری اور میرے دوستوں کی جانب سے دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔ نگینہ اور پتھروں سے متعلق آپ کی محنت قابلِ داد ہے۔

* صوفی محمد اشرف صاحب کشمیری، سرگودھا سے اپنے خط مورخہ ۵۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء میں تحریر کرتے ہیں کہ آپ کی کتاب "کرشمۂ قدرت" بہت کامیاب کتاب ہے۔ اکثر لوگ آپ ہی کی کتاب سے اپنے طرزِ تحریر میں عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ تاکہ نام و نمود حاصل ہو لیکن اصل اصل ہے اور نقل نقل۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہمت، حوصلہ اور ذہن عطا کرے۔ تاکہ آپ کا مزید شعور بلند ہو۔
* محمد سعید قاسمی صاحب چکوال نے ۲ مئی ۱۹۸۶ء کو اپنے طولانی خط میں تحریر فرمایا کہ "کرشمۂ قدرت" سے انمول خزانوں کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل ہوئیں۔ یہ کتاب کیا ہے ایک خزانہ ہے آپ کے پاس تو ہزارہا خطوط آئے ہوں گے۔ یقیناً میری تحریر ان کے مقابلے میں ہیچ ہوگی۔ گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ایک صحیح کتاب ہاتھ لگی آپ جیسے مخلص شخص کو خط لکھنے کا موقع ملا۔ یقیناً یہ "کرشمۂ قدرت" کا کرشمہ ہے۔ کتاب سے روشناس ہونے کا واقعہ بھی بہت دلچسپ ہے۔
* سیّد اقبال حسین صاحب بخاری نوشہرہ ورکان ضلع گوجرانوالہ نے ۲۵ جنوری ۱۹۸۸ء کے اپنے طویل خط میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ کی شہرۂ آفاق تصنیف "کرشمۂ قدرت" پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ جواہرات سے متعلق معلومات

حد درجہ بڑھتی ہوئی محبت جب اپنا رنگ بدلتی ہے تو تلخی کی صورت اختیار کر لیتی ہے

اوران کے استعمال کا طریقہ شاید آپ کے گھر سے بڑھ کر اس پاک و ہند میں کسی اور کا ورثہ نہ ہو میرے ان خیالات سے متفق ہو کر میرے اکثر جاننے والوں نے یہ تصنیف فیض در فیض کی صورت میں بیشمار ہاتھوں تک پہنچائے۔ آج ایک ذاتی مشورے کے لئے حاضرِ خدمت ہوں جو انتہائی قابلِ غور ہے۔

* محمد قاسم صاحب نے کراچی سے ۷ مارچ ۱۹۸۸ء کو اپنے خط میں تحریر کیا ہے کہ حال ہی میں آپ کی کتاب "کرشمۂ قدرت" ساتواں ایڈیشن پڑھنے کا اتفاق ہوا خوشی کے ساتھ افسوس اس بات کا ہوا کہ میں نے اس کو پہلے کیوں نہیں پڑھا۔ اس سے قبل میں مختلف چھوٹی بڑی کتب نگینوں سے متعلق پڑھ چکا ہوں۔ لیکن آپ کی کتاب سے بہتر کسی کو نہ پایا۔ آپ نے اس کو سلیس اور آسان اردو میں خوبصورت انداز کے ساتھ تحریر کیا ہے "کرشمۂ قدرت" سے اچھی و جامع کتاب پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ مختصر یہ ہے کہ میں اور میرے گھر والے آپ کے والد بزرگوار اور آپ کے لئے بہت بہت دعا کرتے ہیں۔ آپ نے اس کتاب کے آخر میں لکھا ہے کہ جن صاحب کو "نگینہ" سے متعلق معلوم کرنا ہو معلومات کر سکتے ہیں اس لئے آپ کو زحمت دے رہا ہوں۔ مجھے نگینہ کا شوق ہے۔ قدرت کی اس عطا کردہ نعمت سے مستفید ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنی تمام تعلیم سائنس میں مکمل کی ہے۔

* سید مظہر علی صاحب۔ طائف سعودی عرب سے ۹ مارچ ۱۹۸۸ء کے اپنے پُرخلوص خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی کتاب "کرشمۂ قدرت" یہاں دستیاب ہوئی۔ مکمل مطالعہ کیا۔ حقیقت میں آپ نے اپنے تجربات اور صلاحیتوں کو الفاظوں کی شکل دے کر جس نعمت سے باذوق حضرات کو نوازا اس کی جزا صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے ایک عظیم معلومات اور انتہائی تحقیق سے اس

اپنی اُجرت دُوسروں کو خوش کر کے حاصل کرو۔ (ناشر)

کو مرتب کیا گیا ہے۔ بیشمار لوگ اس سے مستفید ہوئے ہوں گے۔ گویا ایک چھوٹی موٹی RESARCH THESIS ہے۔ شوق رکھنے والوں کے لئے یہ ایک بڑا احسان اور عام لوگوں کے لئے مفید مشورہ ہے۔ کوئی بھی معلومات اور تحقیق دراصل قوم اور ملک کی امانت ہوتی ہے۔ آپ نے جس دیانتداری سے اس سلسلے میں کام کیا ہے۔ اس سے میں بہت متاثر ہوں۔ طے کیا ہے کہ عنقریب جب مدینہ منورہ جاؤں گا تو آستانۂ سرورِ کونین میں آپ کے حق میں دعا کروں گا۔ انشاء اللہ نہیں بھولوں گا۔ میرا وطن انڈیا ہے لکھنؤ اور رامپور سے تعلق رکھتا ہوں ماہ اپریل میں ڈیڑھ ماہ کے لئے گھر جا رہا ہوں آپ کی کتاب "کرشمۂ قدرت" کا تعارف وہاں کراؤں گا۔

* سید مظفر حسین صاحب جعفری، سبزواری، اسٹینوگرافر، نظامت اوقاف سیکریٹریٹ مظفرآباد آزاد کشمیر نے اپنے پرخلوص اور طویل خط میں تحریر فرمایا کہ "کرشمۂ قدرت" کا نام اہلِ علم حضرات سے پہلے سنا تھا لیکن دستیاب نہ ہو سکی تھی کچھ ماہ قبل ایک مخلص دوست نے فراہم کر دی۔ اس کے مطالعہ سے دلی اور روحانی سکون میسر ہوا۔ کتاب کے آخر صفحات میں حل مشکلات کے لئے جو مذہبی وظائف اور دعاؤں کے طریقے تحریر کئے ہیں۔ یہ بہت کارآمد اور زود اثر ہیں۔ میرا اور میرے کئی احباب کو ذاتی تجربہ ہوا۔ برائے حل مشکلات کے اصول "گوہر نایاب" ہیں۔ سبزواری صاحب نے اپنے خط کے آخر میں لکھا ہے کہ میرے پاس خاکِ شفا کی تسبیح میں ایک بلور اور تین عقیق یمنی ہیں۔ جس پر آیت الکرسی کندہ ہے۔ یہ مجھے والدہ ماجدہ کی طرف سے ملی جو معظمہ کی یادگار ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی مرحوم و مغفور کی مغفرت فرمائے۔ جنہوں نے اس کتاب کی بنیاد رکھی اور رائیم۔ اخلاق حسن صاحب

بھوکے شریف اور پیٹ بھرے کمینے سے ڈرتے رہو

کی عُمر دراز ہو۔ دُنیا میں بہت سے طابع و ناشر گزرے ہیں۔ لیکن جس طرح آپ نے عوام کے لئے یہ کام کیا۔ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی "کرشمۂ قدرت" کے ہر صفحہ پر موجودوقت اور دور کے لحاظ سے بہترین "اقوالِ زرّیں" تحریر ہیں کتاب کے مُجرّب اثرات نے مجھے اس قدر مجبور کر دیا کہ میں تمام برادرانِ ایمانی کی خدمت میں حقائق کو منظرِ عام پر لائے بغیر نہ رہ سکا۔

* منیش کمار لیکھا ادیب فاضل سپرنٹنڈنٹ اکسٹم اینڈ کنٹرول ایکسائز نیو دہلی بھارت ۲۶، دسمبر ۱۹۹۱ء کے خط میں تحریر کیا کہ آپ کے والد بزرگوار مرحُوم جناب ہمایوں مرزا لکھنوی نے کرشمۂ قدرت لکھ کر عوام پر ایک بڑا احسان کیا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ ایک اچھا انسان ہونے کے ناتے سے بہشت میں جگہ پا چکے ہیں۔ کتاب کے بارے میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے جیسا ہوگا۔ اس موضوع پر ایسی اچھی کتاب کا ملنا خوش قسمتی ہے۔ میری پیدائش اور مکمل زائچہ نیچے تحریر کر رہا ہوں۔ کونسا نگینہ پہنوں مشورہ دیں مشکور رہوں گا۔

* رحمت الحق فاروقی صدر تنظیم طلبۂ جمعیت غازی افغانستان ۱۸، دسمبر ۱۹۹۲ء موصوف نے اپنے تفصیلی خط میں تحریر فرمایا ہے کہ "کرشمۂ قدرت" ایک بے بہا سرمایہ ہے۔ اس سے مستفید ہو کر انسان بہترین مثال قائم کر سکتا ہے۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا تو میرے دل میں جوش و آرزو پیدا ہوئی، کہ آپ کو فوراً خط ارسال کروں۔ اس کتاب میں پتھروں کے بارے میں تفصیل اور فوائد بڑی تفصیل سے ہیں۔ میرے پاس اور بھی تصنیف ہیں لیکن اس کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

جناب محترم! میں افغانستان کے ایک مولوی خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے خاندانی بزرگوں کے نام تاریخ میں محفوظ ہیں۔ غزنوی سے دہلی تک فتوحات

زندگی نیک انسان بن کر بسر کرو۔ (ڈاکٹر خلیق حسن لکھنوی)

حاصل کیں۔

* ڈاکٹر چنی لال راج میڈیکل آفیسر گورنر ہاؤس کوئٹہ ۲۸، دسمبر ۱۹۹۲ء نے اپنے پُرخلوص خط میں تحریر فرمایا "کرشمۂ قدرت" میرے مطالعہ میں ہے اس سے اچھی کتاب میں نے نہیں دیکھی۔ پتھروں میں پوشیدہ قدرت کے خزانوں کا راز یہ سجا ہوا گلدستہ ہے۔ مجھے قدرتی نگینوں کا شوق ہے مجھے بتائیں کہ میرے لئے کونسا نگینہ بہتر رہے گا۔ میں آپ کا ہمیشہ احسان مند رہوں گا۔

* سیّد اقبال حسین صاحب بخاری۔ سی۔ ایم۔ ایچ بہاولپور۔ اپنے انتہائی پُرخلوص خط ۱۴ ؍جنوری ۱۹۹۳ء میں لکھتے ہیں کہ ناچیز قبلہ مرحُوم ہمایوں مرزا صاحب سے متاثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین قیمتی پتھروں اور جواہرات کے بارے میں جو قندیل مرحوم نے روشن کی، بصد فخر ماشاء اللہ آپ نے اسے ان کے بعد بجھنے نہ دیا۔ بلکہ اس کو مزید عرق ریزی سے حیاتِ نو بخشی۔ اللہ تعالیٰ بصدقہ پنجتن پاکؑ آپ کے اس فکر و عمل میں اور اضافہ فرمائے۔ مجھے ذاتی طور پر پتھروں سے دیوانہ وار پیار ہے۔ چونکہ یہ شریفانہ شوق اور عین اسلامی ہے جس سے افادیت بھی۔

* عمران مہدی صاحب ورجینیا (امریکہ) سے اپنے مفصّل خط ۱۰، فروری ۱۹۹۳ء میں لکھتے ہیں کہ آپ حسبِ معمول خدمتِ خلق میں مصروفِ عمل ہونگے۔ اخلاق حسن صاحب آپ کو یاد ہوگا کہ تقریباً تین سال قبل آپ نے میرے کوائف کے تحت دو نگینے تجویز کئے تھے۔ ان نگینوں کا استعمال میرے لئے بہت مفید و معاون ثابت ہُوا۔ بہت سی راہیں کھل گئیں۔ میری خود اعتمادی میں بھی بہت گراں قدر اضافہ ہُوا۔ زندگی کی الجھنوں میں کمی محسوس کرنے لگا جس سے کافی سکون حاصل ہوا۔ میں نے اپنے میں ایک نمایاں تبدیلی محسوس کی، یہ میرے لئے بہت بہتر

عیب دار چیز فروخت کرنے والا ہمیشہ اللہ کے غضب میں مبتلا رہتا ہے (مشکوٰۃ)

ثابت ہوئی آپ کو دل سے دُعائیں دیتا ہوں۔ بدقسمتی میری کہ ایک شب دیر سے اکیلا کم رونق جگہ سے گزر رہا تھا کہ دو انجانے حضرات نے مجھ سے رقم چھینی اور دونوں انگوٹھیاں بھی اُتروالیں لیکن میری ذات کو ذرہ برابر بھی نقصان نہ پہنچایا، حالانکہ عموماً یہاں ایسے واقعات میں جسمانی حملہ کا بہت اندیشہ رہتا ہے۔ رقم جانے کا دُکھ نہیں لیکن انگوٹھیاں جانے کا بہت صدمہ ہے۔ قدرت نے جان بچائی۔ جان سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔
انگوٹھی سے ہاتھ خالی ہوگیا۔ حالات ناسازگاری سے ذہنی پریشانیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مراحل میرے لئے کچھ دُشوار نظر آنے لگے۔ انگوٹھی کی عدم موجودگی کو شدت سے محسوس کر رہا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ میرے ایک دوست امریکہ سے کراچی آرہے ہیں۔ مَیں آپ کو دوبارہ زحمت دے رہا ہوں، مہربانی کریں، اُسی نگینہ کی انگوٹھی اُن کے حوالے کردیں۔ میرے پاس الفاظ نہیں۔ جن سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آپ پرخلوص شخصیت کے مالک ہیں، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ کے ذہن میں کسی قسم کا لالچ نہیں اور مشورہ بہترین دیتے ہیں۔ میرے لئے دعا کریں کہ میں یہاں اپنی تعلیم مکمل کر کے اپنے ملک میں غریبوں کی مدد کروں۔ میرے جذبات، خیالات بہت بلند ہیں۔ کامیابی و کامرانی کے ساتھ پاکستان آؤں۔ آپ سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے۔ آپ کی کتاب "کرشمۂ قدرت"، ایک انمول اور نایاب علم کا خزانہ ہے۔ آپ کی علمی کاوشوں نے اس کتاب کو ایک گراں قدر تحفے کی حیثیت دے دی ہے۔ خداوند تعالیٰ قدم قدم آپ کی مدد اور اعانت فرمائے

* سید محمد عباس صفوی سری نگر کشمیر خط ۱۰ مئی ۱۹۹۳ء میں لکھتے ہیں کہ پروردگارِ

ناپ تول میں گڑبڑ کرنے والی بہت سی اُمتیں ہلاک ہوگئیں (ترمذی)

عالم آپ کو مع فرزندان آل و عیال رشتہ داران تمام خاندان کو ہر بلا و آفات سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ جنابِ عالی، "کرشمۂ قدرت" نام کی نایاب کتاب جس میں دنیا کے اعلیٰ و عجائبات نگینوں کی صفت اور ذکر تفصیل کے علاوہ آئمہ معصومینؑ کے زرّیں اقوال درج ہیں بے شک یہ تمام مسلمانوں کے لئے اعلیٰ دینی خدمت ہے میں کشمیر کا رہنے والا ہوں اعلیٰ سید خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ نگینوں کا شوق اور متمنّی ہوں۔ نگینوں کے استعمال کا شوق رکھتا ہوں مجھے مشورہ دیں۔

* شاہد حسین صاحب اجتہادی، قم ایران سے اپنی پرخلوص دُعاؤں کے ساتھ خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ خداوندِ عالم آپ کو مزید خدمتِ خلق خدا کی توفیق عطا کرے۔ "کرشمۂ قدرت" اتنی دلچسپ و محققانہ عین ضرورتِ انسان کے مطابق لکھی ہے دکھوں کو خوشی میں بدلنے والی کتاب کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد غم زدہ دلوں سے اُمیدوں کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ میں یہاں ایران میں اس کتاب کو آشنا کرا رہا ہوں، کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اس کو فارسی زبان میں طبع کرائیں۔ میں اپنا معادن و مبارک نگینہ چاہتا ہوں

* سید صفدر علی محلہ رسول نگر صادق آباد راولپنڈی سے اپنے طویل خط میں تحریر کیا ہے کہ "کرشمۂ قدرت" کا بڑا دلجوئی سے مطالعہ کیا۔ ان رازوں سے پردہ اُٹھ گیا جو کبھی کبھار دل میں وسوسے پیدا کیا کرتے تھے۔ اسلام کی روشنی میں یہ راز عیاں ہوا کہ پتھروں کی کیا اہمیت ہے۔ بڑا اشتیاق تھا کہ کوئی ایسی کتاب میسّر آئے۔ بڑی جستجو کے بعد آپ کی خوبصورت تحریر کو پڑھنے کا موقع ملا خوشی یہ ہوئی کہ آپ نے کھلے دل سے پتھروں سے متعلق خط و کتابت اور مشورہ کرنے کی اجازت دی۔ خدا کی قسم بڑی نیکی ہے۔ اپنے مصروف وقت میں کسی کو مشورہ

نیک طینت اور خداترس غریب، امیر سے بہتر ہے۔

دینا بڑی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور تندرستی سے نوازے۔ آپ کے تمام لمحات میں آپ کی خاص رہنمائی کرے۔ آمین۔

* فدا حسین صاحب حسان پور ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۰ء اپنے طویل خط میں تحریر کرتے ہیں کہ "کرشمۂ قدرت" لاہور سے خریدی مطالعہ سے بڑا لطف آیا آپ نے تجربات پر اتنی اعلیٰ کتاب تحریر کی ہے۔ جو اپنی مثال آپ ہے اس سے پہلے کسی کتاب نے اتنا مطمئن نہیں کیا یہ ایک قیمتی سرمایہ ہے اس کی بنیاد آپ کے والد جناب ہمایوں مرزا صاحب مرحوم نے رکھی اللہ انہیں جنت نصیب کرے آپ کے پاس تو لاتعداد خطوط آچکے ہوں گے اس میں دلچسپ بات جو ہمیں لگی وہ یہ ہے پڑھنے والے کی دلچسپی کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے قیمتی پتھروں اور نگینوں کے نام اس ترتیب سے تحریر کئے ہیں کہ شروع سے آخر تک نگینوں کے نام حروفِ تہجی کے تحت ہیں جس سے پڑھنے والے کے ذوق کی تسکین ہوتی ہے۔ ہر قاری اپنے نام کے حساب سے اپنے نگینے کے بارے میں آسانی سے پڑھ سکتا ہے اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آئمہؑ کے اقوال درج ہیں اور بے شمار کارآمد باتیں تحریر ہیں۔ تجربات و مشاہدات کو اقوال کی شکل میں تحریر کر کے لوگوں کی رہنمائی کی ہے میں آپ کو خوش قسمت انسان تصور کرتا ہوں۔ آپ جیسے ہمدرد اور مخلص شخص سے اس خط کے ذریعہ نصف ملاقات ہوئی میرا خط و کتابت کا سلسلہ ایران و جرمنی میں بھی ہے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ آپ میں کسی قسم کا لالچ نہیں مخلص طرز پر خدمتِ خلق کا جذبہ ہے میں آپ کو زحمت دے رہا ہوں پروردگار عالم آپکی عمر دراز کرے۔ مجھے قدرتی پتھروں سے لگاؤ ہے میں قدرت کی عطا کردہ نعمت سے فیض حاصل کرنا چاہتا ہوں مشورہ دیں تاحیات مشکور رہوں گا۔ دعائیں دیتا رہوں گا۔

بندے کا بندہ محدود ذہنیت رکھتا ہے، جبکہ خدا کا بندہ وسیع خیالات اور وسیع ذہن کا۔

"ROLE OF PRECIOUS STONES IN HUMAN LIFE"

اِنسان کی ترقی و تندرستی کیلئے قدرتی قیمتی سنگ و جواہر (نگینہ) کے تاثرات

* قدرتی قیمتی نگینہ اِس طرز پر معادن و مبارک اور کارآمد ہے کہ استعمال کرنے کیلئے جائز طریقے سے ملکیت میں ہو۔ وراثت میں ملے یا کوئی بطور گفٹ دے۔
* مردم شناسی و جواہر شناسی۔ ہر شخص کا کام نہیں اِس میں نگاہ، پہچان، شناخت، پرکھ، تجربہ اور مہارت کے ساتھ سمجھ کی ضرورت ہے۔

موئے نجف
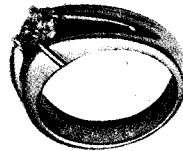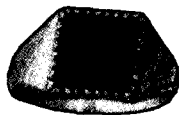
بد دیانت اور جھگڑالو شخص کامیاب زندگی بسر نہیں کرسکتا

ترمری (TOURMALINE) بلوری چمک کئی رنگ میں خوبصورت پتھر ہے۔
لال، گلابی، سبز، بھورا کچھ سیاہی مائل اور جامنی، زیورات میں استعمال کیا جاتا ہے
پاکستان میں اچھے قسم کا دستیاب ہے۔

پیریڈیٹ (PERIDOT) یہ خوشنما چمکدار پتھر شوخ رنگ اور شفاف قیمتی
تصور کیا جاتا ہے کچھ تجربہ کار حضرات کا کہنا ہے کہ رعشا والے مریض کے لئے کارآمد
ہے۔ زیورات میں زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔

کنزائٹ (KUNZITE) ہلکا زرد، نیلا، گلابی، ہلکے رنگوں کا اچھا پتھر ہے
اس کو بھی زیورات میں استعمال کیا جارہا ہے۔

* "نگینے" نام وکوائف سے استعمال کرنا سُود مند اور بہتر رہتا ہے۔ گود سے
لے کر لحد تک نام ہی پکارا، پہچانا اور یاد کیا جاتا ہے۔

* جوہری۔ جوہر شناخت، جواہرات کا سوداگر، انکی خوبی یا عیب کی صحیح پرکھ کرنیوالا
تجربہ کار شخصیت (قابل قدر ہستی)۔

* قدرتی جواہرات کی تجارت دُنیا میں سب سے زیادہ قیمتی، مہنگی وگراں اور
بیش بہا ہے۔
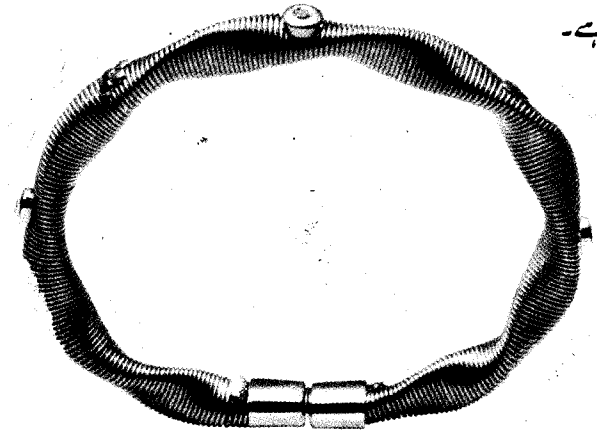
دل آزاری کرنے والا پُر سکون زندگی سے محروم رہتا ہے۔ (ناشر)

قُدرتی وخُوشنما قیمتی پتھر "عجائباتِ عالم" اور "نمونۂ قُدرت" ہیں
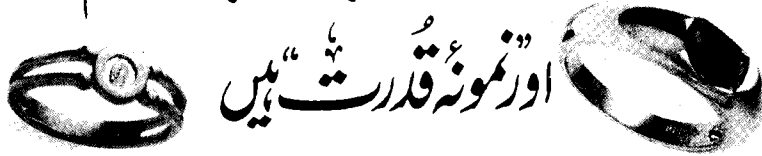
رَبّ العالمین نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا اور اس کے لئے کائنات کی تمام
آسائشیں بچھا دیں۔ ذرّہ ذرّہ اللہ کی قدرت وعظمت کا شاہکار ہے۔ جو اپنے اندر بے پناہ
افادیت اور اثرات پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں۔ جن میں جمادات، نباتات، حجریات سب شامل
ہیں۔ ہر صورت میں قدرت انسان کو فیض پہنچا رہی ہے۔ بعض نعمتوں کو پوشیدہ رکھا کہ انسان
عقلِ سلیم استعمال کرتے ہوئے انکی جستجو کرکے حاصل کرے قیمتی پتھر و نگینے اللہ تعالٰی کا
وہ عطیہ ہیں جن سے انسان بہت کچھ حاصل کرسکتا ہے۔

"نگاہ سے دیکھئے شعور سے سمجھئے"

قُدرت نے مَرجان و موتی کو سمندر کی تہہ اور یاقوت کو پہاڑوں میں پیدا کیا۔ "یاقوت"
یہ خوشنما قیمتی پتھر جس کو زمانہ قدیم میں "حجرِ علی" بھی کہا جاتا رہا ہے۔

یوں سمجھ لیجئے کہ تہہ سمندر تا پہاڑ ہر چیز کو اللہ تعالٰی نے مخلوق کی افادیت کے لئے
پیدا کرکے ان میں کچھ نہ کچھ مفید افعال وخواص اور اثرات پوشیدہ رکھے ان میں خوش رنگ
و دیدہ زیب قیمتی پتھر اور نگینے قدرت کا خاص عطیہ ہیں۔ یہ "عجائبات عالم" ہی نہیں
"نمونۂ قُدرت" میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کے استعمال سے فائدہ حاصل ہونے کی
کی صُورت میں شُکرِ خداوندی کرنے پر عبد ومعبود کا رشتہ مستحکم ہوتا ہے اور ایمان میں پختگی
حاصل ہوتی ہے۔

انسان کی شخصیت کی شناخت میں قُدرتی خُوشنما نگینہ کی انگوٹھی مددگار رہتی ہے۔

انسان کی گفتگو، کردار، ملنساری سے خاندان کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے۔(ناشر)
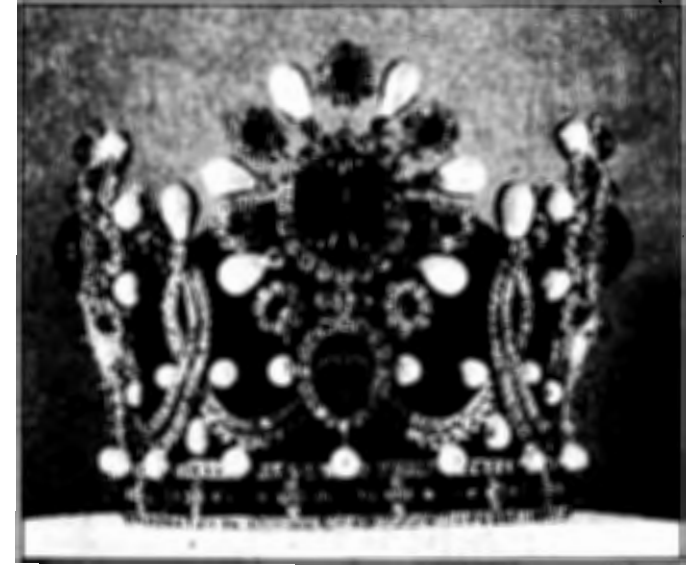
یہ خوبصورت تاج ملکہ فرح کی تاجپوشی کے موقع پر ۱۹۶۷ء میں تیار کیا گیا تھا ایرانی خزانہ سے منتخب کردہ بہترین قیمتی جواہرات استعمال کئے گئے۔ اس میں ۳۶ قیمتی زمرد، ۳۴ یاقوت، ۱۰۵ موتی، ۱۴۶۹ ہیرے جڑے ہیں۔ اس تاج کا وزن ۱،۴۸۰۔۹ گرام ہے۔
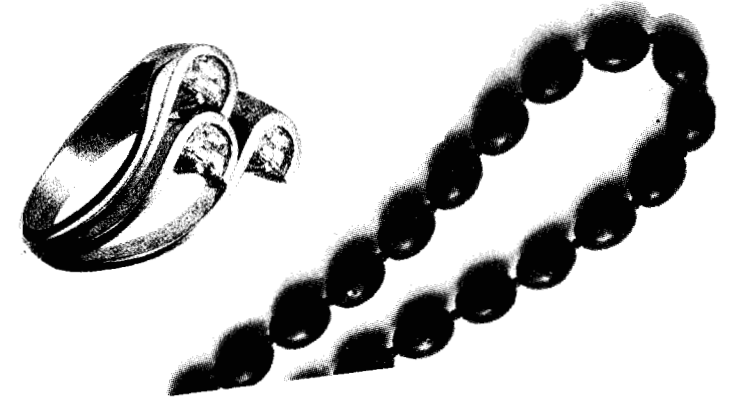
کسی کا حق مت مارو

تعویزی لاکٹ کندہ شدہ نقش

حفاظت وتندرستی اور روزگار کے علاوہ مختلف جائز دُنیاوی اُمور میں یہ لاکٹ کارآمد ہے امراضِ دل کے لئے خاص طور پر فائدہ رساں ہے۔ اِس نقش کی طریقۂ تیاری مُوروثی زمانہ قدیم کی نادر کتاب سے والد بزرگوار کے ذریعہ حاصل ہوا۔ عروجِ ماہ کی شروع تاریخ وقت، ساعت اور آداب شرائط کے تحت چاندی کی چھوٹی تختی پر کندہ کرا کے لاکٹ برائے افادیت عوام تیار کرایا جاتا ہے۔ پہننے والے حضرات وخواتین ہر وقت ہر حالت میں استعمال کرسکتے ہیں۔ لاکٹ کے لئے ناشرِ کتاب ہٰذا سے رابطہ کریں۔

اِس مستند کتاب میں قدرتی نگینوں پر کندہ کرانے کے لئے مجرب نقش تحریر ہیں، کندہ کرنے سے متعلق ان کے شرائط، قاعدہ، طریقہ، اصول اور ترکیب سے واقفیت نقش کے مؤثر ہونے کے لئے ضروری ہے۔

یہ قدیم کتاب قُدرتی وقیمتی پتھروں کے افعال وخواص واثرات سے متعلق مفید اور کارآمد فوائد پر تحقیق وریسرچ کی بنیاد پر لکھی گئی، مقبول عام "کرشمۂ قدرت" میں تحریر شدہ نگینوں کے تاثرات بیان کرنے پر کتاب کا حوالہ دینا انسانی، ادبی اُصول میں فرض ہے۔

"کرشمۂ قدرت" سے متعلق ملک کے اخبارات کی نیوز اور تبصرے

روزنامہ اخبار نئی روشنی کراچی

سنگ و جواہر کے افعال و خواص پر اردو میں پہلی بار کتاب

کراچی ــــ ۱۵ ــــ نومبر ۱۹۵۵ء

یہاں حال ہی ایک کتاب بعنوان "کرشمہ قدرت" طبع ہوئی جو لکھنو کے ایک مہاجر جناب ہمایوں مرزا کی تصنیف ہے۔ مصنف کا کہنا ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع اور نوعیت کے اعتبار اردو ادب کی تاریخ میں پہلی کتاب ہے۔

"ہے ترک وطن سُنّتِ محبوبِ الٰہی"۔ (ڈاکٹر علامہ اقبالؒ)

اپنی نوعیت کی بالکل منفرد اور معرکۃ الآراء کتاب

کرشمۂ قدرت

"گورنمنٹ آف پاکستان سنٹرل کاپی رائٹ میں رجسٹرڈ"

General Headquar[illegible]
G S Branch (A E Dt[illegible]
RAWALPINDI
Tele No: GHQ/4431
No.04/458/74/Edn-4
17 Sep '74

To
M. AKHLAQ HASAN
Gulzar-e-Fatima
2-5, 1/6, NAzimabad-2
Karchi-18

Subject:-Approval of Book for Unit Libraries

Dear Sir (s)

Your letter No. Nil dated 09 Aug 74 refers.

Your book entitled " کرشمہ قدرت " has been approved for Unit Libraries.

2. It is further intimated that the units purchase such books directly from the local market subject to availability of funds and no central purchase is arranged by this HQ.

Yours truly

Chief of the General Staff
(FATEH MOHAMMAD)

جب سائل کو کچھ دو تو اس سے کہو کہ تمہارے لئے دُعا کرے۔ (حضرت علیؑ)

Stones of the precious kind

Received by **Tariq Alam Jah**, Dawn, June 9,2002

WRITTEN by the late Humayun Mirza, and first published in 1955, the book under review is a new and expanded edition. Mirza's son, Akhlaq Hassan Lukhnawi, possesses astonishing knowledge about stones and minerals and has put this down in the book under review for the benefit of the readers.

The book is a storehouse of information about precious stones, where they are found, how they are formed in mines and mountains, their properties, their names in Urdu, English, Arabic, Persian and Sanskrit, their therapeutic qualities, and the impact they have on a person using a given stone.

The book also touches upon popular myths about stones, and how they bring good or bad luck. There is a chapter especially devoted to the Koh-i-Noor and how it brought bad lack to men but good luck to women who possessed it.

The book is also full of religious references and points out that the Holy Quran refers to several precious stones, especially pearls and rubies. The book also contains the opinions expressed by some well-known personalities. There is a consensus among them that precious stones exert some influence on the person who wear them and only specialists in this science can understand this.

Karishma-I-Qudrat

By the late Humayun Mirza
Published and expanded by
Akhlaq Hassan Lukhnawi,
House # 4-A, Block 1, Street 1
Gulshan-i-Iqhal, Karachi
328pp. Rs75

روزنامہ جنگ کراچی ۲۲ مئی ۱۹۸۱ء

کرشمۂ قدرت

مولف: ہمایوں مرزا لکھنوی
ناشر: ایم اخلاق حسن لکھنوی
قیمت: اٹھارہ روپے

جمادات کے اثرات اور افعال کے متعلق دنیا کے ہر خطے میں کئی طرح کی روایت موجود ہیں۔ ہمارے یہاں بھی پتھروں سے سعد اور نحس خصوصیات وابستہ کی جاتی ہیں جس کی بنیاد پر ان کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔ اس کی سائنسی وجوہ کیا ہیں۔ اس سلسلے میں بھی کئی طرح کے نظریات پائے جاتے ہیں۔ البتہ یہ طے ہے کہ پتھروں کی کیمیائی ترتیب کے اثرات انسانی مزاج کو متاثر ضرور کرتے ہیں۔ اور انہی کی وجہ سے ان کو سعد اور نحس قرار دیا گیا ہے۔

"کرشمہ قدرت" ایک ایسی کتاب ہے جس میں پتھروں کی ماہیت ان کے اثرات اور افعال کا ذکر کیا گیا ہے اگر اس میں پتھروں کی کیمیائی ترتیب بھی دی جاتی تو تزکے کو مشکی حمایت بھی حاصل ہو جاتی تاہم پتھروں کی اصلیت ان کے ملنے کی جگہ، انگریزی میں ان کے مقبول نام اور اثرات پر دلچسپ پیرائے میں ذکر مذکورہ یا تشنگی کو ختم کر دیتا ہے یہی نہیں مختلف تسبیح دعائیں کتاب کو مزید دلچسپ بنا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب کا یہ پانچواں ایڈیشن شائع ہوا۔ ہمایوں مرزا لکھنوی صاحب اس فن کے ماہر ہیں۔ اور وہ ایک طویل عرصہ سے پتھروں کے خواص پر تحقیق کر رہے ہیں اس سے پہلے بھی وہ اس موضوع پر لکھ چکے ہیں ان کی یہ کتاب "کرشمہ قدرت" ایک عام قاری کے لئے بھی بڑی دلچسپ ہے اس مطالعہ سے ہر شخص پتھروں کے خواص، اثرات اور ان کے بارے میں روایات سے بخوبی واقف ہو سکتا ہے

روزنامہ مارننگ نیوز ۷ نومبر ۱۹۷۳ء کراچی

STONES AND THE SPIRIT

"Karishma-i-Qudrat" is one of those books which are admired by all sections of the readers. It deals with precious stones and their chemical properties and spiritual manifestations.

Although the precious stones have always been popular with

Book review

the people living in the Orient, there has hardly been any positive effort to compile a book exclusively on this subject. The popularity of the present can be judged by the fact that its fourth edition has just come Out of the press. The book was first printed in 1955.

The writer late Humayun Mirza Lucknavi, was himself fond of minerals and jewelleries. The book reveals his deep insight into the characteristics of stones and their impact on human lives.

The book also has religious overtines. It contains various Traditions and useful suggestions for overcoming difficulties.

Karisbma-i-Qudrat; By late Humayun Mirza Lucknavi; pages 260; Published by: Gulzar-i-Fatima, 2-G-1/6 Nazimabad 2, Karachi 18: price Rs. 5/=.

سنگ و جواہر کے افعال و خواص

کراچی، ۱۵ نومبر یہاں حال ہی میں ایک کتاب بعنوان کرشمۂ قدرت طبع ہوئی ہے جو لکھنؤ کے ایک مہاجر جناب ہمایوں مرزا کی تصنیف ہے کتاب میں [illegible] مختلف جواہرات و سنگ [illegible] یاقوت، نیلم، [illegible] زمرد وغیرہ کے افعال و خواص پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے [illegible] پر متعدد ماہرین [illegible] کی آراء اور احادیث بھی پیش کی گئی ہیں۔ کراچی کے اکثر حلقوں میں اس کو بہت پسند کیا گیا ہے۔

دیکھو اور سمجھو، اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے خوفِ خُدا ذہن میں رکھو ۔ (ناشر)

PICTORIAL

Vol. ... No. 8 31st July 1974 **Book Review**

KRISHM-E-QUDRAT

●●●●● BY MUSHTAQ QAMAR

Krishma-e-Qudrat, compiled by Humayun Mirza Lakhnawi, deals with the effects of precious stones on human life. The first edition was published in 1955. The present one is the 4th edition and was published in 1973 with certain additions.

Names and the characteristics of different stones have been arranged alphabetically. The book may be divided in three distinct parts. The first part comprises the comments of some experts on the subject. The second gives, in detail, description, characteristics and the effects of stones on human life, the third part contains certain prayers.

There were times when pseudo spiritual objects and fields of knowledge, like precious stones, palmistry, astronomy etc. had a big say in the conduct of our day-to-day life. People used to depend heavily on them. They have now been reduced to mere superstitions, and a man brought up in a society of scientific truths has nothing more than a sarcastic smile for them, but still a large section of people may be found who

Price : Rs. 5.00
Address of the publisher:
Mirza Akhlaq Hasan Lakhnavi,
Gulzar-e-Fatima, 2-G. 1/6,
Nazimabad No.2,
Karachi-18.

have not totally forgotten the good old "superstitions" ways of life. These old-timers can be defended even in present times, when cause-and-effect formula of life has been accepted almost universally.

And to defend them, we need not move heaven and earth together or the none of the... The matter is simple one. Our life whether spiritual or material, abstract or concrete, is completely pivoted around an unfailing faith in ourselves as well as in both our immediate and unknown environments. A man of lost faith is a lost man. Faith is the golden key that opens all the locks of life, and that which has always served as a great weapon for man. These, our old-timers, might be looked down upon by the modern man with poor or no knowledge of psychological "pushes". The stones may or may not have the desired effects, as have been stated in the book, but they do possess a psychological value. Such books can serve a lot in developing and culminating certain psychological faiths and thus can prove a great asset for at least those who believe in these odd dimensions of life.

The book has been compiled with a great dexterity. It is in fact a compilation only to the extent of facts and figures. These facts and figures have been reduced to writing by the compiler in a very lucid and a creative style. The language used is quite simple and can be understood, without any extra tax on mind, even by an ordinary reader.

Dawn Karachi

It will not be out of place to mention about Akhlaq Hassan Lukhnawi's book *Karishma-e-Qudrat*. It reveals the fascinating properties of precious stones and explains how they can be used to enrich our lives. The book also states that the Holy Quran describes Pearl and Coral as gifts and blessing of Allah. The old method of treatment of diseases by putting water in different coloured bottles and exposing it to the rays of the Sun---- also finds a place in the book.

روزنامہ ایکسپریس کراچی ۱۰ فروری ۲۰۰۸ء اتوار

"کرشمہ قدرت" نئے اضافے کے ساتھ شائع ہوگئی

کراچی (ایکسپریس نیوز ڈیسک) معروف ادیب اخلاق حسن لکھنوی کی تحریر کردہ کتاب کرشمہ قدرت کا چودھواں ایڈیشن نئے اضافے کے ساتھ شائع ہوگیا ہے، کتاب میں مختلف نگینوں کے انسانی زندگی پر اثرات کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

تحریر ایک خاموش آواز اور قلم ہاتھ کی زبان ہے ۔ (سُقراط)

۲۴ نومبر ۱۹۶۷ء روزنامہ ایوننگ اسٹار کراچی

Role of precious stones in human life

"KARISHMA - E - QUDRAT" (Urdu). Compiled by the late Humayun Mirza Lakhnavi, Printed at the Educational Press and published by Akhlaq Husain from E 42 Rizva Colony, Karachi. Price Rs. 3.50.

The late Humayun Mirza Lakhnavi appears to have been a man of parts. But his chief forte was obviously his know ledge of minerals and jewels. The book under review is the result of his deep interest in and study of stones, precious stones, metals etc. On whose latent capabilities and properties he has shed considerable light. In the edition under review his son Akhlaq Husain has made some additions.

Opnions by some well-known persons including Maulana Mohammad ahdul Hamid Qadri Badayuni, about this book will be found in the beginning. They all speak well of the attempt made by the late Humayun Mirza in presenting "a treasure house" of information about stones.

The names of the stones and other items dealt with in the book have been given in alphabetical order. Even such common things as coal, bricks, compiler's attention. Wherever possible, the equivalents for stones etc. In other languages, such as Persian, Arahic, English, Hindi etc, have also been given. Besides the medicinal properties of stones, jewels, metals and the like, and how they influence humari beings, the categories of persons whom they are beneficial and the countries where they are found are all included in the volume.

A striking feature of the compilation is the reference in it to the views of the Holy Prophet Mohammad (May peace be upon him) and the Imams on the use of rings through which people wear curtain stones. The book should appeal to those who be lieve in the occult and the super natural. A.R.

روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ دسمبر ۱۹۸۲ء

کرشمہ قدرت

تالیف: ہمایوں مرزا لکھنوی

ناشر:۔ ایم اخلاق حسن مکان ۴-A بلاک ۱ گلشن اقبال کراچی

قیمت: بیس روپے

یہ کتاب قیمتی پتھروں کے خواص کے بارے میں ہے لیکن سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ آخر یہ قیمتی پتھر وجود میں کیسے آئے ہیں؟ اس سوال کا جواب اسی کتاب میں یوں دیا گیا ہے۔

"جواہرات کی پیدائش اس وضع پر ہے کہ بارش کا پانی پہاڑوں کے مہابات میں جاکر آفتاب کی شعاع اور کرنوں کی حرارت سے لطیف بخارات میں تبدیل ہوکر جب دہانوں سے نکلنا چاہتا ہے اور کوئی راہ نہیں پاتا تو کیف ہوکر ایک عرصہ میں خاص قسم سے آہستہ آہستہ سیماب کے مشابہ ہوجاتا ہے۔ کانوں کی حرارت وگری ان کو پکاتی اور گاڑھا کرتی ہے۔ پھر اجزاء کی آمیزش کے سبب صدیوں میں پتھر کے رنگ برنگ جواہر میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ یہ جوہر اختلاف رنگ ہر علاقے کی سرسبزی وشادابی آب وہوا اور زمین کے تاثر سے متاثر ہوکر بنتے ہیں۔"

ہمایوں مرزا لکھنوی مرحوم پتھروں کے علم کے ماہر تھے۔ یہاں علم کا لفظ میں نے قصداً لکھا ہے اس لئے کہ ان کے افعال اور ان کہ خواص جاننا اپنی جگہ ایک علم ہے۔ جن میں انہیں برسوں کا تجربہ حاصل تھا چنانچہ انہوں نے یہ کتاب "کرشمہ قدرت" تالیف کی جو ۱۹۵۵ء میں پہلی بار شائع ہوئی اس میں فیروزہ، عقیق، یاقوت، درِ نجف، نیلم، ہیرا، پکھراج، دہانہ فرنگ، سنگ سلیمانی، زبرجد، بلور، سونا، چاندی وغیرہ کے اثرات کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ سنگ وجواہر کے افعال اور خواص پر اس انداز سے تحریر کیا گیا ہے کہ ایک عام پڑھا لکھا بھی اس سے مستفید ہوسکتا ہے۔ مصنف نے پتھروں اور جواہر کے انگریزی، فارسی اور عربی نام بھی لکھ دئے ہیں زیر نظر کتاب کا چھٹا ایڈیشن ہے جو اس کی مقبولیت کا ثبوت ہے۔ کتاب غیر مجلد شائع ہوئی ہے۔

نیک اولاد والدین کے لئے ثوابِ جاریہ ہے۔ (ناشر)

کرشمہ قدرت

پندرہ روزہ "آہنگ"
۱۷،۱اپریل ۱۹۷۵ء راولپنڈی

مصنف : ہمایوں مرزا لکھنوی
صفحات : ۳۲۰
قیمت : چھ روپے
ناشر : ایم اخلاق حسن لکھنوی
۶/۱، 2G- ناظم آباد۔ کراچی

تہذیبی لحاظ سے جہاں لباس یا زیبائش کے مختلف مظاہر ہماری زندگی میں اہمیت کے حامل ہیں ۔ وہاں قیمتی پتھروں یا انگشتریوں کو بھی مذہبی وعلمی لحاظ سے اہمیت حاصل رہی ہے ۔ چنانچہ انبیائے اکرام اور بزرگانِ دین کی زندگی میں ان چیزوں کا بھی ایک مقام ہے ۔ شاید اسی لئے احادیث اور مذہبی روایات میں قیمتی پتھروں یا انگشتریوں کا ذکر بھی اکثر ملتا ہے ۔ جب مذہبی اعتقادات اور علم و نجوم میں رابطہ باہم ہوا ۔ تو ان ہیرے جواہرات کے خواص کا اثر ہمارے تہذیبی اور مجلسی عوامل پر بھی پڑا ۔ اور وہ علم وادب کا موضوع بھی بن گئے ۔ چنانچہ ہماری علمی وادبی کتابوں میں مختلف جوہرات کو تشبیہ، استعارہ، علامت، اور طرزِ بیان کے سامان آرائش کے طور پر بکثرت استعمال کیا گیا ۔ جناب ہمایوں مرزا نے اس کتاب میں ان ہیرے جواہرات کا ذکر سیر حاصل انداز میں کیا ہے ۔ انہوں نے ہر قسم کے پتھر کی قسمیں، ان کے مختلف نام، دستیابی کے مقامات تاثیر یا مزاج اور طبی خصائص کا ذکر ہی نہی کیا بلکہ مذہبی لحاظ سے بھی ان کی افادیت پر روشنی ڈالی ہے مزید بزرگانِ دین کی مشہور انگشتریوں کا تعارف اور ان سے متعلق اہم تاریخی واقعات کا ذکر بھی بڑی خوبی سے کر دیا ہے ۔ کتاب کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ علم و نجوم کے مطابق مختلف پتھروں کی ماہیت بھی واضح کر دی ہے غرض کہا جا سکتا ہے کہ اردو زبان میں اس موضوع پر اتنی جامع کتاب نہیں لکھی گئی ۔

(ڈاکٹر ظہیر فتحپوری ۔ پی بی سی ۔ راولپنڈی)

DAWN 21/7/1968

A study of stones

KARISHMA - I - QUDRAT: compiled by late Humayun Mirza; publisher by Akhlaq Hasan, E.42, Rizvia Colony, Karachi; price Rs 3.50.

The book under review is no doubt a study in latent marvellous qualities which nature has granted to jewels and stones. The treatment of the subject-matter speaks of the vast knowledge and keen interest in the subject which the compiler of the book had. His study about stones and minerals seems to be ex... Even such common things as coal, bricks etc, have not escaped his attention. In the latest edition his son, Mirza Akhlaq Hasan, has made some additions and appears to have taken much pain in making the book more informative.

First few pages of the book contain opinions about its contents. The medicinal properties of stones, jewels, metals and the like, and how they influence the human being, the methods of using them, categories of persons for whom they are beneficial and the countries where they are found are also included in the book.

The book should be of interest to those who want to know what numerous properties nature has given to jewels.—S A

سچ ایسی دوا ہے جو چکھنے میں کڑوی لیکن تاثیر میں میٹھی ہے ۔ (حضرت علیؑ)

کرشمۂ قدرت

ماہنامہ جمہور ٹورنٹو۔ کینیڈا
مئی ۱۹۹۴ء

انسان کی ترقی و تندرستی کیلئے سنگ و جواہر (نگینہ) کے تاثرات

کرشمۂ قدرت کا نئے اضافوں اور ترتیبوں کے ساتھ نیا نواں ایڈیشن، اس میں تمام سنگ و جواہر عقیق، فیروزہ دُرِ نجف، نیلم، پنا، پکھراج اور ہیرا وغیرہ پہننے سے انسانی زندگی پر کیا اثرات ہوتے ہیں۔ کس مرض کو کونسا نگینہ دفع کرتا ہے اور دُنیاوی اُمور میں کس نگینہ کی انگوٹھی مُعاون و مُبارک رہتی ہے۔ قدرت نے اِنسان کے لئے جمادات و معدنیات میں کیا شفا بخش اسرار پوشیدہ رکھے ہیں، بالتفصیل تحریر کیے گئے ہیں۔ اس میں حکمائے قدیم کے اقوال اور نگینوں سے متعلق مختلف حضرات کے ذاتی تجربات، علاج شمسی اور نذر (فاتحہ) کا طریقہ تحریر کر دیا گیا ہے۔ طبی اکسیری چٹکلے، گہری تحقیق کے بعد درج کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۵ء میں شائع کیا گیا تھا۔ اس موضوع پر جناب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی کی یہ تصنیف کردہ مقبولِ عام اور اپنی نوعیت کی مُفید معلومات پر پہلی کتاب ہے۔ یہ کتاب ڈائرکٹر آف آرمی ایجوکیشن (جنرل ہیڈ کوارٹر) راولپنڈی سے یونٹ لائبریریز کیلئے

کرشمۂ قدرت

ناشر: ایم۔ اخلاق حسن

مؤلفہ: ہمایوں مرزا لکھنوی

SEND CHEQUE OR MONEYORDER PAYABLE TO
C.P.S. MARKETING NETWORK,
3-1750 THE QUEENSWAY, # 225
ETOBICOKE, ONT., M9C 5H5
CANADA

ملک کے سائنٹیفک اخبار اور رسائل کی رائے کے علاوہ

"کرشمۂ قدرت" کی افادیت اور مفید معلوماتی ہونے کی وجہ سے اور ایک ناشر کی ہمت افزائی اور کتاب کی بہت تعریف کی ہے

اگست 1992ء روزنامہ قومی آواز لکھنؤ (انڈیا)

ادبی بے ایمانی

مکرمی ۔ قومی آواز کے مورخہ ۲ اگست کے شمارہ میں صفحہ آخر کے کالم نمبر ۲ پر نمائندہ قومی آواز نے یہ خبر شائع کی ہے کے پاکستان میں کراچی سے شائع ہونے والی کتاب "کرشمہ قدرت" کے ناشر جناب اخلاق حسن نے دہلی کے ادارے "ادبی دنیا" پر یہ الزام لگایا ہے کہ ان کی کتاب کہ ساتویں ایڈیشن کی فوٹو کاپی اس ادارے نے اپنے نام سے شائع کردی ہے جو سراسر بے ایمانی ہے نیز اُنہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ بمبئی میں بھی اس کتاب کے جعلی ایڈیشن کی فروخت کی جارہی ہے ۔ اس واقعہ کو ناشر موصوف نے ادبی بے ایمانی سے تعبیر کیا

روزنامہ زمانہ کوئٹہ

(روزنامہ زمانہ کوئٹہ یکم اپریل ۱۹۸۸ء) جمادات و معدنیات میں انسان کے لئے شفا بخش اسرار پوشیدہ ہیں

قدرتی قیمتی پتھر انسانی زندگانی پر اثر انداز ہوتے ہیں ۔ ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی کی کتاب "کرشمۂ قدرت" سے اقتباسات

سنگ و جواہر کے افعال و خواص پر اردو میں پہلی کتاب

کراچی ۲۷ جنوری ۔ یہاں حال ہی میں ایک کتاب بعنوان "کرشمۂ قدرت" طبع ہوئی ہے ۔ جو لکھنو ... جناب ہمایوں مرزا کی تصنیف ... یہ کتاب اپنے موضوع کی ...

شریف عالم متواضع ہوتا ہے اور کمینہ صاحب علم تکبّر کرنے لگتا ہے۔ (حضرت علیؑ)

પાનું ત્રીજું

સ્વીકાર-સમાલોચના

કરિશ્મએ કુદરત

લેખક: જ. હુમાયુ મીર્ઝા.
પ્રકાશક: મીર્ઝા અખ્લાક હુસેન, ७७७,
પીર ઇલાહીબક્ષ કોલોની કરાચી
કીંમત રૂા. ૨.

ઉર્દૂમાં પ્રગટ કરાયેલા આ પુસ્તકમાં અકીક, ફીરોઝા, દુર્રે નજફ, નીલમ, હીરા અને દહાને ફીરન્ગ જેવા પથ્થર, ઝવેરાત અને નગીનાઓની અસર કાર્ય ગુણો અને ફાયદાએનું વિગતવાર વર્ણન કરાયું છે.

લેખકે જુદી જુદી બીમારીઓના ઇલાજ માટે સારી એવી શોધ ખોળ કરી છે. પુસ્તકમાં મુસ્લિમ આલીમો અને અંગ્રેજોના કથનો પણ ટાંકવામાં આવ્યા છે. ઉપરાંત શાહી પુગના પુસ્તકોનો ટુંક પરિચય પણ આપ્યો છે. આમ આ પુસ્તક લાભદાયક અને ઉપયોગી બની રહે છે.

اخبار وطن گجراتی کراچی ۲۶ نومبر ۱۹۶۳ء

ڪتاب تي تبصرو

ڪتاب جو نالو: ڪرشمہ قدرت
ليکڪ: همايون مرزا لکنوي
صفحا: ۲۲۰
ملھ: ۳۵ رپيا
ملڻ جو هنڌ: اخلاق حسن لکنوي
A-۳ بلاڪ نمبر۱
گلشن اقبال ڪراچي-
.۷۵۳۰۰

ڪرشمہ قدرت هڪ دلچسپ ۽ معلوماتي ڪتاب آهي، جيڪو ۱۹۵۵ ۾ همايون مرزا مرحوم لکيو جنهن کي هاڻ سندس پٽ اخلاق حسن لکنوي هن جو ٻيو ايڊيشن شايع ڪيو آهي. جن ماڻهن کي املهہ هيرن، نگينن ۽ پٿرن جي خاصيتن معلوم ڪرڻ ۾ دلچسپي هجي، اهي هن ڪتاب مان فائدو حاصل ڪري سگهن ٿا. ڪيترائي ماڻهو نيلم، پکراج، عقيق، در نجف، فيروزه، ياقوت، لاجورد ۽ ٻين هيرن کي منڊيءَ طور استعمال ڪندا آهن.يا ڪنهن خاص عقيدي طور ان کي پنهنجي گهر ۾ رکندا آهن اهي هن ڪتاب جي اڀياس مان وڏو فائدو حاصل ڪري سگهن ٿا. ان ڪانسواءِ هن ڪتاب ۾ بواسير ۽ گٿس جي مرض جو بہ ذڪر ٿيل آهي ۽ ان کان ڇوٽڪاري جي وات پڻ ٻڌايل آهي.

ہلال پاکستان کراچی ۵-۵-۱۹۹۳

امروز کراچی

روزنامہ امروز، جلد ۲۲۹۹۰، صفحہ ۲ ۲ جون ۱۹۵۵ء

کرشمۂ قدرت

مؤلفہ:- ہمایوں مرزا لکھنوی

اُردو میں فنی موضوعات پر کتابوں کا ذخیرہ بہت کم ہے [illegible]

نایاب کتاب

سنگ وجواہر شلاً فیروزہ۔ عقیق یمنی۔ نیلم بنا۔ پکھراج۔ سنگ سلیمانی زبرجد۔ ہیرا۔ موتی مونگا۔ یاقوت۔ دہانہ فرنگ۔ لاجورد اور دیگر بیش قیمتی پتھروں و معدنیات میں قدرت نے بلحاظ افعال و خواص کیا کیا اسرار پوشیدہ رکھے ہیں۔ اور کس مرض و مزاج میں کونسا نگ کس وقت مفید رہتا ہے۔ ان سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے جناب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی کی مفید و دلچسپ کتاب کا مطالعہ کریں۔

پتہ:- مرزا اخلاق حسن لکھنوی E/42 رضویہ کالونی ناظم آباد کراچی۔

بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ مطابق اپریل ۱۹۶۳ء

کرشمۂ قدرت

مصنف:- ہمایوں مرزا لکھنوی

صفحات:- ۲۲

قیمت:- دو روپے

ناشر:- اخلاق حسین ۷۷۷، پیر الٰہی بخش کالونی کراچی

اس کتاب میں مختلف معدنیات کے خواص، افعال اور ان کی تاثیر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کے پہلے حصہ میں ۴۷ عنوانات کے تحت یاقوت، نیلم، موتی، لاجورد، کوئلہ، گندھک، شیشہ، سونا، چاندی، پتھر، تانبہ، سرمہ اور دیگر چیزوں کے بارے میں معلومات دی ہیں۔

مصنف نے ہر عنوان کے تحت موضوع متعلقہ کے فارسی عربی اور انگریزی نام بتائے ہیں۔ پھر خصوصیات گنوائی ہیں، اور بتایا ہے کہ یہ دھات کن بیماریوں کو دور کرنے کی خاصیت رکھتی ہے۔ کتاب کے دوسرے حصہ میں بعض دعائیں اور بلور کر رکھنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ جن لوگوں کو ان چیزوں سے دلچسپی ہو، ان کے لئے یہ کتاب بہت کار آمد ہے۔

روزنامہ انجام کراچی ۲۳-مئی ۱۹۶۳ء

کسی کی مجبوری سے اتنا فائدہ مت اُٹھاؤ کہ اُسے مزید مجبور ہونا پڑے

ماہنامہ پیام عمل لاہور
ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء

کرشمۂ قدرت

یہ بات تو مسلم ہے کہ تمام علوم کا سرچشمہ رسولؐ اور آلِ رسول علیہم السلام ہیں ان حضرات سے استفادہ کرنے والوں کی تحریریں آج بھی منارہ رُشد و ہدایت ہیں ضرورت ہے اور بے حد ضرورت ہے کہ ائمہ معصومین کی تعلیمات اور سلف صالحین کی خدمات جلیلہ پر ریسرچ ورک کیا جائے اس سلسلہ میں انفرادی طور پر جو بھی کوشش کی جا رہی ہے وہ حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ کرشمۂ قدرت بھی ایک ایسی ہی کوشش ہے۔ جس میں افعال و خواص سنگ و جواہر شلاً فیروزہ، عقیق، در نجف، نیلم، ہیرا، پکھراج، زبرجد، بلور، سونا چاندی تانبہ وغیرہ کا بڑی محنت اور تحقیق کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔

ابو طاہر سے روایت ہے کہ میں نے اس حدیث کو امام حسن عسکری کی خدمت میں بیان کیا آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث میرے جد امجد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ در نجف ہر شخص استعمال کر سکتا ہے یہ پتھر سوائے فائدہ کے نقصان کرتا ہی نہیں ہے۔

مشہور ہے کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ کے پاس اس پتھر کے نگینے کی انگوٹھی رہتی تھی۔ جسے آپ بہت عزیز رکھتے تھے اور اسے باعث برکت سمجھتے تھے۔

پتھروں کے نامور پارکھ ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی اپنی کتاب "کرشمۂ قدرت" میں اس پتھر کی بڑی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ یہ پتھر دافع بلیات ہے اس کو پہننے سے دلی مرادیں بر آتی ہیں۔

کتاب کرشمہ قدرت

خزینۂ عجائب و گنجینۂ غرائب ہے جناب ہمایوں مرزا صاحب لکھنوی مرحوم و مغفور کی نہایت جانفشانی و زحمت کا ثمرہ اور عجائبات عالم کا ایک مفید دلچسپ ذخیرہ ہے۔

کرشمۂ قدرت

گزشتہ ۲۹ جنوری۔ جناب ہمایوں مرزا لکھنوی کی تصنیف کرشمۂ قدرت کا تیسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے۔ اس کتاب میں تمام پتھروں اور جواہرات کے افعال و خواص اور ان کے اثرات کے متعلق کافی محنت اور گہری تحقیق سے بحث کی گئی ہے۔ کہ کون سا نگینہ کس موقع پر انسان کے لئے معاون

سنگ و جواہر کے افعال و خواص

اُردو میں پہلی کتاب

کراچی۔ ۱۰ نومبر۔ یہاں حال ہی میں ایک کتاب بعنوان جو لکھنؤ کے ایک مہاجر جناب ہمایوں مرزا کی تصنیف ہے۔ مصنف کا کہنا ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع اور نوعیت کے اعتبار سے اردو ادب کی تاریخ میں پہلی کتاب

کرشمۂ قدرت

مولف:- ہمایوں مرزا لکھنوی
ناشر:- اخلاق حسن لکھنوی / ایجوکیشنل پریس کراچی
ضخامت:- ۱۹۲ صفحات
قیمت:- تین روپے پچاس پیسے

خالق عالم نے جو چیز بھی پیدا کی ہے۔ کسی غرض و مصلحت سے پیدا کی ہے۔ جمادات ہوں یا نباتات، ان کے معمولی اجزاء بھی کسی نہ کسی اثر کے حامل ہیں۔ مذکورہ بالا کتاب میں اسی حقیقت کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔

جمادات کے اثرات اور خواص کا مختصر، لیکن مفید اور معلوماتی بیان اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے۔ جواہرات اور پتھروں سے علاج کا تذکرہ قدیم عربی حکماء کی کتابوں میں بھی آیا ہے۔ اس کتاب میں بھی مولف نے اس امر کی تائید کی ہے کہ ہر پتھر کا انسانی جسم پر کوئی نہ کوئی اثر ہوتا ہے اور مختلف معدنیات و جواہرات مختلف امراض کے علاج میں مفید ثابت ہوتے ہیں۔

جواہرات کی افادیت کے تذکرے کے ضمن میں مصنف نے اکثر مقامات پر احادیث نبویؐ اور اقوال آئمہ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ ہر پتھر کا انگریزی فارسی اور عربی نام اور اس کے ساتھ ان ممالک یا علاقوں کے نام بھی درج ہیں۔ جہاں یہ سب سے زیادہ و بالعموم پائے جاتے ہیں۔

آخر میں ایک ایسا چارٹ پیش کیا گیا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ کس ماہ پیدا ہونے والے شخص کے لئے کون سا نگینہ مفید رہتا ہے۔

کتاب مختصر لیکن دلچسپ اور معلوماتی ہے۔

ہفت روزہ "اخبار خواتین" کراچی ۶ تا ۱۲ جولائی ۱۹۷۸ء

یاد رکھو خوفِ خُدا رحمتِ الٰہی ہے ۔

اسرار و رموز "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

بسم اللہ کے متعلق مولا علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "بائے بسم اللہ یعنی بسم اللہ کی "ب" کا نقطہ میں ہوں ۔ اسی لئے یہی "بسم اللہ" حضرت اسرافیل ؑ اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی پر ، جبرئیل ؑ کے بازو پر ، عزرائیل ؑ کی ہتھیلی پر ، موسیٰ علیہ السلام کے عصا پر ، عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر ، حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی پر کندہ ہے ۔
اور یہی آیت بسم اللہ قرآن شریف کی ابتدا ہے ۔

(بحوالہ کرشمہ جفر)
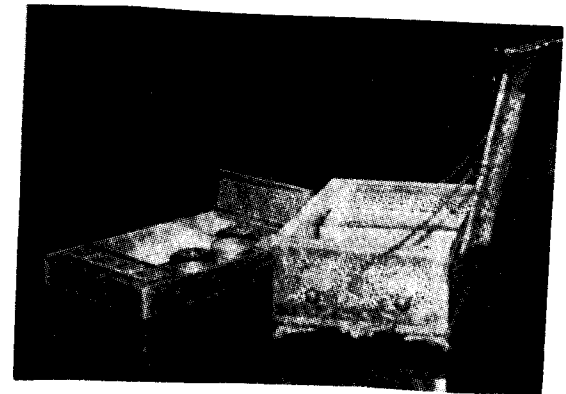
چاندی کا جیولری بکس لکھنؤ سے براستہ بمبئی پاکستان آتے ہوئے گم ہوگیا۔

زمانہ شاہی کی چند نایاب اور نادر قلمی کتب

کتاب بنام "نیکیہ" غیر مطبوعہ
بہترین نسخہ جات و مجربات حکمائے قدیم لکھوا نڈیا

"ROLE OF PRECIOUS STONES IN HUMAN LIFE"

انسان کی ترقی و تندرستی کیلئے سنگ و جواہر قدرتی قیمتی (نگینہ) کے تاثرات

جس ملک کا بادشاہ خود تجارت کرنے لگے وہاں کی رعایا کو سکون کہاں۔

زمانہ شاہی کی چند نایاب اور نادر قلمی کتب

میرے پاس لکھنؤ کی قدیم چند نادر ونایاب قلمی کتب جن میں قرآن پاک بڑے سائز کا انتہائی خوشخط، دیوان حافظؒ مع اصطلاحات صُوفیہ۔ دفترِ ابوالفضل، علمِ رمل پر تین جلدیں۔ بحوالہ لیٹر نمبر ۱/۷۷۔ ۷۹/۵/۶ مورخہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء و لیٹر نمبر ۸/۱۰-۸۶/۵/۶ مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۸۶ء نیشنل میوزیم آف پاکستان کراچی کو ہدیہ کردیں۔ تاکہ یہ تمام کتب محفوظ ہو جائیں۔ اب چند مندرجہ ذیل نادر قلمی کتب (غیر مطبوعہ) زمانہ قدیم کی ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ یہ چھوٹے سائز میں خوشخط اور انتہائی کارآمد ہیں۔ ان میں دُعائیں، وظائف عربی، فارسی زبان میں تحریر ہیں۔

مختلف امراض سے متعلق نُسخہ جات: یہ نادر و نایاب ضخیم قلمی کتاب عہدِ شاہی کے وَقت کی ہے۔ اس میں نسخہ جات، سفوف، مرہم، طاقت سے متعلق معجون، حلوے وغیرہ اور دیگر امراض کے لئے کارآمد نسخے ہیں۔ بعض مجرّبات کے لئے تحریر ہیں کہ کونسا نسخہ کس رئیس کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ یہ کتاب غیر مطبُوعہ ہے۔

ہمارے جدامجد مشہور حکیم مرزا عابد حسین صاحب کے علاوہ دیگر حکمائے قدیم و سابقین لکھنؤ (اودھ۔ یو۔ پی) کے تجویز کردہ مجرب نسخہ جات خوشخط زبانِ فارسی میں تحریر ہیں۔ ان نوادرات سے دلچسپی رکھنے والے حضرات خرید کرنا چاہیں یا طبع کرانے کا خیال ہو تو طابع و ناشر "کرشمۂ قدرت" سے معلومات کریں۔ مذکورہ قلمی کتب کے صفحہ کا عکس صفحہ ۳۲۵ پر مُلاحظہ فرمائیں۔

حل برائے مُشکلات

"تسبیح نادِ علیؑ"

(مجرّب)

چالیس یوم بلاناغہ فجر یا مغرب کی نماز کے بعد زیرِ آسماں مُقرّرہ وقت پر مندرجہ ذیل "نادِ علی" سو مرتبہ (ایک تسبیح) پڑھنے سے مشکل حل ہو کر حاجت پوری ہوتی ہے۔

(عکس از قلم جناب ہُمایوں مرزا لکھنوی مرحوم)

برائے مشکلات مہمات

مجرّبہ برخوردار ممتاز حسن سلمہ

"تسبیح نادِ علی ۱۱۰ ہر یک مرتبہ ۔۔ اگر خواہد [illegible]

(۴۰) یوم تک روزانہ [illegible]

زمانہ بر سر جنگ است یا علی مددے

[illegible] بغیر تو تنگ است یا علی مددے

گشود دیدہ عالم بہ یک نظارۂ تو ہست

بکار ما چہ درنگ است یا علی مددے

[illegible]

اگر تم بادشاہ ہو تب بھی اپنے والد اور اپنے اُستاد کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ (حضرت علیؑ)

عکس تحریر جدِ امجد حکیم مرزا عابد حسین صاحب مرحوم لکھنؤ

تاریخ ۸۔ ربیع الثانی ۱۲۹۱ھ

دُعا برائے حاجات مجربہ

از حضرت صادق علیہ السلام منقول است ہر کرا مہمی در

حاجتی پیش آید اول یکبار این دعا بخواند بعد [illegible]

و در کل یک سجده [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الملک الحق المبین رب انی مسنی

الضر وانت ارحم الراحمین [illegible]

[illegible] اللھم صل علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین و

صحبہ المنتجبین اقض حاجتی یا اکرم الاکرمین

[illegible]

المخرج منہا بالرضوان والرزق من حیث لا یحتسبون

[illegible] اللہ [illegible] لا خوف علیہم

ولا ہم یحزنون [illegible]

مستقل مزاجی سے سوچو۔ (مارکس پوریلیس)

تسبیح حسینی برائے برآمدن مطلب

ایک سو اٹھائیس ۱۲۸ مرتبہ روزانہ بعد نماز مغرب "یا حسین" پڑھے انشاء اللہ مطلب جلد حاصل ہوگا۔ جد امجد مرحوم نے ایک قلمی کتاب کے حوالہ سے اس طریقہ کی بہت تعریف فرمائی۔

تسخیرِ خلائق و ترقی تجارت

ایک سفید کاغذ پر باوضو حسب ذیل دُعا بروز جمعرات نیک ساعت میں زعفران سے تحریر کرکے دکان کے صدر دروازہ پر لگادیں۔ اس کا رُخ بازار (سڑک) کی جانب رہے۔ اور جس روز یہ دُعا دکان پر لگائی جائے دکان کے چہار گوشے میں اندرون حصہ لوبان کی خوشبو دیں۔ اس دُعا کے چسپاں کرنے کے بعد ہر روز دکان کھولنے پر اس کے صدر دروازے پر معمولی پانی چھڑک دیا کریں۔ انشاء اللہ بہ برکت دُعا تسخیر خلائق ہو کر تجارت کو فروغ ہوگا۔ دُعا یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنِيْ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِكَ وَاِمَائِكَ"

(اس کا طریقہ قلمی نادر کتاب سے حاصل کرکے برائے افادہ عام تحریر کیا گیا)

بُری صحبت اور بُرے خیالات سے بچو۔

دُعائے عریضہ حلِ مُشکلات

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ صاحبِ ضرورت ایک سفید کاغذ پر الفاظِ ذیل پاکیزہ طریقے سے تحریر کر کے آبِ جاری میں ڈال دیں۔ ان کی حاجت جلد پوری ہوگی۔ کاغذ و قلم پاک ہو زعفران سے لکھنا ضروری ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ عَبْدِ الذَّلِیْلِ اِلٰی رَبِّ الْجَلِیْلِ۔ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ہ

اس دُعا کے ساتھ اپنی عرض تحریر کر دیں اور بوقت ڈالنے عریضہ مذکور حسبِ ذیل دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ بِمُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَحُجَّۃِ الْمَر اِقْضِ حَاجَتِیْ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ہ

طریقۂ تسبیح قبولیتِ دُعا

بعد نماز صبح یا بعد نماز مغرب سَو مرتبہ ٹھُڈی کو زانو پر رکھ کر سَھْلًا بِفَضْلِکَ یَا عَزِیْزُ پڑھے۔ بعدہٗ اپنی خواہش جو درپیش ہو بدرگاہِ رب العزت عرض کرے۔ انشاء اللہ جلد مطلب براری ہوگی۔

مصیبت کو خوشی سے قبول کر دیتم کو زیادہ مضبوط بنا دے گی۔

طریقہ دریافت حالات جن معاملات میں عقل کام نہ دیتی ہو

ایسے امور جن کے سمجھنے سے عقل قاصر ہو یا ایسی کوئی مشکل درپیش ہو گئی ہو جس کی تدبیر کارگر نہ ہوتی ہو، چاہیئے کہ روزہ رکھے، افطار سے قبل نخود بریاں اور کشمش پر حضرت امام مہدی آخر الزماں علیہ السلام نذر دے۔ اس نخود اور کشمش سے جس کی مقدار اس قدر ہو کہ پھر کوئی غذا نہ کھاوے، اسی مقام پر جہاں افطار کیا ہے۔ نماز مغرب و عشا کے بعد ایک سو مرتبہ "درود"، بعدہٗ یہ دُعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَلَی الْمَھْدِیِ ابْنِ الْحَسَنِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃ۔

اور گڑگڑا کر دُعا مانگے اُمید بر آئے گی اور مرحلہ حل ہوگا۔ انشاء اللہ

(بہ توسط جد امجد مرحوم)

دُعائے حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لئے بہ برکت دُعا دریا شگافتہ ہوا اور آپ کو فرعون سے نجات حاصل ہوئی۔ آپ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ اس دُعا کو پڑھتے رہنے سے خدا تعالیٰ ہر مشکل آسان کرتا ہے (دُعا یہ ہے)

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ الْمُشْتَکٰی خَیْرُ اَنْتَ الْمَنَّانُ۔

طریقہ نماز استغاثہ موسوم بہ نماز زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

بہ صورتِ تنگ دستی و مبتلائے مصائب اور دوسری مشکلات و ضروریاتِ زندگی جو خلافِ شریعت نہ ہو اس طرز پر پڑھے کہ دو رکعت نماز مثل نماز صبح بہ نیت نماز استغاثہ اور بعد نماز و تسبیح حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا سجدۂ شکر بجا لائے "یَامَوْلاَتِیْ یَافَاطِمَۃَ اِغِثْنِیْ" داہنا رخسار اور بایاں رخسار پھر پیشانی سجدے میں رکھ کر ۱۰۰ سو ۱۰۰ سو مرتبہ پڑھے اور دعا مانگے۔ (یہ طریقہ نادر قلمی کتاب سے نقل کیا ہے۔)

طریقہ دریافت نسخہ از حضرت زہیر ابنِ قین

طبیب لشکر حسینی (بابتِ صحتیابی مریض)

بغرض صحتیابی مریض چاند کی پہلی جمعرات روزہ رکھے۔ افطار صوم کے بعد کہے، اے زہیر ابنِ قین صحابی حضرت امام حسین علیہ السلام و طبیب لشکر حسینی فلاں ابنِ فلاں مریض کے لئے نسخہ تجویز فرما دیجئے۔ آپ خواب میں صحتیابی مریض کے لئے تجویز فرما کر دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ جس جگہ سوئے وہ پاک و صاف ہو اور انتہائی خلوص و نیک نیتی سے دعا کرے۔

یہ طریقہ تجربہ شدہ ہے۔ اسی طریقہ کو رسالہ "الوعظ" نے بھی اکتوبر ۱۹۵۲ء لکھنؤ بسلسلہ اصحاب حسین تحریر کیا تھا اور واقعہ مریض بول الدم کا تھا۔

قدرتی قیمتی پتھروں سے متعلق اسرار و رموز

اگر مقناطیس کسی لوہے کو کھینچ رہا ہو تو ہم اس کشش کا ظاہری خواص و اثرات سے اندازہ نہیں لگا سکتے بلکہ لوہے کو کھینچتے دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں کہ کشش لوہے کے ٹکڑے میں نہیں کشش مقناطیس میں ہے جس کی وجہ سے مقناطیس اسکو کھینچ رہا ہے آج تک کسی نے اس پوشیدہ کششی طاقت کو نہیں دیکھا لیکن مقناطیس کی کشش کا یقین ہر شخص کو ہے۔

مذکورہ تجربہ کے تحت ہم اس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ یہی طرز قدرت نے مختلف قیمتی پتھروں کے اثرات میں کم و بیش پوشیدہ رکھے ہیں۔

زمانہ قدیم سے تاہنوز تاریخی حیثیت میں قیمتی جواہرات تخت و تاج کی زینت رہے۔

رب العالمین کی اس خوشنما و خوبصورت نعمت سے لگاؤ رکھنے والے دنیا کے ہر مذہب و ملت اور طبقہ کے علماء، حکماء روحانی اشخاص 'روساء، صوفی' درویش و شرفائے نے قدرتی جواہرات میں اثرات کو تسلیم کرتے ہوئے استعمال کئے۔

تراشیدہ کورے (غیر استعمال شدہ) قدرتی قیمتی جواہرات ۱۶ سولہ تا ۲۰ بیس ہاتھوں سے گزرتے ہوتے خریدار تک پہنچتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی قیمت بڑھتی رہتی ہے۔

زندگی میں انسان کے نام کی بڑی اہمیت ہے جیسا کہ تحریر کیا جا چکا۔ کہ "گود سے لیکر قبر اور تاقیامت نام ہی چلتا ہے۔"

بہتر ہے کہ اپنے نام کی مناسبت سے جائز کمائی سے خرید کر نگینہ استعمال میں رکھیں۔ نابالغ بچوں کو انگوٹھی پہنانے کے بجائے نگینہ لاکٹ میں استعمال کرایا جائے۔

مقصدِ حیات کا خیال رکھو

عقیق سلیمانی

مسٹر پاول اسکارم کی اس "سنگِ سلیمانی" کی تختی پر ایک عجیب قسم کے دانے اور لہریں ہیں اس کے بعض حصوں میں ایک خاص قسم کی چھوٹی مچھلی کی ہڈیوں جیسا اثر پایا جاتا ہے

امریکہ

مسٹر پاول اسکارم کے پاس اس "سنگِ سلیمانی" کے ٹکڑے پر کہیں کہیں واضح سبز روشنی کی لہریں پائی جاتی ہیں -

خود سکون چاہتے ہو تو دوسروں کو بھی سکون سے رہنے دو

KARISHMA-I-QUDRAT (URDU)
Complied by late Humayun Mirza;
Published and expanded by Akhlaq Hasan Lakhnawi

Karishma-i-Qudrat is well constructed and nicely written book on gems and precious stones displaying deep, solid research. The straight forward approach, rich documentation and popular myths about stones should interest lay readers as well as those interested in stones.

Akhiaq Hasan Lakhnawi possesses astonishing knowledge about stones and minerals and has endeavored to explain, for the benefit of the readers, clearly and concisely, how they can be used. The enlightening spiritual reference that accompanies the explanation of each gemstone makes the book even more impressive.

Readers will also find the simple method of selecting appropriate gems and stones, according to Zodiac signs or based on first letter of a person's name, quit interesting.

The book has become popular and is widely regarded among the best selling book in Urdu.

This is a "Research Book" Tariq Alam Jah

کرشمہ قدرت کا 16 واں ایڈیشن شائع ہوگیا

کراچی (ایکسپریس ڈیسک) پتھروں کے افعال و خواص پر اخلاق حسن لکھنوی نے کرشمہ قدرت کو جدید اضافے کے ساتھ 16 واں ایڈیشن شائع کیا ہے، کتاب میں انسانی زندگی پر نگینوں کے اثرات کے بارے میں تحقیقی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

روزنامہ ایکسپریس کراچی ۱۴ فروری ۲۰۰۹ء

سنگ شجر

باأصول زندگی بسر کرنے والا مستحکم مزاج ہوتا ہے ۔ناشر

تعاون کا شکریہ

اُن مکتبہ، ادارہ، پبلشرز اور تاجران کتب کی نیک نیتی سے متاثر ہیں جنہوں نے اپنی کُتب، رسالہ، جنتری، کلینڈر وغیرہ میں "کرشمۂ قدرتُ" کی افادیت اور کارآمد ہونے کا نمایاں طور پر ناشر کے نام کے ساتھ حوالہ دیا۔ یہ اپنے طرز کی جامع، مستند، مقبول عام اور مکمل کتاب ہے۔ تحقیق و جستجو کا مکمل نچوڑ ہے۔

ہمارے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ مخلص اور حقیقت پسند تاجران اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے خریدار کو فروخت کر رہے ان تمام حضرات کے شریفانہ طرز عمل کو محسوس کرتے ہوئے پروردگارِ عالم کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں **اللہ تعالیٰ** ان کو سلامتی، تندرستی کے ساتھ ترقی اور تجارت میں برکت عطا فرمائے.... (آمین)

یہ مشہور زمانہ کتاب معزز قارئین کے لئے ایک خاص تحفہ۔
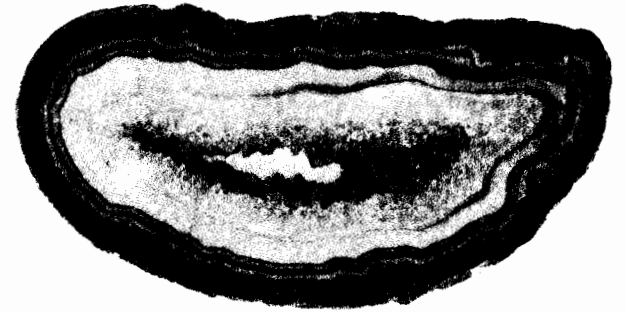
جس طرح خالی انگوٹھی کو نگینہ چاہیئے ۔ عالمِ امکاں میں اک ایسی کمی بن جائیے

سلیم احمد